عروج

سلمیٰ کنول

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی

اس کے گھٹنوں پر کتاب کھلی پڑی تھی مگر وہ اس کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے
دریچے سے باہر خلاؤں میں گھور رہی تھی۔ جہاں شب کی پھیلی تاریکی کے سوا اور
کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن پھر بھی۔ آنکھوں میں فکر و پریشانی لیے وہ مسلسل دیکھے جا
رہی تھی۔

"آپی۔ ! آپی۔ !!"

دو مہین مہین اور دلوں کو گرما دینے والی انتہائی پُرکشش سی آوازیں ابھریں
ایک ساتھ۔ بیک آواز۔ !!

وہ اپنے خیالات سے چونکی۔ بے اختیار دونوں بازو پھیل گئے۔

"امی آگئی ہیں آپی۔ !"

"اور ان کے ساتھ ایک انکل بھی آئے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دونوں اس کے دائیں بائیں بازوؤں کے حلقے میں تھیں۔

"کبھی ایسی مبارک گھڑی بھی آئی ہے گل! کہ ان کے ساتھ کوئی انکل نہ ہو۔"؟

ہونٹوں پر عجیب سی تلخی تھی — ان کے معصوم معصوم چہروں پر سنگاہیں پھسل کر پھر دریچے سے باہر پھیلی تاریکی میں کچھ تلاش کرنے لگیں۔

"جانے اس کا انجام کیا ہوگا۔؟ شاید تباہی۔ ہم سب کی تباہی۔"!

اس کی آنکھوں میں پھیلے فکر و تردد کے سائے اور گہرے ہو گئے۔

چار معصوم آنکھوں میں تحیر اور بے سمجھی کی خوبصورت سی لہریں تھیں اور وہ اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔"

وہ چونک پڑی۔ بھلا ان معصوم روحوں کو اس گناہ گار دنیا کا کیا علم۔؟ پاگل ہی تو تھی وہ۔ جو ایسی باتیں لے بیٹھی تھی۔

دونوں کی خوبصورت پھیلی پھیلی آنکھوں کو دیکھ کر وہ ہنس پڑی۔ آپی کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تو وہ دونوں ہی اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے ہوئے جھول گئیں۔

"ارے ارے! کیا میری گردن توڑ دینے کا ارادہ ہے۔؟"

اس نے بہت ہولے سے اور بڑے پیار سے دونوں کو پرے ہٹایا۔

"چلو بھاگو یہاں سے۔ مجھے ابھی ٹیسٹ کی تیاری کرنا ہے۔"

"لیکن ہم تو آپ کو یہ بتانے آئی تھیں کہ آقی نے آج بالکل نئے شامل کئے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بے حد پیاری لگ رہی ہیں۔"

"اور جوان کے ساتھ انکل ہیں۔ وہ تو بس۔۔۔"

"کیا وہ تو بس۔۔؟"

اس نے بہت گھور کر اسے دیکھا۔ معصومیت سہم گئی۔

"وہ۔ وہ۔ میرا مطلب ہے۔"

آپی کی پیشانی کی سلوٹوں نے اسے بری طرح بوکھلا دیا تھا۔ اتنا۔ کہ جو کچھ کہنے لگی تھی وہ کہہ ہی نہ سکی۔

"آپی! بلبل کا مطلب ہے کہ بہت شاندار۔ یہ اونچے لمبے اور خوبصورت اور ہنس مکھ۔ ایسے تو ہمارے اعجاز ماموں بھی نہیں ہیں۔"

"چل شریر۔!"

اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر اٹھی۔

"میرے اعجاز ماموں سے اچھا تو دنیا میں کوئی اور نہیں ہو سکتا۔"

"ہونہہ! ہمیں تو ذرا اچھے نہیں لگتے اعجاز ماموں۔"

"کیوں؟" وہ تقریباً چیخ پڑی۔

"اس لیے کہ وہ ہمیں زیادہ پیار نہیں کرتے۔ ان سے زیادہ تو انکل سلیم انکل اظہر، انکل جاوید۔۔۔"

"اوہ۔ بس۔ بس۔ بس۔"

اس نے بیزار سی ہوتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔

"خدا کے لیے اب مجھے ایسے نام نہاد انکلوں کے نام سنا کر۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانتی ہوں تمہیں بہت بہت پیار کرنے والے بے شمار انکل ہیں۔"

پھر وہ ہولے سے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑائی

"اور ان کا مقابلہ کرتی ہیں اعجاز ماموں سے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔"

"نہ جانے امی کو ایسے اچھے اچھے انکل ہی کیوں لگتے ہیں۔"

گل ہولے سے بلبل سے مخاطب ہوئی۔

"اور پھر اوپر سے فارسی بولنے لگتی ہیں۔"

بلبل گلے کے طور پر سسوری۔ اسے ہنسی آگئی۔

"عروج۔!"

امی کی آواز پر وہ یوں چونکی جیسے زندگی میں پہلی بار سنی تھی۔ گل اور بلبل تقریباً اس کے اوپر چڑھی بیٹھی تھیں۔ انہیں پرے ہٹا کر جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی امی۔!"

"میں نے تمہیں کہلا بھیجا تھا کہ چائے تم خود بنانا۔ دیکھو ذرا سروری نے وارجلینگ چائے کا کیا ستیاناس کر کے رکھا ہے۔"

وہ شاید بڑی عجلت میں تھیں۔ بہت تیز تیز بولیں۔

"مجھے تو کسی نے نہیں کہا امی۔!"

ماں کو سر سے پاؤں تک بڑے غور سے دیکھتے ہوئے عروج نے جواب دیا۔ انہوں نے آج شاید کسی بہت ہی اعلیٰ قسم کے ہز مند ہیئر ڈریسر سے بال بنوائے تھے۔ گو عروج بہت سادگی پسند تھی۔ ایسے گھونسلے کی طرح بنے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بال اسے کبھی بھی اچھے نہ لگے تھے۔ مگر امی اس شائل میں ہمیشہ سے زیادہ سمارٹ لگ رہی تھیں۔

"یہ ان چڑیلوں کو میں نے بھیجا تو تھا۔"

انہوں نے دونوں بچیوں کو کچا چبا جانے والی نگاہوں سے گھورا۔

"گل! بلبل!! میں نے تمہیں کس لیے آپی کے پاس بھیجا تھا۔؟"

"وہ ــــ وہ امی ــ" دونوں ہی گڑبڑا گڑبڑا کر ماں کو دیکھنے لگیں۔

عروج کی نگاہ ماں کے چہرے سے ہٹ کر ان کی طرف اٹھ گئی۔ دونوں ہی خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ عروج کو ان پر بے حد ترس آیا۔

ان کی غلطی کی وجہ سے مہمان کو چائے اچھی نہیں ملی تھی۔ اس لیے امی کا چہرہ غصہ سے لال بھبوکا ہو رہا تھا۔ اور امی جب اس کیفیت میں ہوتی تھیں تو اس کا مطلب تھا انہیں غصہ چڑھانے والے کی شامت۔!

اور اس وقت غصہ چڑھانے والی گل و بلبل تھیں۔ جنہوں نے ان کا پیغام عروج تک نہیں پہنچایا تھا۔ پھٹکتے تھنتنوں سے امی ان دونوں کی سمت بڑھیں۔ مارے خوف کے وہ عروج کے ساتھ چپک گئیں۔

اس وقت ــــ اس عالم میں ــــ امی کا غصہ عروج ہی ٹال سکتی تھی۔ وہ ان کی نفسیات سے بڑی اچھی طرح واقف تھی۔

بُری طرح سہمے اور کانپتے ہوئے دونوں ننھے ننھے وجودوں کو اس نے اپنے پہلوؤں کے ساتھ چمٹا لیا۔

"انہیں امی! وہ جو ادھر کوئی انکل آئے ہیں، ان کی تعریفوں سے ہی فرصت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں ملی تو چائے کا کب کہتیں۔؟"

عروج بڑے پیارے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"کہتی ہیں۔ وہ اپنے اعجاز ماموں سے بھی زیادہ سمارٹ اور اچھے ہیں۔"

"اوہ۔!"

امی کے قدم وہیں رک گئے۔ اور یکدم چہرے پر سے غصے کی لالی چھٹ گئی۔ اب وہ مسکرا رہی تھیں۔ عروج نے بالکل صحیح ان کی نبض ٹٹولی تھی۔

"جانتی ہو وہ کون ہیں۔؟"

امی کا چہرہ اب پھر سرخ ہو گیا تھا۔ غصہ سے نہیں۔ کسی انجانی سی مسرت کی لہر تھی جو چہرے کے علاوہ عروج کو ان کی آنکھوں میں بھی لہراتی نظر آ رہی تھی۔ ان کا سارا وجود ہی اک تبسم بن کر بولا۔

"نواب عابد کے بیٹے۔ نوابزادہ سرمد ہمارے ہاں آئے ہیں۔ مسز صابر ہیں نا۔ ان کی جو عزیز ترین سہیلی نورین ہے۔ اس کے کزن لگتے ہیں۔ مسز صابر کی تو ان کی تعریفیں کرتے کرتے زبان نہیں تھکتی۔"

"امی! مسز صابر کی تو ویسے بھی کبھی زبان نہیں تھکتی۔"

عروج کی اس بات پر گل و بلبل کھی کھی کر کے ہنسنے لگیں۔ امی کا موڈ بحال تھا۔ بلکہ بڑا خوشگوار تھا۔ اس لیے اب انہیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہنستی ہی جا رہی تھیں۔ امی کے رُخ پر بھی ہنسی دوڑ اٹھی۔ مگر جلد ہی کچھ یاد آ گیا۔ سنجیدہ ہوتے ہوئے بولیں۔

"تبھی تو میں نے خاص طور پر تمہیں چائے بنانے کے لیے کہلا بھیجا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اس کم بخت سروری نے اتنی اچھی چائے کا ستیاناس کر دیا۔ ایسے ہی خاص موقع کے لیے میں نے میرٹ لپٹن سے چائے منگوائی تھی۔"

ایک بار پھر وہ ملازمہ کو کوسنے لگیں۔ اب گل و بلبل محفوظ تھیں۔ کیوں کہ انہوں نے نئے انکل کی بہت تعریفیں کی تھیں۔

"اس سروری کی بچی کے ہاتھ توڑنے والے ہیں۔ اتنی قیمتی چائے پہلی بار اور آنے والے کے سامنے بے عزتی الگ۔ سرمد کیا کہتے ہوں گے کہ اس گھر میں کیسی خراب چائے بنتی ہے۔"

"امی! اس بے چاری کو کام بھی تو سینکڑوں کرنا ہوتے ہیں۔ اور پھر کاموں کے علاوہ جو وقت بے وقت چائے بنانا پڑتی ہے وہ کبھی شمار و قطار میں ہی نہیں۔ سمجھ جاتی ہو گی۔"

"چلو۔ کرنے لگ جاؤ پھر اس کی طرف داری۔ اسی لیے تو وہ دن بدن کام چور اور سست ہوتی جا رہی ہے۔"

"سروری کام چور۔ ! سروری کام چور۔ !!"

گل و بلبل زور زور سے قہقہے لگانے لگیں اور نعرے بلند کرنے لگیں۔

"سروری کام چور۔ ! سروری کام چور۔ !!"

امی کا پارہ پھر چڑھ رہا تھا۔ عروج نے دونوں کو ڈانٹ کر وہاں سے بھگا دیا۔

"چلیے امی! اب تو جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اندر سے سروری کو میں سمجھا دوں گی آپ جائیے مہمان کے پاس بیٹھیے۔"

"اوہ!" وہ یک دم چونکیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نوابزادہ صاحب کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا کہ وہ ڈرائینگ روم میں ہیں۔"

ان کے چہرے پر یکبارگی رونق سی پھیل گئی۔

"عروج۔" آواز میں بڑی ملائمت اور مٹھاس بھرتے ہوئے بولیں۔

"میری جان! بڑی عمدہ اور مزیدار چائے تو بنا دو۔ ایسی۔ کہ نوابزادہ ہو کر بھی انہیں ایسی خوش ذائقہ چائے کبھی نہ میسر آئی ہو۔"

"لیجیے بھلا۔ میں ایسی کس طرح بنا سکتی ہوں۔؟"

"پگلی! تیرے ان ہاتھوں کو اللہ میاں نے کچھ ایسی ہی لذت بخشی ہوئی ہے۔ ڈاکو سلیم، کیپٹن اظہر اور ڈاکٹر جاوید بھی تو یہی کہا کرتے تھے۔ کہ عروج کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے میں جو مزہ ہے وہ آج تک کسی اور کے ہاتھ سے نہیں آیا۔"

"چھوڑیئے بھی امی! یہ سب خوشامد ہے۔"

ایک دم ہی عروج بیزار سی ہو گئی۔

"ارے! یہ کیا کہہ رہی ہو۔ خوشامد کس بات کی۔؟"

"کچھ نہیں۔"

عروج کتابیں سمیٹنے لگی۔

"آپ اندر چلیے۔ مہمان اکیلا ہے۔ میں بس ابھی دو منٹ میں چائے بنا کر لائی۔"

"ساتھ کچھ خشک میوے بھی لے آنا۔"

امی جاتے جاتے لمحہ بھر کے لیے رک کر بولیں۔

"جی بہت اچھا۔"

امی کمرے سے باہر نکل گئیں۔ باقی کتابیں سمیٹنے کے بعد عروج نے مڑ کر میز پر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے اُلٹی رکھی کتاب اٹھالی۔

"کاش! میں نے نفسیات نہ لی ہوتی۔ اس مضمون نے تو مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔"

بڑبڑاتے ہوئے اس نے کتاب بند کر کے باقی ڈھیر کے اُوپر رکھ دی پھر انہیں سوچوں میں کھوئی کھوئی ماں کے حکم کی تعمیل کے لیے باورچی خانے کی سمت چل دی۔

"مگر امّی! آپ کی نفسیات کیا ہے۔؟ میں نے اتنی ساری کتابیں پڑھ ڈالیں لیکن ابھی تک سمجھ نہیں پائی۔ یہ پینتالیس کے لگ بھگ عمر۔ تین لڑکیوں کی ماں اور یہ ہیئر سٹائل۔ اور یہ بغیر آستین، کھلے گلے اور ننگے پیٹ والے بلاؤز۔۔۔ اور یہ مین ایجرز والا رکھ رکھاؤ۔ اور۔ اور۔ اتنے ڈھیر سارے جوان جوان آپ کے ملاقاتی۔ اور ابو سے بے التفاتی۔ اوہ۔! یہ سب کیا ہے؟۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔؟"

کیتلی میں پانی کھولا تو اس آواز نے اس کے ذہن کی پراگندگی کو دُور کر دیا۔ سب کچھ بھول بھال وہ جلد جلد ٹرالی میں چائے کے برتن لگانے لگی۔

"سروری۔! او سروری۔!!"

ٹرالی تیار کر کے اس نے اندر لے جانے کے لیے ملازمہ کو آواز دی۔

"جی آپی۔!"

دوسرے کمرے سے گل بھاگی آئی۔

"تم سروری ہو؟"

عروج کا موڈ بڑا خراب ہو رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ آپی نہیں یہ بتانے آئی تھی کہ جب تمہیں آپ نے کمرے سے نکالا تھا تو سب کاموں سے فارغ ہو کر سروری اسی وقت اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی۔ رات کو زیادہ دیر سے وہ گھر جائے تو اس کا ابو بہت ناراض ہوتا ہے۔"

گل بھی شاید بلبل کے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔ وہیں دروازے میں ہی کھڑے کھڑے بولی۔

"ابو۔۔۔!"

بلبل کی بات سن کر گل نے اک پیارا سا کھنکتا ہوا قہقہہ لگایا۔

"ارے گل! ابو تو تمہارے ہیں۔ اس کا تو ابا ہے۔۔۔ ابا۔"

گل کی اس بات پر عروج کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ اس کی یہ دونوں ننھی منی بڑدواں بہنیں اگر اس گھر میں موجود نہ ہوتیں تو وہ شاید اپنے ہی گھر میں ایک لمحہ کے لیے نہ رہ سکتی۔

بے حد پیاری صورت تھی دونوں کی۔ بہت ملتی جلتی۔ اتنی۔ کہ اگر کبھی اچٹتی سی نگاہ ڈالتی تو خود وہ بھی نہ پہچان پاتی۔ گل کون سی ہے اور بلبل کون سی؟ ان کی پہچان صرف آنکھوں سے ہوتی تھی۔ گل کی آنکھیں گہری نیلی تھیں۔ اور بلبل کی براؤن۔ بس اک یہی فرق تھا دونوں میں۔ باقی آواز بھی ایک جیسی قد بھی ایک۔ رنگ بھی ایک جیسا۔ اور چہرے کے نقش و نگار بھی بالکل ایک جیسے۔

جب وہ پیدا ہوئی تھیں تو عروج آٹھ نو سال کی تھی۔ اتنا عرصہ گھر میں وہ ایک اکیلا بچہ رہی تھی۔ اس لیے ایک دم ہی دو بہنیں آجانے کی اس نے بڑی خوشی منائی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر جانے کیوں۔؟ وہ انہیں اپنی اور صرف اپنی ہی ملکیت سمجھ بیٹھی۔ اور وہ دن اور آج کا دن۔ وہ ذہنی طور پر ان کے ساتھ اس طرح منسلک ہو کر رہ گئی کہ زیادہ دیر کو انہیں نگاہ سے اوجھل کر ہی نہ سکتی تھی۔ اتنی عزیز تھیں وہ اسے۔! بہنوں کے رشتے کے علاوہ وہ ان کے لیے سینے میں مامتا بھی رکھتی تھی۔ کہ امی کو تو اپنے ملنے والوں، کلبوں اور پارٹیوں سے ہی فرصت نہ ملتی تھی تو ان ایک نہیں اکٹھی دو مصیبتوں کو کیا کرتیں۔؟

اکثر ان کی طرف سے بے پرواہ ہی رہتیں۔ اور تب عروج، جو ابھی خود ہی کمسن تھی۔ ان کے لیے ایک ننھی سی ماں ہی بن گئی۔

سکول سے آتے ہی تیر کی طرح سیدھی ان کے پاس پہنچ جاتی۔ اور پھر رات کو سونے کے وقت تک ان کے اردگرد ہی منڈلاتی رہتی۔ ان کے چھوٹے چھوٹے کام کرتی رہتی۔

اس کی گود میں دونوں بیٹھنا سیکھی تھیں۔ اسی کی انگلی پکڑ کر وہ چلنا سیکھی تھیں اور اسی سے "اوں آں غوں غاں" کر کر کے وہ باتیں کرنا سیکھی تھیں۔

اور یوں انہیں بھی امی کی نسبت اپنی عروج آپی سے زیادہ پیار تھا۔ وہ کئی کئی گھنٹے باہر گزار آتیں۔ کئی کئی دن اپنی سہیلیوں کے پاس دور دراز کے شہروں میں رہ آتیں۔ گل و بلبل کو کوئی پروانہ ہوتی۔

البتہ عروج اگر سکول یا کالج کے کسی فنکشن کے سلسلے میں ہی گھنٹہ دو گھنٹہ دیر سے گھر آتی تو دونوں اس سے یوں لپٹ لپٹ پڑتیں جیسے بہت طویل جدائی برداشت کرنا پڑی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپی۔ کیا سوچنے لگیں؟"

"کچھ نہیں۔"

عروج چونکی۔ ان دو ننھے منھے فرشتوں کی کیسی پیاری پیاری حرکتیں یاد آ گئی تھیں۔!!

وہ بڑے پیار سے دونوں کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کا ماضی۔ جہاں امی کی عجیب و غریب حرکات اور ابو کی اتھاہ پریشانیوں نے۔ اس کی یاد انتہائی تلخ اور تکلیف دہ کر ڈالی ہوئی تھی۔ وہیں انہوں نے اسے بڑے پُر بہار رنگوں سے سنوار بھی دیا ہوا تھا۔

"پھر آپی! اب کیا کریں۔ سردی تو چلی گئی۔"

"لائیے آپی! میں ٹرالی اندر لے جاتی ہوں۔"

بلبل نے بڑھ کر ٹرالی کو اپنے منے منے ہاتھوں سے تھام لیا۔

"ارے نہیں۔ بہت رات ہو گئی۔ تم چل کر سو جاؤ۔"

"ہمیں آپ کے بغیر نیند نہیں آ رہی۔"

گل کی خوبصورت آنکھیں بڑے والہانہ انداز میں اپنی آپی کے چہرے کا طواف کیے جا رہی تھیں۔

"اچھا۔"

عروج نے جھک کر بڑے پیار سے باری باری دونوں کی پیشانیاں چومیں۔

"تم چل کر اپنے یہ فراک اتارو اور رات والے کپڑے پہن کر لیٹو۔ میں بس ابھی دو منٹ میں آئی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"دو منٹ سے زیادہ نہ ہوں۔"
بلبل نے تاکید کی۔
"ہمیں انکل نے آج ہی وقت دیکھنا سکھایا ہے۔"
گل نے منی منی آنکھیں مٹکائیں۔
"بھئی کہا جو کہ چائے دے کر بس آ ہی رہی ہوں۔"
"اور اگر انکل نے کہا کہ ایک پیالی آپ بھی پیتی جائیے۔"
"میں ایسے ویسے انکلوں کو زیادہ لفٹ نہیں دیا کرتی۔"
دونوں بار بار اسی انکل کا ذکر کیے جا رہی تھیں۔ عروج کے چہرے پر ناگوار سے تاثرات پھیل گئے۔
"مگر آپی! یہ انکل تو ایسے ویسے نہیں ہیں۔"
"ہاں تو۔ ہمیں اتنا پیار کرتے ہیں۔"
"کون تمہیں پیار نہیں کرتا۔ سبھی تو کرتے ہیں۔"
"مگر یہ جو آج آئے ہیں نا۔ یہ۔۔۔۔۔"
"اچھا پرے ہٹو اور مجھے راستہ دو۔"
عروج نے گل کی بات کاٹ دی۔
"صبح مجھے کالج ذرا جلدی جانا ہے۔"
آپی کا موڈ بگڑا بگڑا سا تھا۔ دونوں مزید کوئی بات کیے اپنے کمرے کی سمت بھاگ گئیں۔
راہداری میں سے گزرتے گزرتے عروج کی نگاہ ابو کے کمرے کی طرف جا پڑی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دروازہ کھلا تھا مگر پردے میں سے جھلکتی ہلکی ہلکی روشنی ان کی بیداری کا اعلان کر رہی تھی۔

ٹرالی وہیں روک، ہولے ہولے پاؤں رکھتی دروازے تک جا پہنچی۔ ذرا سا پردہ سرکا کر اندر جھانکا۔

وہ ادھر پشت کیے سامنے والی کھڑکی میں کھڑے تھے۔ سارا کمرہ سگریٹوں کے دھوئیں سے بھرا تھا۔ اس سے اسے ابو کے ذہن پر مسلط پریشانی بھری سوچوں کا اندازہ ہو گیا۔

"ابو۔!"

شاید انہوں نے آواز نہیں سنی تھی۔ عروج کو کوئی جواب نہ ملا۔ پھر وہ آگے بڑھ گئی۔

"ابو۔!"

کندھے پر اس کے ہاتھ کے لمس نے انہیں چونکایا۔

"جی بیٹے۔!"

وہ جلدی سے پیچھے مڑے۔

"آپ ابھی تک سوئے نہیں۔"

"نیند نہیں آ رہی۔"

چائے پئیں گے۔؟"

ابو کے بے حد متفکر چہرے کو وہ بڑی ہمدردی سے تکے جا رہی تھی۔

"ہوں۔! چائے۔؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

شاید ابھی تک ان کے ذہن میں کچھ گرہیں الجھی ہوئی تھیں۔ وہ غیر حاضر تھے۔

"ہاں ابو۔! ابھی بنائی ہے۔ بڑی گرما گرم۔!"

"میرے بیٹے نے بنائی ہے تو پھر تو ضرور ایک پیالی پی لوں گا۔"

کھڑکی میں پڑے ایش ٹرے میں سگریٹ کی راکھ جھٹک کر وہ مسہری پہ جا بیٹھے۔ عروج ابو کے لیے چائے بنانے باہر راہداری کی طرف لپکی۔

ایک ہاتھ میں چائے کی پیالی اور دوسرے میں خشک میوے کی پلیٹ لیے وہ اندر داخل ہوئی تو ابو جھکے جوتوں کے تسمے کھول رہے تھے۔

سہ پہر تین بجے ابو دفتر سے آئے تھے۔ اس وقت سے اب تک انہوں نے بوٹ نہیں اتارے تھے۔ لباس بھی تبدیل نہیں کیا تھا۔ جانے ابو کو کیا ہوتا جا رہا تھا۔ صبح سات بجے سے یوں سوٹ بوٹ میں کسے ہوئے تھے۔ اور اب رات کے گیارہ بجنے والے تھے۔

جانے دفتر میں کیا کرتے رہے تھے۔ آرام بھی نہیں کیا تھا۔ سات آٹھ گھنٹے شاید یونہی کھڑکی میں کھڑے کھڑے گزار دیئے تھے۔ یوں اپنے سے بیگانہ رہ کر تو ان کے بیمار پڑ جانے کا اندیشہ تھا۔

"نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ یوں نہیں ہونا چاہیے۔"

کچھ سوچتے ہوئے وہ مسہری کے قریب چلی گئی۔

"ابو! آج آپ نے دفتر سے آکر لباس بھی تبدیل نہیں کیا۔"

پیالی ان کی مسہری کے قریب پڑی بجلی تپائی پر رکھتے ہوئے عروج

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پوچھنے لگی۔

"کیوں ابو۔؟"

شاید وہ اس معاملے میں بیٹی سے بھی کوئی بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس بیٹی سے، جو انہیں بے حد عزیز تھی۔ اپنی تینوں ہی بچیوں کو وہ دیوانوں کی طرح چاہتے تھے۔!!

"اس وقت یہ چائے کس کے لیے بنی ہے۔؟"

اس سوال کو نظر انداز کر کے ابو نے بڑے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ ڈالا۔

"یہ۔ یہ۔" وہ بری طرح ہکلا گئی۔

"کاش! ابو آپ نے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔!"

"امی نے بتانے سے منع کیا ہے۔؟"

ابو کے ہونٹوں پر تلخ سا تبسم پھیل گیا۔

"نہیں تو۔" وہ جلدی سے بولی۔

"ویسے میں ابھی تک ڈرائینگ روم میں گئی نہیں۔"

حلق میں کچھ پھنسے جا رہا تھا۔ نگلتے ہوئے بڑی مشکل سے آواز نکالی۔

"گل اور بلبل نے ہی بتایا تھا کہ انکل سرمد آئے ہیں۔"

بہت چاہنے کے باوجود وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکی تھی۔

"ابو! وہ جو مسز صابر ہیں نا۔ ان کی کسی سہیلی کے کزن ہیں۔"

"اچھا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ابّو کے چہرے پر وہی سنجیدگی تھی۔ بڑبڑانے کے انداز میں دھیرے سے بولے۔

"اور بیٹے! تمہیں صبح کالج بھی جانا ہے۔ تم جلدی سو جانا۔"

یہ کہتے کہتے ابّو اُٹھ کر کوٹ اُتارنے لگے تھے۔ پشت عروج کی طرف تھی۔ اس لیے وہ ان کے چہرے کے تاثرات نہ دیکھ سکی۔

مگر ان کے لہجے سے ہی یہ اندازہ اسے بخوبی ہو گیا کہ انہوں نے اسے کالج کی یاد دہانی کرائی تھی اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ۔

انہیں اس کا امّی کی محفلوں میں رات گئے تک بیٹھنا پسند نہ تھا۔

یہ بات پہلے بھی ابّو کئی بار اشارۃً کنایۃً اسے سمجھا چکے تھے۔

اور عروج حتی الوسع باپ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتی تھی۔

اسے ابّو بے حد مظلوم لگتے تھے۔ شاید اس لیے۔ کہ امّی ہر معاملے میں، ہر بات میں ہمیشہ اپنی مرضی کیا کرتی تھیں۔ ابّو کو کبھی کوئی حق ہی نہیں دیتی تھیں۔

اور وہ۔ اپنی دانست میں امّی کے لگائے ہوئے زخموں پر یوں مرہم رکھ دیتی تھی۔ کہ۔ ابّو کی ہر بات مانتی۔

چنانچہ اسی لیے اب جب بھی کوئی امّی کے ملنے والے آئے ہوتے تو وہ کم ہی ڈرائینگ روم میں جاتی۔ کالج سے گھر آنے کے بعد وہ زیادہ وقت گل اور بلبل کے ساتھ اپنے کمرے میں ہی گزارتی۔

خود جانے سے کتراتی تو انہیں بھی کبھی کبھار ہی ادھر جانے دیتی۔ وہ بھی تو ابّو ہی کی بیٹیاں تھیں۔ ان کی تربیت بھی ابّو کی حسبِ خواہش ہی ہونی چاہیے تھی۔ !!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج خشک میوے کی رکابی چائے کے پاس ہی نچلی تپائی پر رکھ کر ابو کی طرف دیکھنے لگی۔

"بہت اچھا ابو۔ اچائے کی ٹرالی اندر پہنچا کر میں سونے ہی جا رہی تھی۔"

ابو کوٹ کرسی کی پشت پر پھیلا کر واپس مڑے۔ عروج ان کے قریب چلی آئی۔

"بہت دنوں کے یہ تھوڑے سے کاجو میں نے آپ کے لیے سنبھالے ہوئے تھے۔ ضرور کھا لیجیے گا۔"

"کہاں سے آئے ہیں۔؟"

"میجر قریشی بمبئی سے لائے تھے۔"

"کس کے لیے۔؟"

عجب انداز سے انہوں نے پوچھا۔

"ہم سب کے لیے ابو جی۔!"

دل ہی دل میں حیران سی ہوئی۔ یہ آج ابو کیسی باتیں کر رہے تھے۔؟

"مہمان کے لیے لے جاؤ۔"

"لیکن ابو! یہ میں نے آپ کے لیے رکھے تھے۔!"

وہ پریشان سی ہو گئی۔

"اتنے تو مزیدار ہوتے ہیں۔"

بہت ہولے سے بڑبڑائی۔

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔ گھر آئے مہمان کی ہمیشہ اچھی چیز سے تواضع

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرنی چاہیے۔"

ابو کا لہجہ اسی طرح بڑا عجیب سا تھا۔ ہمیشہ سے بہت مختلف۔ اجنبی سا۔!!

عروج کو وہ رکابی اٹھانا ہی پڑی۔ جتنی ابو کو چائے دینے کی خوشی ہوئی تھی ساری کی ساری کافور ہو گئی۔

جانے ۔۔ یا تھا۔ ؟ اتنی زیادہ حساس کیوں تھی۔ ؟ ذرا سی بھی بات ہو جاتی۔ آنسو تو جیسے پلکوں پر ہی اٹکے رہتے تھے۔ بہتیرا پینے کی کوشش کرتی مگر ہمیشہ بے بس ہی ہو جاتی۔

جھکی جھکی گردن اور جھکی جھکی جھل مل جھل مل کرتی پلکوں کے ساتھ وہ واپس جانے کے لیے مڑی۔

ابو کا لہجہ کافی سخت اور تلخ سا تھا۔ عروج کی حالت دیکھ کر شاید انہیں احساس ہو گیا تھا۔

وہ پاس سے گزرنے لگی تو اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب موڑ لیا۔ ٹھوڑی کو تھام کر چہرہ اونچا کیا۔ ننھے ننھے موتی اس کے شفاف رخساروں پر پھیلے جا رہے تھے بے اختیار ہو کر بیٹی کو سینے سے لگا لیا۔

"تمہارا ابو پاگل ہے بیٹی! معاف کر دیا کرو۔"

ان کا لہجہ بے حد شکست خوردہ تھا۔ عروج بے قرار ہو گئی۔

"نہیں ابو! آپ کی بات سے تو آنسو نہیں آئے۔"

"میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔"

انہوں نے بڑے زور سے اسے سینے کے ساتھ بھینچ کر علیحدہ کرتے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کی پیشانی چوم لی۔

ابّو کے سینے کی گرمی اور ہونٹوں کے ٹھنڈے میٹھے لمس میں نہ جانے کیا تھا۔ ہر پریشانی، ہر دکھ اور ہر تکلیف جیسے اس کی یکدم رفع ہو گئی تھی۔

ہلکی پھلکی سی ہو کر ابّو کی شفقت برساتی آنکھوں میں جھانکا۔ مسکراہٹ بے اختیار لبوں پر بکھر اٹھی۔

"ارے۔! آپ کی تو چائے ٹھنڈی ہو گئی۔"

"نہیں۔ گرم ہی ہے۔"

ابّو بھی مسکرائے۔ مگر ان کی مسکراہٹ بے جان سی تھی۔

"دیکھو تو کتنی بھاپ اٹھ رہی ہے۔"

"بھاپ تو آپ کے اندر سے اٹھ رہی ہے ابّو۔! میں آپ کی بیٹی ہوں۔ آپ کا اپنا خون۔ آپ کے اندر جو لاوے ابل رہے ہیں۔ نکال پھینکئے باہر۔ اپنی پریشانیاں میری جھولی میں ڈال دیجیے۔ مجھ سے آپ کی ایسی حالت دیکھی نہیں جاتی۔"

یہ سب کچھ کہنے کو جی تو بہت چاہا۔ مگر ابّو تو شاید چہروں کو بھی پڑھ لیتے تھے۔ ان کہی باتیں بھی سن لیتے تھے۔ اس کے بولنے سے پہلے ہی جلدی سے کہہ اٹھے۔

"اچھا بیٹے! شب بخیر۔!!"

"شب بخیر ابّو جی۔!"

اور پھر اسے بھی کچھ کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ بڑی ہمدردی سے ان کے مشفق

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وجود کو دیکھتے ہوئے باہر نکل گئی۔

کمرے کا دروازے کا پردہ برابر کرتے ہوئے اس نے مڑ کر ٹرالی کی طرف دیکھا۔ ایک دم ہی جی دھک کر کے رہ گیا۔

ابو کے لیے چائے بنا کر لے گئی تھی تو عجلت میں چائے دانی کو ٹی کوزی سے ڈھانپنا یاد ہی نہیں رہا تھا۔ جلدی سے بڑھ کر اسے ہاتھ لگایا۔

گو بالکل یخ بھی نہیں ہو گئی تھی مگر پینے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔ موسم اتنا سرد ہو رہا تھا۔ گرم بھی کیسے رہتی۔؟

وہیں کھڑی سوچنے لگی کہ اب کیا کرے۔؟

ایک بار تو یہی جی چاہا کہ ٹرالی وغیرہ وہیں چھوڑے اور چپ چاپ جا کر بستر میں گھس جائے۔

"بھاڑ میں جائیں ایسے مہمان جو اتنی اتنی رات گئے دوسروں کو میزبانی کی تکلیف میں جھونک دیتے ہیں۔"

آنے والے مہمان پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔

ادھر گل اور بابی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ ادھر خود اسے بھی نیند آ رہی تھی۔ پھر صبح نماز کے لیے بھی اٹھنا تھا۔

جانے ایسا کیوں تھا۔؟ جوں جوں امی نماز اور مذہب کی طرف سے غافل ہوتی جا رہی تھیں۔ خود اس کا رجحان اس طرف زیادہ سے زیادہ ہو رہا تھا۔

آپ ہی آپ اب وہ نماز کی بہت پابند ہوتی جا رہی تھی۔

آنے والا ایک بار چائے پی تو چکا تھا۔ اگر اس وقت نہ ملے گی تو اس کی موت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں واقع ہو جائے گی۔

یہ سوچ کر اور دل سے فیصلہ کر کے اس نے ٹرالی وہیں چھوڑی اور اپنے کمرے کی طرف تیز تیز قدموں سے چل دی۔

"عروج۔!"

امّی کی آواز کان میں پڑی۔ وہ اپنے کمرے سے صرف دو ہی فٹ کے فاصلے پر تھی۔ آگے قدم بڑھانے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ پاؤں وہیں چپو ست ہو کر رہ گئے

"چائے ابھی نہیں بنی۔؟"

انتظار کر کر کے آخر وہ خود ہی پوچھنے آ گئی تھیں۔

"وہ۔ وہ۔ امّی۔"

"اچھا۔ اچھا۔ تیار ہی ہے۔"

ان کی نگاہ راہداری کے وسط میں کھڑی ٹرالی پر پڑ گئی۔ اسے دیکھتے ہوئے بڑے اطمینان سے بولیں۔

"ہاں شاباش۔! ادھر ڈرائنگ روم میں دے جاؤ۔ اور فریج میں کچھ سیب پڑے ہیں۔ وہ بھی لیتی آنا۔"

امّی نے عروج کا جواب بھی نہیں سنا۔ جلدی سے واپس کمرے میں چلی گئیں۔ اسے بے حد غصہ آیا۔ ایسے عجلت سے واپس گئی تھیں جیسے کوئی بڑی قیمتی چیز وہاں چھوڑ آئی تھیں اور ڈر تھا کوئی چرا نہ لے جائے۔

منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے، آنکھوں میں آئے اتنے بڑے بڑے اور ڈھیر سارے آنسو پیتے ہوئے، اس نے آگے بڑھ کر اپنے کمرے کے دروازے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں سے اندر جھانکا۔

گل اور بلبل دروازے کی طرف رُخ کیے سوئی پڑی تھیں۔ جیسے اپنی آپی کا انتظار کرتے کرتے ہی اچانک ان کی آنکھیں مُند گئی تھیں۔

آگے بڑھ کر عروج نے ان کے ننھے پر ٹھیک طرح ٹکائے، انہیں کمبل اوڑھائے اور جھک کر بڑے پیار سے ان کی گیند پیشانیوں کو چومتے ہوئے اور اپنی قسمت کو کوستے ہوئے دوبارہ چائے بنانے کے لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔

غصّے میں تھی۔ بڑے زور سے جھٹکا دے کر ٹرالی کو کھینچا۔ جیسے سارا اسی کا قصور تھا۔ اور بڑبڑاتے ہوئے باورچی خانے میں چلی گئی۔

کیتلی کا سوئچ لگایا تو کرنٹ کی طرح امّی اور ان کا نیا مہمان دماغ میں گھستے چلے گئے۔ امّی کی سوچوں کے ساتھ ساتھ ابّو اور دونوں بہنوں کا خیال آنا بھی ضروری تھا۔

تینوں ہی ہستیاں امّی کی توجہ کی مستحق تھیں۔ مگر وہ غیروں پر اپنا یہ خزانہ لٹائے جا رہی تھیں۔

کیوں؟؟؟

ایک بار پھر وہ ان کا نفسیاتی تجزیہ کرنے لگی۔ آج کل تو جیسے اس کی زندگی کا مقصد ہی صرف یہ ہو کر رہ گیا تھا۔

اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوچتے رہنا۔ سوچتے رہنا۔ سوچتے ہی رہنا۔ صرف اور صرف امّی کے متعلق۔!!

انہیں خیالوں میں کھوئے کھوئے چائے تیار کی۔ فریج میں سے سیب

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نکال کر رکھے - ایک پلیٹ خشک میوے کی پہلے ہی بھری رکھی تھی -
سب کچھ ترتیب سے ٹکا کر ٹرالی گھسیٹتے ہوئے پھر ڈرائینگ روم کی طرف چل دی -

جاتے جاتے اچانک پھر نگاہ ابو کے کمرے کی طرف جا پڑی - پردے میں سے مدھم مدھم روشنی چھن چھن کر راہداری کی تاریکی کو ہلکا سا اُجالا بخش رہی تھی -
ابو شاید ابھی تک جاگ رہے تھے - ذہن پریشان ہو تو کہاں کی نیند اور کیسی نیند - !! کیا پتہ ابو کی اکثر راتیں یونہی کٹتی تھیں -
ایک بار پھر امی اور امی کے مہمان پر غصہ آگیا -
دل میں وہی کھولن لیے ڈرائینگ روم تک جا پہنچی - دروازے میں پڑے دبیز پردے نے اندر کا سب کچھ سپرد رکھا تھا - مگر باتوں کی آواز پر وہ پردہ نہیں ڈال سکا تھا -
امی کا لہجہ بڑا شائستہ بے حد مہذب اور انتہائی شیریں تھا - جانے کس موضوع پر بات ہو رہی تھی - امی ہی بولے جا رہی تھیں - عروج اپنا دوپٹہ ٹھیک طرح اوڑھنے کے لیے لمحہ بھر کو رکی -
"وہ تو سب ٹھیک ہے - مگر دیکھیے نا بیگم تو قیر - - -"
"ماہی کہیے - آپ کو کتنی ہی بار میں نے بتایا ہے کہ میرا نام مہ لقا ہے - اور سب مجھے ماہی کہتے ہیں - آپ بھی مجھے ماہی کہہ لیا کیجیے -"
"اوہ شکریہ - !"
جانے کیوں اس نئے انکل کی آواز عروج کو بے حد زہر لگی -

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ شکریہ۔!"

منہ بگاڑ کر اس کی نقل اتارتے ہوئے پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گئی۔

جس صوفے پر وہ حضرت تشریف فرما تھے اس کے عین سامنے والے پر امی نیم دراز تھیں۔ پتلی پتلی انگلیوں میں تھامے سلگتا ہوا سگریٹ ہونٹوں کے ساتھ لگائے تھیں۔

کمرے کی تیز روشنی میں امی کا میک اپ والا چہرہ خاصا کم عمر اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ مگر۔ مگر۔ سر کے ہوئے ساڑھی کے آنچل میں سے ان کا سانولا سانولا ننگا پیٹ اسے بے حد معیوب لگا۔

کسی غیر کے سامنے۔ کسی اجنبی کے روبرو۔ کسی نامحرم کی نگاہوں کے لیے۔ یوں جسم کی نمائش کرنا۔ کوئی اچھی بات تو نہ تھی۔

یہ تو نہ صرف ایک شادی شدہ عورت کے لیے شوہر سے خیانت تھی بلکہ یہ تو مذہبی طور پر بھی جائز نہ تھا۔ اور معاشرہ بھی اسے کچھ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا پھر۔ پھر امی کو کیوں اس کا احساس نہ تھا۔ کیوں ان کی سمجھ میں کچھ آ نہیں رہا تھا۔ وہ یہ سب کچھ کیوں کر رہی تھیں۔؟ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے "جی" کیوں ان غلط اور تباہی کے راستوں پر چل رہی تھیں۔؟

انہیں سوچوں میں کھوئے کھوئے، وہ گردن جھکاتے آگے بڑھ گئی۔

"یہ عروج ہے۔"

کمرے میں داخل ہوئی تو امی کی آواز اس کے کان میں پڑی۔

"ارے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کا سر اسی طرح جھکا ہوا تھا۔ اور انہیں جھکی جھکی نگاہوں سے اس نے دیکھا کہ سر مدان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔

"ہم تو سمجھے تھے کہ گل و بلبل سے تھوڑا سا ہی بڑی ہوں گی مگر یہ تو۔"

اور اسی لمحے عروج نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ بڑی پرکشش سی شخصیت کے مالک تھے وہ۔ گل و بلبل ٹھیک ہی اس کی تعریفیں کرتی رہی تھیں۔

دراز قد پر گہرا نیلا سوٹ انہیں اک خاص بانکپن اور رعنائی بخش رہا تھا۔ ہلکے سانولے رنگ پر دو بڑی بڑی مسکراتی آنکھوں اور بے حد خوبصورت ناک نے انہیں بہت وجیہہ بنا دیا تھا۔

غرض کہ بقول امی وہ واقعی نوابوں ایسی مردانہ خوبصورتی کا مکمل نمونہ تھے۔ مگر۔ اس حقیقت کے باوجود عروج کے سینے کے اندر سے ان کے لیے نفرت کا ایک بھبکا سا اٹھا۔ وہ اپنی خوبصورت آنکھوں سے اسے گھورے جا رہے تھے تب اسی لمحے وہ اسے بے حد بدصورت لگے۔ عروج کی نگاہیں جھک گئیں۔

"حیرت ہے۔" وہ آنکھیں جھپک جھپک کر بولے۔

"کیوں۔" امی مسکرائے جا رہی تھیں۔

"اس لیے کہ آپ اتنی جوان بیٹی کی ماں نہیں لگتیں۔"

ان کی اس بات پر امی نے بڑا صحت مند سا قہقہہ لگایا۔

"سب یہی کہتے ہیں۔ ویسے میری شادی بھی بہت جلد ہو گئی تھی۔ انتہائی کم عمری میں۔"

امی نے کیسا جھوٹ بولا تھا۔ صرف اپنی عمر کم کرنے کی خاطر۔!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ورنہ یہ تو عروج بھی جانتی تھی کہ اپنی سب بہنوں میں امّی ہی کی شادی دیر سے ہوئی تھی۔ اس نے سنا تھا انہیں کے رشتے وغیرہ کے سلسلے میں خاندان میں تنازعہ پڑ گیا تھا۔ اس لیے چوبیس پچیس کے سن کو پہنچ کر ان کی شادی ہوئی تھی۔

عروج نے نہ سرمد کی طرف کوئی توجہ دی نہ ماں سے ہی کوئی بات کی۔ ٹرالی ان کے پاس کھڑی کر کے خود واپس مڑ گئی۔

امّی نے پریشان سا ہوتے ہوئے سرمد کی طرف دیکھا۔ کیسی بدتمیزی کا مظاہرہ کر رہی تھی وہ۔!

وہ نوابزادہ ہو کر اس کی خاطر تعظیماً کھڑے ہو گئے تھے اور اس سے اتنا بھی نہیں ہو سکا تھا کہ سلام ہی کر دیتی۔!

"عروج۔!"

امّی اپنے غصے پر قابو نہ پا سکیں۔ آواز سے ہی جھنجھلاہٹ عیاں ہو گئی۔

عروج جلدی سے پلٹ پڑی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ نہ سلام نہ آداب۔"

"جی۔ جی۔" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

دل کی بات زبان پر لا ہی نہ سکی کہ اسے وہ اچھے ہی نہیں لگے تھے تو کیسا سلام اور کس کو آداب۔؟

امّی سے بے حد ڈرتی تھی۔ گونگی بنی وہیں کھڑی رہی اور دوپٹے کا پلو مروڑتی رہی۔

اب کیا کرے۔؟ جھکے سر سے سوچ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سلام یا آداب کا بھی تو اب وقت نکل گیا تھا۔ ورنہ امّی کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ بھی حلق سے اتار لیتی۔

"کوئی بات نہیں۔"

سرمد نے شاید اپنی دانست میں اس کی شرمندگی رفع کرنا چاہی تھی۔

"بعض اوقات کسی اجنبی انسان سے پہلی ملاقات پر جھجھک سی آ ہی جاتی ہے"

وہ عجب انداز میں عروج کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"آئندہ ایسا نہیں کریں گی۔"

"ہونہہ! آئندہ ایسا نہیں کریں گی۔"

دل ہی دل میں منہ بگاڑ کر عروج نے سرمد کی نقل اتاری۔

"کیوں نہیں کروں گی۔ جناب نوابزادہ صاحب! اپنے گھر میں تمہاری آمد مجھے پسند ہی نہیں آئی تو۔۔۔"

"عروج! کیا ہو گیا۔؟"

امّی اسے اس ڈھیٹ پن سے سر جھکائے چپ چاپ کھڑی کو حیرت سے گھور رہی تھیں۔

عروج تب بھی خاموش رہی۔ پھر یک دم چونک کر امّی نے سرمد کی جانب دیکھا۔ نہ جانے کیا احساس ہوا۔

اپنا لہجہ بدل کر انتہائی پیار بھری ملائم سی آواز میں بولیں۔

"ہم آج تمہارے ہی ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پئیں گے۔ سرمد! آپ تشریف رکھیے۔ میری بیٹی بڑی اچھی چائے بناتی ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کو اچانک دم ابو کی بات یاد آگئی۔ انہوں نے کتنی شفقت سے اسے یہاں زیادہ دیر نہ رکنے کی تاکید کی تھی۔ بہت ہولے سے بڑبڑائی۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔"

"ارے! دو پیالی چائے بنانے میں کتنا وقت لگ جائے گا۔"

امی اس کی حکم عدولی اور اس بدتمیزی کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے ایک بار پھر مصالحت کے انداز میں نرمی سے بولیں۔

"شاباش! آجا میری بیٹی۔"

جانے کیسے وہ اس وقت اتنی ڈھیٹ ہوگئی تھی۔ ان کے لیے چائے بنانے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ یہی احسان اس کا بہت تھا کہ تیار کر کے سامنے لا رکھی تھی۔

وہ اپنی جگہ سے اینچ بھر نہ ہلی۔

"کوئی بات نہیں۔ چائے ہم خود بنالیں گے۔"

سرمد نے اٹھنے کو بڑھائی اپنی جانب گھسیٹ لی۔

"ارے نہیں نہیں۔"

امی تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھیں۔

"یہ خواتین کا کام ہے۔ اور پھر آپ۔"

"کیوں۔ کیا ہم انسان نہیں ہیں۔ اور دو ہاتھ نہیں رکھتے؟"

"نہیں۔ میرا مطلب ہے۔ آپ نوابزادہ ہیں۔ جن کے آگے پیچھے ہر وقت سینکڑوں ملازم ہاتھ باندھے خدمت کو موجود ہوں۔ ان سے بھلا ایسے کام ہو سکتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیں ۔"

"یہ نہ کہیے ۔ بہت سال ہوسٹلوں میں رہے ہیں ۔ اور پھر انگلستان میں تو آپ جانتی ہی ہیں کہ کیا نواب کیا بادشاہ سبھی اپنا کام خود کرتے ہیں ۔ ویسے بھی ہماری طبیعت کچھ اور ہی قسم کی ہے ۔ ملازم ساتھ ہونے کے باوجود ہم اپنے کام خود کیا کرتے تھے ۔"

انہوں نے ٹرالی اپنے آگے سرکالی ۔

"ہم ۔ ہم ۔ ہم ۔ کیا کہنے نواب صاحب کے ۔ نوابی ملے نہ ملے ۔ ہم ۔ ہم ۔ پہلے ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔"

وہ دل ہی دل میں کھول رہی تھی ۔

"آج ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پی کر تو دیکھیے ۔ پھوہڑ نہیں ہیں ۔ کافی باسلیقہ ہیں ۔"

سرمد بڑے خوبصورت انداز میں مسکرا رہے تھے اور امی بڑی میٹھی میٹھی نگاہوں سے انہیں تکے جا رہی تھیں ۔

عروج دونوں ہی کے انداز کو غصے سے دیکھتے ہوئے پاؤں پٹخ پٹخ کر دھرتی باہر کی جانب چل دی ۔ ساتھ ساتھ بہت کچھ سوچے جا رہی تھی ۔

رات بہت ہو گئی تھی ۔ ابو اپنے کمرے میں تھے ۔ چھوٹی دونوں سو چکی تھیں ۔ خود وہ بھی سونے جا رہی تھی ۔ اور امی ۔ اور وہ خوبصورت اجنبی مرد ۔ اکیلے تھے ۔ کتنی بری بات تھی ۔!

یوں تو اکثر ہی ایسا ہوتا رہتا تھا ۔ مگر ۔ آج نہ جانے کیوں ۔؟ اسے ہر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

معاملے ۔ ہر بات کا شدت سے احساس ہو رہا تھا ۔ کہ یہ سب کچھ بالکل غلط تھا۔ یہ سب کچھ ناجائز تھا ۔!

"ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے کیا آپ نہیں پئیں گی ۔؟"

وہ دروازے کے بالکل قریب پہنچ گئی تھی کہ سرمد کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ سمجھ تو گئی تھی کہ خود اسی کو مخاطب کیا گیا تھا ۔ مگر وہ سُنی اَن سُنی کر کے آگے بڑھ گئی

"بدتمیزی کی انتہا ہے ۔"

باہر نکلتے نکلتے امّی کی طیش بھری آواز اسے سنائی دی ۔ وہ تب بھی خاموش رہی ۔

پھر اگلے ہی لمحے امّی پوری آواز سے چلائیں ۔

"عروج ۔ !"

اور اب ۔ نہ چاہنے کے باوجود اس کے قدم وہیں پیوست ہو گئے ۔

"اِدھر آؤ ۔"

امّی دروازے میں کھڑی اسے بلا رہی تھیں ۔

"جی ۔"

امّی کے خوف سے سہمی ہوئی وہ کسی معمول کی طرح دھیرے دھیرے چلتی ان کے قریب جا کھڑی ہوئی ۔

"بدتمیزی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ۔"

قدرے آواز دبا کر وہ اسے سرزنش کرنے لگیں ۔

"باقی سب کے ساتھ تو جیسے تمہاری مرضی ہوتی ہے بدتمیزی کر لیتی ہو ۔ مگر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ تو سوچا ہوتا کہ میرے لیے ان سب سے بہت مختلف ہے۔"

"کوئی نواب ہو یا مزدور۔ میری نگاہ میں ہر انسان ایک جیسا ہے۔"

جانے کیسے وہ اتنی بات بھی کہہ سکی۔ ورنہ امی کے سامنے تو وہ بالکل ہی کبھی زبان نہیں کھول سکتی تھی۔ آج اسے بھی کچھ زیادہ ہی غصہ تھا۔ قابو ہی نہیں رہا تھا خود پر۔!

"کسی کی نوابی مجھے مرعوب نہیں کر سکتی۔"

اور دھپ دھپ پاؤں مارتے ہوئے، امی کی پرواہ کیے بغیر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

حیرت کے مارے امی کا منہ کھلا تھا اور وہ غصہ سے کھولتے، تلملائے ہوئے اسے نگاہوں سے اوجھل ہو جانے تک دیکھتی رہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ساری رات اسے نیند نہ آسکی۔ گل اور بلبل ساتھ والے پلنگ پر پڑی سو رہی تھیں۔

ان کی پیاری پیاری صورتیں دیکھتی رہی اور پریشانی بھری سوچوں میں کھوئی رہی۔

ماضی کے عجیب عجیب واقعات نگاہوں میں گھوم رہے تھے۔ کچھ دُھندلے دُھندلے نقوش۔ کچھ واضح واضح صورتیں۔ کچھ اُلجھے اُلجھے گھریلو معاملات۔ امّی اور ابّو کے عجیب قسم کے تعلقات۔!!

سب کچھ اس کی نگاہوں میں پھر رہا تھا۔

آٹھ نو سال کی عمر تک وہ زیادہ تر اپنی خالہ امّی کے پاس ہی رہی تھی۔ خالہ امّی کی اپنی کوئی لڑکی نہیں تھی۔ صرف دو لڑکے تھے۔ چنانچہ لڑکی کا شوق وہ عروج

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو اپنے پاس رکھ کر پورا کر لیا کرتی تھیں۔

وہ نو سال کی تھی جب خالو جان اپنی بیوی بچوں کو لے کر سعودی عرب چلے گئے۔ تب وہ اپنی امی کے پاس آ گئی۔

یوں نو سال کی عمر تک وہ گھر کے حالات سے بالکل بے خبر رہی۔ عمر کا وہ دور کچھ عجیب طرح گزر گیا۔ ہوا کے ایک جھونکے کی طرح۔ اور پھر۔ اچانک ہی۔ اس کی منی سی زندگی میں عجب سے نشیب و فراز آ گئے۔

وہ انوکھا سا دن تھا۔ شاید اس لیے کہ اس کے شعور نے اس کے احساس نے اسی دن سے محسوسات کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔

"امی۔ امی جی۔!!"

سکول سے آتے ہی بستہ پھینک کر وہ صوفے پر لیٹی امی سے لپٹ گئی۔

"پیچھے ہٹو۔"

امی نے بڑے زور سے اسے پرے دھکیلا۔ وہ سنبھل نہ سکی۔ قالین پر گر پڑی۔ گو چوٹ زیادہ نہیں آئی تھی۔ مگر ننھے سے ذہن کو بہت دھچکا لگا تھا۔ اس کی تکلیف بہت ہوئی۔

اس پر طرہ یہ۔ کہ وہ کتنی ہی دیر اسی طرح پڑی رہی۔ اس انتظار میں۔ کہ امی ابھی اسے اٹھائیں گی۔ چومیں گی۔ پیار کریں گی۔ اور سینے سے لگا لیں گی مگر۔ انہوں نے بڑھ کر اسے اٹھایا ہی نہیں۔ تب اس تکلیف کے مارے بہت سارے آنسو اس کے پھولے پھولے رخساروں پر پھسلنے لگے۔

امی نے بڑھ کر وہ آنسو بھی صاف نہیں کیے۔ اسے دیکھا اور آنکھیں موند لیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ حیرت و استعجاب میں ڈوبی نگاہوں سے ماں کو دیکھتی رہی۔ آنسو آپ ہی آپ تھم گئے۔

ماں کی اس بے پرواہی کا اسے آج ہی احساس ہوا تھا۔ خالہ امی تو یوں نہیں کیا کرتی تھیں۔ اور امی۔ وہ ایسی کیوں تھیں۔؟ جانے کیوں۔؟ جانے کیوں۔؟ ننھا سا دماغ کچھ سمجھ نہ پایا۔ البتہ تھوڑی دیر کے لیے سوچوں میں ضرور کھویا رہا۔ پھر۔ درمیانی میز پر اسے اپنی گڑیا پڑی دکھائی دے گئی۔

وہ اس کی طرف لپکی۔ اور اس کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب کچھ ہی فراموش کر چکی تھی۔

ابو دفتر سے لوٹے۔ وہ قالین پر بیٹھی گڑیوں سے کھیل رہی تھی۔ امی پاس ہی صوفے پر آنکھیں بند کیے نیم دراز تھیں۔

ابو کے قدموں کی چاپ پر وہ اپنا کھیل چھوڑ نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ابو کی پہلی نگاہ امی پر پڑی۔ جانے کیا بات تھی۔؟ وہ بے اختیار مسکرا پڑے تھے۔

عجیب سا جذبہ تھا۔ جو صرف لمحہ بھر کے لیے اس کے ننھے سے دل میں ابھرا۔ امی کی بجائے اس کی طرف دیکھ کر ابو کیوں نہیں مسکرائے تھے۔ اور اس لمحے اسے ابو پر بے حد غصہ آگیا تھا۔

جلدی سے گردن موڑ کر امی کی جانب دیکھا۔ وہ اسی طرح آنکھیں بند کیے لیٹی تھیں۔ ابو پر غصہ اور زیادہ ہو گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی دیکھ بھی نہیں رہی تھیں اور وہ مسکرا دیئے تھے۔ اور خود وہ اسی وقت سے ابو پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی اور ابو توجہ ہی نہیں دے رہے تھے۔

اور ابھی وہ ابو سے یہ گلہ کرنے ہی والی تھی کہ ابو نے اس کے پاس آکر اسے بازوؤں میں بھر لیا۔

"ارے! تو میرا بیٹا بھی یہیں ہے۔؟"

"ہاں تو ابو! آپ امی کو دیکھ رہے تھے۔"

ننھے سے دماغ نے شکایت کر ہی ڈالی۔

"پہلے مجھے کیوں نہیں دیکھا تھا۔؟"

"میرا بیٹا منا سا ہے نا۔ ذرا غور سے دیکھنا پڑتا ہے۔"

انہوں نے اسے گود میں اٹھا لیا۔

"اور امی۔؟" وہ جھٹ سے بولی۔

"مجھ سے تھوڑی ہی تو بڑی ہوں گی۔"

اپنی اہمیت گویا باپ کی نگاہوں میں اس نے واضح کرنا چاہی۔

"ہاں۔ تھوڑی ہی بڑی ہوں گی۔"

ابو نے مسکراتے ہوئے اس کی تائید کر دی۔

"مگر جانے کیوں۔ ہر طرف ہی پھیلی ہوئی ہیں۔"

"وہ کیسے۔؟"

"توقیر۔!"

امی کی غصہ بھری آواز نے دونوں ہی باپ بیٹی کو چونکا دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بچوں کے ساتھ کیا ایسی باتیں کیا کرتے ہیں۔؟"

"کیوں۔؟"

ابو نے اسے گود سے نیچے اتارا اور مسکراتے ہوئے جا کر امی کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

"میں ایسی کون سی ناجائز بات کر رہا ہوں۔؟"

ابو نے جھک کر امی کی آنکھوں میں دیکھا۔ عجیب سا انداز تھا ان کا۔ عروج وہیں کھڑی ہو کر بڑی دلچسپی سے امی اور ابو کو دیکھنے لگی۔

جانے امی کیسی تھیں۔؟ ابو کی اتنی پیاری حرکت پر بھی ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں پھیلی تھی۔ جبیں پر بے شمار شکن لیے غصہ سے ابو کا چہرہ پیچھے ہٹایا اور خود وہاں سے اٹھ کر اپنی خوابگاہ میں چلی گئیں۔

ابو خفیف سے ہو کر اسے دیکھتے دیکھتے امی کے پیچھے ہی پیچھے چل دیئے تھے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ابو پر غصہ تھا۔ اب امی پر آ گیا۔ جانے کیوں اکثر خفا خفا ہی رہتی تھیں۔

اس سے۔ ابو سے۔ چلو مانا وہ زیادہ تر خالہ امی کے پاس رہا کرتی تھی۔ اس لیے اس سے خفا تھیں۔ مگر ابو تو ان کے پاس ہی تھے۔ پھر ان سے کیوں خفا رہتی تھیں۔

ننھا سا ذہن عجیب عجیب سوچیں سوچنے لگا۔ اور پھر۔ اس دن کے بعد سے اس نے ہر بات، ہر معاملے کا بڑی تنقیدی نگاہ سے جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ذہن نئے نئے احساسات کو پکڑ رہا تھا۔ آنکھیں نئی نئی چیزیں دیکھ رہی تھیں اور دل نئے نئے جذبوں سے روشناس ہو رہا تھا۔

اس سے پہلے اس نے گھر کے حالات پر کبھی توجہ نہیں دی تھی۔ اور اب وہ بنظر غائر دیکھتی تھی۔ محسوس کرتی تھی اور پھر سوچتی تھی۔

عمر کے ساتھ ساتھ ذہن کے بند دریچے کھلتے جا رہے تھے۔ دماغ آہستہ آہستہ شعور و آگہی کی منزل پر پہنچ رہا تھا۔ کاش! وہ ہمیشہ تین چار سال کی بچی ہی رہتی۔

اس کی ذہنی حالت عجیب سی ہوئی جا رہی تھی۔ کہاں تو خالہ امّی کے گھر کا نکھرا نکھرا سا خوشگوار ماحول۔ خالہ امّی اور خالو جان کی متحدہ کوششوں سے پیدا کی ہوئی پرسکون فضائیں۔

اور کہاں۔ امّی ابّو کی بات بے بات لڑائیاں۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑے شکن آلود پیشانیاں اور مسکراہٹوں سے عاری بھنچے ہوئے لب۔!

اسے کبھی ابّو پر غصہ آتا اور کبھی امّی پر۔ اس کا ننھا سا ذہن گھر کی یہ گھٹی گھٹی سی فضا قبول نہیں کر پا رہا تھا۔ شروع سے ایسے ماحول میں رہتی تو شاید کوئی سمجھوتہ لیتی۔ مگر اب۔

راہ کے پتھر کی طرح ماں کی طرف سے ٹھوکر لگتی تو ابّو کی طرف لڑھک جاتی اور ابّو کا تو خیر ایسا سنگدلانہ رویہ نہ تھا جیسا امّی کا تھا۔ مگر ذہنی بے سکونی کی وجہ وہ کچھ ڈانواں ڈول سے ہو رہے تھے۔

شاید اسی لیے ان کی توجہ اس کی طرف سے ہٹی ہوئی تھی۔ بظاہر سلوک میں ہی شفقت بھرا تھا مگر یوں چپ چپ اور کھوئے کھوئے سے رہتے جیسے کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر بیٹھے تھے۔

اور پھر۔ وہ جب اکثر اسی عالم میں رہتے تو عروج خود ہی ان کے پاس جانے سے کتراتی۔

Love is A Choice

کئی کئی بار تو وہ ایک ہی بات پوچھتی رہتی تھی اور ابو کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جانے ان کے کانوں کو کیا ہو گیا تھا۔ یا پھر کانوں تک آواز پہنچتی تھی۔ لیکن آگے دماغ میں نہیں اترتی تھی۔ دماغ کو شاید کچھ ہو گیا تھا۔

اور یوں عروج ماں اور باپ دونوں سے ہی علیحدہ رہنے کی کوشش کرنے لگی۔

پھر۔ اسے وہ دن بھی بڑی اچھی طرح یاد تھا۔ جب اس کی اس چھوٹی سی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا تھا۔

کیسا عجیب انقلاب تھا۔ لاپرواہیوں اور بے توجہیوں کی خزاؤں میں رہنے کے باوجود اس کی زندگی میں جیسے بہار سی آ گئی تھی۔

وہ صبح سویرے بیدار ہوئی تو سیدھی امی کی خواب گاہ کی طرف بھاگی۔ ان دنوں امی اور ابو کی خواب گاہ ایک ہی ہوا کرتی تھی۔

امی معمول کے مطابق اپنے پلنگ پر نہیں تھیں۔ عروج ٹھٹکی۔ گو وہ اکثر اپنی سہیلیوں وغیرہ کے ساتھ پکنکوں اور پارٹیوں پر گئی رہتی تھیں۔

سارا سارا دن گھر سے غائب رہنا کوئی ایسی اچنبھے کی بات نہیں تھی مگر یوں علی الصبح پلنگ پر سے غائب ہونا اسے بے حد عجیب لگا۔ وہ تو دس گیارہ بجے تک پڑی سوئی رہا کرتی تھیں۔

امی اور ابو کی لاپرواہیاں علیحدہ۔ مگر اس کے دل میں جو ان کا مقام تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان کا پیار تھا۔ ان کی توجہ کی طلب تھی۔ وہ اسے روز بیدار ہوتے ہی کشاں کشاں ان کی خواب گاہ میں لے جاتی۔

آنکھیں ملتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوتی۔ سوئی ہوئی امی کے گالوں اور پیشانی پر پیار کر کے ابو کی طرف متوجہ ہو جاتی۔

ہمیشہ اس وقت وہ خواب گاہ سے ملحق غسل خانے میں آئینے کے سامنے کھڑے شیو کر رہے ہوتے تھے۔ آئینے میں سے ہی وہ اس کی اور امی کی ملاقات دیکھ دیکھ کر مسکراتے رہتے۔

پھر۔ جب وہ ان کی سمت آتی تو دو قدم آگے بڑھ کر اسے گود میں بھر لیتے حالانکہ وہ اب نو دس سال کی ہو گئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ اسے بازوؤں میں سمیٹ کر اٹھا لیتے۔

اسی طرح جھاگ سے لتھڑے رخسار اس کے رخساروں سے رگڑ رگڑ کر پیار کرتے جواباً وہ کسمساتی، منہ بنا بنا کر، ناگواری کا اظہار کر کر کے اپنے گالوں پر سے ابو کی شیو والا جھاگ صاف کرتی۔ مگر۔ دل سے ابو کی یہ حرکت بے حد پسند آتی۔

اور۔ آج۔ امی پلنگ پر نہیں تھیں تو بے اختیار اس کی نگاہیں غسل خانے کی سمت اٹھ گئیں۔ ایک دم ہی دل دھک کر کے رہ گیا۔

وہ ابو کھڑے شیو نہیں کر رہے تھے۔ شاید شیو کر چکے تھے اور اب نہانے لگے تھے۔ بھاگ کر آگے بڑھی۔ اچھی طرح سارا غسل خانہ دیکھا۔ غسل خانے کے ساتھ والا ڈریسنگ روم دیکھا۔

نہ کہیں امی تھیں۔ نہ ابو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امّی، ابّو سے اسے بہت ساری شکایات تھیں۔ بہت سارے گلے تھے۔ مگر اس وقت۔ جب وہ دکھائی نہ دیئے۔ تو دل ان کے لیے بے اختیار ہو اٹھا۔ وہیں کمرے کے وسط میں کھڑے کھڑے باآوازِ بلند رونے لگی۔

ان دنوں ان کی کوئی اور ہی بوڑھی سی ملازمہ تھی۔ عروج کی آواز سن کر بھاگی بھاگی آئی۔ اسے گلے سے لگا کر بہت سا پیار کیا۔ بہت سارے تسلی دلاسے دے کر چپ کرایا۔

اس کی امّی کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ ہسپتال گئی تھیں۔ فکر کی کوئی بات نہیں تھی۔ بس اس کے سکول سے واپس آنے تک انہوں نے آجانا تھا۔

پھر بڑے غصّے سے اس نے ابّو کے متعلق استفسار کیا تو ان کے متعلق ملازمہ نے بتایا کہ انہیں کے ساتھ تو امّی ہسپتال گئی تھیں۔ اس کی سکول سے واپسی تک انہوں نے بھی آجانا تھا۔

امّی ہی کے متعلق سوچتے ہوئے وہ تیار ہو کر سکول گئی۔ وہاں بھی سارا دن وہ فکرمند رہی۔ نہ پڑھائی میں دل لگا نہ سہیلیوں کے ساتھ کسی کھیل میں۔!

بس انہیں کے لیے بے چین ہوتی رہی۔ اس دن اسے اندازہ ہوا کہ سب سکولوں اور گلوں کے باوجود اسے امّی سے کتنا پیار تھا۔

گھر واپس آتے ہی اس نے ملازمہ سے سب سے پہلے امّی ہی کے متعلق پوچھا۔ جانے کب گھر آئے تھے۔ اس کی آواز سنتے ہی اپنے کمرے سے نکل آئے۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹیں بکھری تھیں۔

ابّو نے اسے بازوؤں میں بھرا تو وہ یوں ان سے لپٹی جیسے برسوں کی بچھڑی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوئی ہو ۔ اور اپنی گرفت مضبوط کرتے کرتے اس نے ابّو سے بھی سب سے پہلا سوال امّی ہی کے متعلق کیا۔

"وہ بیٹے ۔ !"

ابّو عجب انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔

"جی ابّو ۔ !"

وہ ننھی سی بچّی بھلا ان کی آنکھوں کی چمک کو کیا سمجھتی ۔ !

"بتائیے بھی ۔ میری امّی کہاں ہیں ۔ ؟"

"وہ ہسپتال میں ہیں ۔"

"گھر کب آئیں گی ۔ ؟"

اس کی آنکھیں پھر جھلمل کرا اٹھی تھیں ۔

"تین چار دن تک ۔"

"تین چار دن تک ۔ ؟"

وہ ایک دم سے رو پڑی ۔ جیسے ابّو نے کئی صدیوں بعد امّی کے آنے کی خبر دی تھی۔

"ارے سنو تو ۔"

ابّو نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے اس کے کئی پیار لے ڈالے۔

"تمہاری امّی اگر تین چار دن تک آئیں گی تو تم تو اس عرصے میں ان کے پاس جا ہی سکتی ہو نا ۔"

"سچی ۔ !"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔"

"تو مجھے آپ لے چلیے نا۔ ابھی۔ ابو جی ابھی۔"

ابو اس کی بے قراری اور تڑپ دیکھ دیکھ کر ہنسے جا رہے تھے۔

"تو پھر یوں کرو۔ یہ سکول والا لباس اتارو اور جلد جلد کھانا کھا کر تیار ہو جاؤ۔"

"جی اچھا۔"

وہ ان کی گود سے ایک دم ہی چھلانگ لگا کر اتر گئی۔ بڑی عجلت میں اس نے کھانا کھایا۔ امی کے بغیر کچھ بھی تو اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ چنانچہ پلازمہ سے جھگڑا کیا کہ اس نے کھانا اچھا نہیں بنایا تھا۔

"ارے بی بی! روز میرے ہی ہاتھ کا بنا ہوا کھاتی ہو۔"

وہ حیران ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"آج نہ جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے۔؟ ورنہ ہمیشہ جیسا ہی ہے۔"

"اچھا پھر رکھو اپنا مزیدار کھانا اپنے پاس۔ میں نہیں کھاؤں گی۔"

پھر وہ سب کچھ پھینک پھانک ہسپتال جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ آئینے میں خود کو ابھی طرح دیکھ کر پیشانی پر جھولتی لٹوں کو بے پروائی سے پرے جھٹک کر وہ ابو کے کمرے میں چلی گئی۔

اس کا خیال تھا۔ ابو ابھی آرام ہی کر رہے ہوں گے۔ مگر وہ تو اس سے پہلے ہی لباس وغیرہ تبدیل کر کے کمرے میں ٹہل ٹہل کر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

اسے تو اپنی امی کے پاس جانے کی جلدی تھی مگر یہ ابو۔! ابو کی عجلت اور امی سے ملنے کی بے قراری اسے ایک آنکھ نہ بھائی۔ امی اس کی تھی۔ صرف اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی۔ عجیب سا حسد یا رقابت کا جذبہ اس کے اندر سے ابھرا۔

"ابو جی! میں تیار ہو آئی۔"

مگر اب اس کے لہجے میں وہ جوش و خروش نہ تھا۔

ابو نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ چپ چپ سی ساتھ ہو لی۔ ٹیکسی میں بیٹھے وہ تب بھی خاموش سی تھی۔

ابو اسے گدگداتے رہے، چھیڑتے رہے۔ باتیں کرتے رہے۔ مگر جانے کیوں۔ اس کا ہنسنے مسکرانے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ اور پھر۔

"وہ دیکھو بیٹے۔! وہ ہسپتال آگیا۔ اب میرا بیٹا اپنی امی سے ملے گا۔"

سارا تناؤ، ساری کھچاوٹ یکدم ہی دور ہو گئی۔ وہ جلدی سے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ ابو ابھی کرایہ ہی ادا کر رہے تھے وہ بھاگ کر بڑے پھاٹک کے اندر چلی گئی۔

امی سفید بستر پر آنکھیں بند کیے چپ چاپ پڑی تھیں۔ اس نے دبے دبے پاؤں پاس جا کر امی کے گال پر ہونٹ رکھ دیئے۔ امی نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔

"امی۔! امی۔!!"

وہ بے اختیار ہو کر ان سے لپٹ گئی۔

"آپ مجھے اکیلا کیوں چھوڑ آئی تھیں۔؟"

امی نے جواب میں زبان سے کچھ نہیں کہا۔ البتہ اپنا ایک بازو اس کے گرد پھیلا کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ کتنا سکون، کتنا قرار تھا امی کے سینے اور بازو کے اس لمس میں۔!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ مدہوش سی ہوگئی۔

"عروج بیٹے! ادھر آؤ۔"

جانے کتنی دیر وہ امی کے سینے کے ساتھ یونہی لگی رہی۔ کمرے کے پرلے کونے سے ابو نے اسے آواز دی تو امی کے سینے کا سحر ٹوٹا۔

"جی۔"

وہ اب بھی امی سے لپٹی ہوئی تھی۔ ان سے علیحدہ ہونے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"ادھر آؤ تمہیں کچھ دکھاؤں۔"

امی سے پرے ہٹنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا مگر ابو نے کوئی چیز دکھانے کو کہا تھا۔ تجسس نے ادھر بھی کشش پیدا کر دی۔

دھیرے دھیرے چلتی ابو کے پاس چلی گئی۔ چھوٹی سی پلنگڑی قسم کی چیز تھی۔ لمبی لمبی پایوں والی۔ پلاسٹک کی بنی ہوئی۔

عروج نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ابو اس کے اندر جھانک رہے تھے۔ حیران حیران سی وہ بھی آگے بڑھ کر دیکھنے لگی۔

"اللہ میاں نے تمہارے لیے یہ دو گڑیاں بھیجی ہیں۔"

"کیا۔؟"

دو ایک جیسے ننھے ننھے اور سفید سفید سے چہروں کو دیکھ کر وہ حیرت سے چلا پڑی تھی۔

"میرے لیے۔؟"

"ہاں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ سچ کہہ رہے ہیں ابّو۔؟"

"ہاں ہاں۔"

ابّو بڑے ہی پیارے انداز میں مسکرائے جا رہے تھے۔

"تمہاری امّی خاص تمہارے ہی لیے اللہ میاں سے لے کر آئی ہیں۔"

ابّو نے ایک محبت بھری نگاہ امّی پر ڈالی۔ امّی اسی طرح آنکھیں بند کیے لیٹی تھیں۔ عروج بڑے غور سے ان دو منے منے سے چہروں کو دیکھے جا رہی تھی۔

ابّو اس کی محویت کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خود امّی کے پاس چلے گئے۔ عروج نے نگاہ اٹھا کر امّی کی طرف دیکھا۔ ابّو ان کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھے ان کا ہاتھ، ہاتھ میں لیے بہت ہولے ہولے کچھ کہہ رہے تھے۔

کوئی اور وقت ہوتا تو شاید وہ اسی حسد یا رقابت کے جذبے کے تحت ان کے پاس پہنچ جاتی۔ مگر اس وقت عروج کو کسی اور طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ تھی۔

وہ پھر انہیں منے منے چہروں کو دیکھ رہی تھی۔ ان کے روئی جیسے بے حد نرم اور ملائم گالوں کو انگلی سے چھو رہی تھی۔

ان کے سُرخ سُرخ ننھے ننھے ہونٹوں کو ہلا ہلا کر مسکرا رہی تھی۔ ان کی منی منی مٹھیوں کا، ان کی منی منی ناکوں کا، کانوں کا، آنکھوں کا، غرض ہر چیز کا بڑے غور سے معائنہ کر رہی تھی۔

کسی کو چھو کر، کسی کو نظروں ہی نظروں میں پرکھ کر۔ آخر اس کے دل نے فیصلہ کیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ دونوں ہی اسے بے حد اچھی لگی تھیں۔ پھر وہ خوشی کے مارے چلا پڑی۔

"ابو جی! امی جی!! میں انہیں گھر لے کر جاؤں گی۔"

"ہاں بیٹے۔! گھر ہی لے کر جائیں گے۔ بھلا اپنی چیز ہسپتال میں تھوڑی چھوڑ جائیں گے۔"

"پھر چلیں گھر۔ امی! آپ بھی اُٹھیے۔"

وہ جا کر امی کے چہرے پر جھک گئی۔

"ابھی نہیں بیٹے۔! امی دو تین دن تک گھر چلیں گی۔"

ابو نے اسے اپنی جانب متوجہ کر لیا۔

"اور گڑیوں کو ابھی لے جائیں۔؟"

"نہیں۔ یہ امی کے ساتھ ہی آئیں گی۔"

"اور میں۔ اور آپ ابو۔!"

"ہم دونوں باپ بیٹی ابھی گھر جائیں گے۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ میں نہیں جاؤں گی۔"

وہ رونے لگی۔

ابو اسے بہلا پھسلا کر گھر لے آئے۔ پھر وہ روزانہ امی کو ملنے ہسپتال جاتی رہی۔ یوں ملنے امی کو جاتی تھی مگر اب کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھی ان ننھی گڑیوں کی طرف لپکتی۔

جتنی دیر وہاں رہتی۔ بس انہیں کو دیکھتی رہتی۔ چھو کر، چھیڑ کر، محسوس کر کے ان کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چھ سات دن بعد امّی گھر آئیں۔ ساتھ ہی دونوں ننھی منی گڑیاں بھی۔ عروج کی زندگی میں ایک نیا موڑ آگیا۔

بڑی عجیب۔ بڑی انوکھی۔ بڑی دل خوش کن۔ اور دلچسپ مصروفیت اسے مل گئی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ سے زیادہ ان میں ڈوبتی گئی۔

اب نہ اسے گھر کے ماحول کی پرواہ تھی نہ امّی اور ابّو کے تعلقات اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں جھگڑے یا صلح صفائی کا احساس تھا۔ نہ کچھ جاننے اور پھر سوچنے کی فرصت۔

وہ ان میں ڈوبتی گئی اور امّی نہ صرف ان تینوں سے بلکہ اپنے شوہر، اپنے گھر بار سے زیادہ سے زیادہ لاپرواہ ہوتی گئیں۔

بڑے بڑے سول اور فوجی افسروں کی بیویاں ان کی سہیلیاں تھیں کبھی کسی کے گھر میں پارٹی ہو رہی ہے تو کبھی کسی کلب میں۔ گھر بار ملازموں پر چھوڑے ہوئے تھے اور یوں سب کو فرصت ہی فرصت تھی۔

امّی کے ملنے والوں میں نہ صرف شادی شدہ جوڑے ہی تھے بلکہ غیر شادی شدہ افسر بھی بہت تھے۔ کبھی کوئی ان کے پاس آ رہتا۔ کبھی کوئی۔ جوں جوں ان کے ملنے والے زیادہ ہو رہے تھے۔ بچّوں، شوہر اور گھر بار کی طرف سے بے توجہی بڑھ رہی تھی اور خود اپنی ذات کی طرف ان کی توجہ زیادہ سے زیادہ ہو رہی تھی۔

انہیں اپنی بڑھتی ہوئی عمر کا بھی احساس نہیں تھا۔ بالکل نوعمر لڑکیوں جیسا لباس پہننے لگی تھیں۔ بال ترشوا لیے تھے۔ بیوٹی کلینک میں اکثر جاتی رہتی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور وہاں سے میک اپ کے نئے نئے اور انوکھے انوکھے طریقے سیکھتی رہتی تھیں۔

ان کی سنگھار میز پر دن بدن میک اپ کے لوازمات کا اضافہ ہو رہا تھا۔ کئی قسم کے لوشن تو صرف ہاتھوں کو نرم و ملائم رکھنے والے ہی تھے۔ رہا چہرہ۔ تو اس کے لیے تو کریموں اور پاؤڈروں کا کوئی حساب ہی نہیں تھا۔

اس کے علاوہ پورے جسم کے لیے کئی قسم کے عطر اور سینٹ تھے۔ بالوں کی آرائش کے لیے مختلف قسم کے شیمپو، رولر، ہیئر ڈرائیر اور نہ جانے کیا کیا کچھ تھا۔

غرض وہ اک صرف اپنی ذات پر بے تحاشا خرچ کر رہی تھیں۔

عروج کو ان کی وہ شکل و صورت بھی اچھی طرح یاد تھی جب وہ بہت چھوٹی تھی۔ تین یا چار سال کی ہوگی۔ اس وقت امی کی شکل اب سے بہت مختلف تھی۔ بالکل سیدھی سادی سی۔ مگر نہ جانے کیوں اسے وہ اس وقت بہت اچھی لگتی تھیں۔

اور اب۔ اب وہ پہلے کی نسبت بہت خوبصورت ہو گئی تھیں۔ سانولا رنگ میک اپ کی تہوں میں چھپ جاتا تو وہ خاصی گوری لگنے لگتیں۔

امی کی بھنویں پہلے کافی گھنی تھیں۔ اب کمان جیسی ہو گئی تھیں پتلی پتلی اور خم دار۔!

اور کاجل کی ڈوریوں نے اب آنکھوں کو بھی بہت حسین بنا ڈالا تھا۔

مگر۔ مگر۔ جانے کیوں اب وہ اسے اتنی اچھی نہیں لگتی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہلے امّی گھر میں ملازم موجود ہونے کے باوجود گھر کا تھوڑا بہت کام خود بھی کر لیا کرتی تھیں۔ مگر اب انہوں نے کبھی کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ بھولے سے ذرا کوئی چیز ادھر سے ادھر رکھ دیتیں تو جھٹ ہاتھ دھونے کی پڑ جاتی۔ ہاتھ دھلتے تو فوراً کسی نہ کسی لوشن کی مالش شروع ہو جاتی۔

یوں اب ان کے ہاتھوں کی جلد نرم و ملائم تھی۔ اور لمبے لمبے ناخنوں کی وجہ سے انگلیاں مخروطی دکھائی دیتی تھیں۔

جسم کو متناسب اور خوبصورت رکھنے کے لیے وہ خوراک کا بہت خیال رکھنے لگی تھیں۔ اکثر وہ ڈائٹنگ کرتی ہی نظر آتیں۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا کہ عمر کے لحاظ سے ان کا جسم بے حد خوبصورت اور متناسب تھا۔

امّی جوان اور حسین ہوتی جا رہی تھیں اور ابّو بوڑھے ہوتے جا رہے تھے امّی کی گھر کی طرف سے بے توجہی اور لاپرواہی اور اپنی ذات کی طرف دن بدن زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونے کی وجہ سے وہ بہت پریشان اور متفکر رہتے اور ان فکروں نے عمر سے بہت پہلے ابّو کو بوڑھا کر دیا تھا۔

ان کی جوانی کا زمانہ بھی عروج کو یاد تھا۔ وہ اس وقت بہت وجیہہ و خوبرو ہوا کرتے تھے۔ یہ اونچے، لمبے اور شاندار سے۔!

جب وہ فوجی وردی پہن کر نکلتے تو نگاہیں آپ ہی آپ ان کی طرف اُٹھ اُٹھ جاتیں۔ ان دنوں عروج کی دونوں پھوپھیاں ان کے ہاں بہت آیا جایا کرتی تھیں۔ کبھی بڑی پھوپھی اور کبھی چھوٹی آ کر کئی کئی دن رہا کرتی تھیں۔ ابّو دفتر کے لیے تیار ہو کر نکلتے تو وہ بلند آواز میں ماشاء اللہ ماشاء اللہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پڑھنے لگ جاتیں۔ بڑا فخر اور بڑا ناز تھا انہیں اپنے بھائی کی وجاہت اور قابلیت کا۔

اور اب — اب تو ابو کھنڈر ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ اس زمانے میں امی سے کہیں زیادہ خوبصورت، جوان اور شاندار تھے۔ مگر اب ان کی جگہ امی نے لے لی تھی۔ اب امی ان کے مقابلے میں کہیں زیادہ حسین اور کم عمر دکھائی دیتیں۔

اب تو کئی بار دیکھنے والے دھوکا کھا جاتے اور یہ سمجھ بیٹھتے کہ کرنل صاحب نے بڑھاپے میں دوسری شادی کر لی تھی۔ اور یہ تینوں لڑکیاں ان کی پہلی بیوی سے تھیں۔

اور جب کسی انجان زبان سے اس خیال کا اظہار ہوتا تو اس وقت امی کی حالت قابلِ دید ہوا کرتی تھی۔ خوشی و مسرت سے سرخ ہو ہو جاتیں۔ بات بے بات ہنستیں، قہقہے لگاتیں۔ اور پھر۔ ان کا اور بھی زیادہ وقت آئینے کے سامنے گزرنے لگتا۔

عروج جب تک چھوٹی تھی۔ کسی بات کا خیال نہ کرتی۔ جوں جوں بڑی ہو رہی تھی۔ عقل و شعور بھی پختگی پکڑتا جا رہا تھا۔ اب وہ ہر چیز کا، ہر بات کا، ہر معاملے کا بڑی گہری نگاہ سے مشاہدہ کرنے لگی تھی۔

پہلے دیکھتی، پھر غور کرتی۔ جو بھی بات، یا معاملہ ذہن قبول نہ کر پاتا۔ نارمل انداز سے ذرا ہٹ کر ہوتا۔ اس کے متعلق گھنٹوں سوچتی۔ اب تو اسے اچھائی یا برائی کو پرکھنے کی بھی تمیز آ گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گھر کے حالات دن بدن خراب سے خراب تر ہو رہے تھے۔ امی نے ابو سے ہر تعلق توڑ لیا ہوا تھا۔ اپنی خواب گاہ علیحدہ کر لی تھی۔ ابو کا کمرہ الگ ہو گیا تھا۔ کئی کئی دن دونوں کی آپس میں ایک بات نہ ہوتی۔

امی نے کہیں آنا جانا ہوتا تو کبھی ابو سے اجازت لینے کی ضرورت محسوس نہ کرتیں۔ جہاں دل چاہتا جاتیں۔ جسے دل چاہتا گھر میں بلاتیں۔ ابو تو ایک فالتو سا مہرہ ہو کر رہ گئے تھے۔

آہستہ آہستہ پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا۔ ایک دن جانے کس طرح ابو اور امی کھانے کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ شاید اتفاق ہی تھا۔

کھانا کھاتے کھاتے ابو نے امی کی توجہ گل اور بلبل کی غیر تسلی بخش تربیت کی طرف دلائی۔ کہ ان کی بے توجہی کہیں ان معصوموں کی زندگیاں خراب نہ کر دے۔

امی شاید پہلے ہی بھری بیٹھی تھیں۔ ایک دم ہی آپے سے باہر ہو گئیں۔ صاف صاف ابو کو کہہ دیا کہ ان سے یہ جھمیلے اور جنجال نہیں سنبھالے جاتے۔ بہتر تھا کہ انہیں طلاق دے دیں۔ تاکہ ان کی جان ان مصیبتوں سے چھوٹے۔

امی کی اس بات پہ ابو سٹپٹائے۔ پریشان ہوئے۔ امی کو ان کی ایک نہیں۔ دو نہیں۔ اکٹھی تین بیٹیوں کے مستقبل کی طرف متوجہ کیا۔ تین بیٹیوں کی ماں ہو کر انہیں زبان سے ایسے الفاظ نکالنا جائز نہ تھے۔!

"تمہاری بیٹیاں ہیں۔ انہیں خود سنبھالو۔ میرا کسی سے کوئی واسطہ نہیں۔"

امی کے صاف جواب نے ابو کو لاجواب کر دیا۔ نوالہ ہاتھ میں تھا۔ بڑی ہی دیر اسے الٹ پلٹ کر دیکھتے رہے۔ سر جھکا ہوا تھا۔ اور دماغ سوچوں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اُلجھا ہوا۔!

امّی کے ہونٹوں پر عجب طنزیہ سا تبسم بکھرا تھا۔

"اب جواب دو۔ شہ مات دے دی نا۔؟"

ان کی تنی ہوئی گردن گویا بار بار یہ فقرہ دہرا رہی تھی۔

"تم طلاق لینا چاہتی ہو۔؟"

ابّو نے امّی سے نگاہ ملائے بغیر بڑی گمبھیر سی آواز میں پوچھا۔

"ہاں۔"

امّی نے اسی غرور و نخوت سے جواب دیا اور مخروطی انگلیوں سے اپنے خوبصورت شامل کیے ہوئے بال درست کرنے لگیں۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں دینے کو تیار ہوں۔ مگر ایک بات واضح کر دوں۔"

عروج نے ابّو کو زندگی میں اتنا سنجیدہ کبھی نہیں دیکھا تھا جتنے وہ اسوقت تھے۔ عروج کے ہاتھ سے نوالہ چھوٹ چکا تھا اور وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ یہ ابّو اور امّی کے درمیان کیسی گفتگو ہو رہی تھی۔ دونوں کو ہی اس کی موجودگی کا خیال کر لینا چاہیئے تھا۔

اس کی عجیب سی حالت تھی۔ نہ وہاں بیٹھ رہ سکتی تھی۔ اور نہ اُٹھ کر جا سکتی تھی۔ سارے جسم سے جیسے جان نکل چکی تھی۔ بس اک زندہ تھے تو دونوں کان۔!!

"لڑکیوں سے میرا بھی کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ لے لو طلاق اور لڑکیوں کو بھی سنبھالو۔"

یہ کہتے کہتے ابّو اُٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

انہوں نے تو شاید یہ بات امّی کو سیدھی راہ پر لانے کے لیے کی تھی کہ آئندہ وہ طلاق کا لفظ زبان پر نہیں لائیں گی۔

وہ خود تو خیر جوان تھیں۔ ان کے چاہنے والے بہتیرے تھے۔ جوان کے نانا اور داداؤں کے گھاگ تھے۔ کوئی نہ کوئی ان عمریں بھی انہیں قبول کر سکتا تھا مگر۔ ساتھ تین بیٹیوں کو کون قبول کرتا۔

ابّو کا یہ داؤ کافی کارگر نکلا۔ دوبارہ امّی نے تو ایسی بات زبان سے نہیں نکالی مگر۔ عروج کا اندر ٹوٹ کر بکھر گیا۔

وہ اور گل اور بلبل۔ تینوں کیا تھیں۔؟ کس کی تھیں اور کس کے لیے تھیں۔ نہ امّی ان کی ذمہ داری اپنے سر لیتی تھیں۔ اور ابّو نے بھی پلّو جھاڑ دیا تھا عروج کو تو اب ایسے ہی محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ کوئی بالکل فالتو سی ہستیاں تھیں۔ ان کا کوئی مصرف، کوئی اپنا نہ تھا۔

ابّو اگر ان سے محبت کرتے تھے تو امّی ہی کی وساطت سے اور امّی نہیں تو جیسے سوائے اپنے کسی اور سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔

یہ سب کچھ کیوں تھا۔ کیوں آخر۔؟ اب وہ ہر وقت انہیں سوچوں میں کھوئی رہنے لگی تھی۔ ایف اے پاس کر کے اس نے بی اے میں داخلہ لیا تو نفسیات کا مضمون صرف اسی لیے منتخب کیا۔

اسے امّی قسم کی عورت کی نفسیات جاننے کی جستجو سی لگ گئی تھی۔

جب امّی اور ابّو کی شادی ہوئی تھی تو ابّو اپنے خاندان کے اپنے تمام ہم عمر میں سب سے زیادہ لائق اور خوبصورت تھے۔ امّی سے ان کا سلوک بھی بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اچھا تھا۔ ان کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ اپنی ساری کی ساری کمائی امی کی جھولی میں ڈالتے تھے۔ بے حد اچھی قسم کے شوہر تھے۔

پھر۔؟ پھر امی یہ سب کیوں کر رہی تھیں۔؟ وہ کون سا جذبہ اور کون سا متحرک تھا جس نے انہیں شوہر اور اپنی بچیوں کی طرف سے لاپرواہ بنا دیا تھا۔

وہ نفسیات کی کتابیں پڑھتی رہتی۔ سوچتی رہتی۔ مگر پھر بھی کچھ سمجھ نہ پاتی۔

اور پھر۔ اس دن تو اس کی ہستی بالکل زیروزبر ہو گئی۔ من میں ایسا زلزلہ آیا کہ سب کچھ ہی تہس نہس ہو کر رہ گیا۔ لمحہ۔ جب اس نے کیپٹن اظہر اور امی کو بڑی معیوب سی حالت میں ملتے ہوئے دیکھا تو جیسے وہ اپنے آپ سے اس کا سارا وجود کپکپا رہا تھا۔ پورے حواس کو بینچے ہیمہ تھا کر بھک کر کے کسی نے اڑا دیا تھا۔ دماغ سنسنا رہا تھا۔

لڑکھڑاتی ٹانگوں کو گھسیٹتے ہوئے تب وہ بڑی مشکل سے اپنے کمرے تک پہنچ پائی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ آپا اپنی خواب گاہ میں تھے۔ گل اور بلبل پلنگ پر بیٹھی گڑیوں سے کھیل رہی تھیں۔

کوئی اور بس نہ چلا تو وہ آ کر انہیں سے لپٹ گئی۔ بڑے موٹے موٹے آنسو آنکھوں میں آئے ہوئے تھے۔

دونوں بچیوں نے آپی کی حالت غیر دیکھی تو پریشان ہو کر پوچھنے لگیں۔

اب وہ ان معصوموں کو کیا بتاتی۔؟

بے اختیار دونوں کو سینے سے بھینچ بھینچ کر رونے لگی۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے کوئی عزیز ترین ہستی اس سے بچھڑ گئی تھی۔ بالکل ہی موت کے منہ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جا پڑی تھی۔ کچھ ایسی حالت اس کی ہو رہی تھی۔

وہ رات اس کی بے حد پریشانی میں گزری۔ کس طرح امی کو سمجھائے۔؟ کیسے انہیں ان کی ذمہ داریوں اور ان کے خاندان کی عزت و وقار کا احساس دلائے۔؟ اور کیوں کر انہیں بتائے کہ وہ ایک جوان بیٹی اور دو معصوم بچیوں کی ماں تھیں۔ اب ان کا مقام کچھ اور تھا۔

مگر۔ یہ سب کچھ وہ امی سے کہہ نہ سکی۔ البتہ اگلے دن کالج کی لائبریری سے وہ اور ڈھیر ساری کتابیں مرلنبرت کی اٹھا لائی تھی۔

کہ کجا اور گل اور بلبل۔ تینوں کیا ہے۔ کچھ انہیں میں پڑھ کر، سمجھ کر امی کا علاج کرنے۔ کارڈ [illegible]

کسی اور سے کہنے والی تو یہ بات ہی نہیں تھی۔ اس کے تو خیال میں بھی وہ منظر آجاتا تو حیا سے نگاہیں جھک سی جاتیں۔

پھر۔ اس دن کے بعد سے اسے امی کے سب ملنے والوں سے نفرت ہو گئی۔ کیپٹن اطہر ابو کے بہت دوست تھے۔ اور انہوں نے دوستی کا خوب حق نبھایا تھا۔!

اسی طرح میجر قریشی، ڈاکٹر سلیم اور جاوید بھی تھے۔ جنہیں گل اور بلبل کے انکل انکل کرتے منہ سوکھتے تھے۔ وہ بھی اسی طرح امی اور بچیوں کے لیے تحائف لے کر آتے تھے۔ اور رات گئے تک امی کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔

امی ہی کی وساطت سے وہ سب لوگ گل اور بلبل کو بہت پیار کرتے تھے۔ تبھی۔ وہ انہیں بے حد اچھا سمجھتی تھیں اور اپنے سگے ماموں اعجاز سے مقابلے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتی تھیں ۔ وہ بچیاں تھیں ۔ انہیں اندر کی باتوں کا کیا علم ۔ !!

عروج کو اپنے اعجاز ماموں سے عشق کی حد تک پیار تھا ۔ کئی بار اس کا جی چاہا کہ وہ آئیں تو گھر میں ہونے والے سب ناٹکوں کے متعلق انہیں باخبر کر دے ۔ کہ وہی کچھ بہن کو سمجھائیں ۔

مگر ۔ فطری شرم و حیا نے اسے ان کے سامنے بھی زبان نہ کھولنے دی ۔ حالانکہ وہ ان سے بڑی بے تکلف تھی ۔

مگر وہ تو یہ بھی سوچ کر شرمسار سی ہو جاتی تھی کہ اس کی اپنی ماں ایسی تھی ۔ پھر کسی کے آگے کیسے پردہ کھولتی ۔ اس معاملے میں تو جیسے وہ اپنے آپ سے بھی نظر نہ ملا سکتی تھی ۔ یوں لگتا جیسے امی کے گناہ اس کے اپنے ہی تھے ۔

تب وہ ہر ایک سے اپنا ہی منہ چھپانے کی کوشش کرنے لگی ۔ امی کا ملنے والا کوئی آجاتا ۔ وہ حتی الوسع اس کے سامنے جانے سے گریز کرتی ۔

پہلے پہلے خود کو چھپاتی پھرتی تھی پھر آہستہ آہستہ احساس ہونے لگا کہ گل اور بلبل بھی تو سیانی ہو رہی تھیں ۔ پھر ان پر بھی پابندی لگانے لگی ۔ مگر ۔ ڈھکے چھپے الفاظ میں ۔ کھلم کھلا نہیں ۔

کہ ابھی ان کے ذہن ایسی باتوں سے نا آشنا تھے ۔ !!

انہیں سوچوں میں کھوئے کھوئے رات گزر گئی ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دُور مسجد سے اذان کی آواز کان میں پڑی تو عروج جھٹ سے لحاف ہٹا پلنگ سے نیچے اُتر آئی۔

شب بیداری کی وجہ سے آنکھوں میں جلن سی ہو رہی تھی۔ جیسے کسی نے مٹھی بھر مرچیں جھونک دی تھیں۔ پپوٹوں سے آنکھیں مسلتے ہوئے ساتھ والے پلنگ پر نیند میں ڈوبی گل دلیل کی جانب دیکھا۔

بے حد معصوم اور انتہائی پیارے چہروں پر بڑی خوب صورت سی مسکراہٹیں بکھری تھیں۔ جھک کر دونوں کی پیشانیاں چوم لیں

"تم نے بھی کس ماں کی کوکھ سے جنم لیا ہے ـــــ نہ مامتا جیسی نعمت میسر آئی اور نہ شفقت پدری کے مزے ہی نصیب میں ہوئے۔"

"پروردگار! تو ہمیں عزت و آبرو کی زندگی دینا۔ ایسے ماحول میں رہنے کے باوجود تو ہمیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہمیشہ سیدھی راہ پر چلانا میرے مولیٰ ــــ!"

انہیں دیکھتے ہوئے، کچھ سوچتے ہوئے اور یہی دُعا مانگتے ہوئے نماز پڑھنے چلدی راہداری میں سے گزری تو پرلے کنارے پر ڈرائنگ روم کے پردے میں سے چھن چھن باہر آتی مدھم مدھم روشنی کو دیکھ کر وہ ٹھٹک سی گئی۔

تو سرمد نے رات یہیں گزاری تھی ــــ گویا ــــ گویا کہ وہ پہلی ہی جست میں کیپٹن ظہر کی صف میں آ کھڑے ہوئے تھے ــــ "اوہ امی! کچھ تو سوچیئے ــــ کچھ تو سمجھیے۔"

دکھ بھری اک آہ اس کے ہونٹوں سے پھسل گئی، اور امی اور سرمد دونوں ہی کے لیے اپنے کے اندر نفرت کا ایک الاؤ دہک اُٹھا۔

پرلی طرف جانے لگی تھی مگر ــــ کوئی جذبہ تھا ــــ جس نے اسے ڈرائنگ روم کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ دبے دبے قدموں اِدھر بڑھی چلی گئی۔

قریب پہنچی۔ کوئی آواز نہیں تھی ــــ نہ امی کی ــــ نہ سرمد کی ــــ اندر بالکل خاموشی تھی ــــ

بہت آہستہ سے پردہ سرکا کر دیکھا۔ سینے تک کمبل اوڑھے سرمد صوفے پر ہی سوئے پڑے تھے۔ امی کمرے میں نہیں تھیں۔

آتشدان میں جلنے والے کوئلوں پر راکھ کی ہلکی سی تہہ جمی تھی۔ جیسے ابھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک جاگتے رہے تھے۔

بے حد غصہ آیا ــــ اب یہ کوئی بگڑا نواب زدہ امی کے ہاتھ لگ گیا تھا۔

کیسے اس کی خاطر مدارت کرتی پھر رہی تھیں ــــ عروج کی نگاہوں میں رات کی ساعتیں گھوم گئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کھولتے اور تلملاتے ہوئے جا کر وضو کرنے لگی ـــ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر کالج کے کپڑے تیار کر رہی تھی کہ گل اور بلبل بھی جاگ پڑیں۔

انہیں سکول کے لیے تیار کیا۔ خود تیار ہوئی۔ اسی اثنا میں سرور کی ناشتے کے متعلق پوچھ آگئی ـــ

"بی بی! مہمان کے لیے کیا ناشتہ بنے گا ـــ؟"

"مجھے کیا معلوم ـــ؟"

عروج کی پیشانی شکن آلود ہو گئی ـــ دل تو چاہا کہ اسے کہہ دے۔

"مہمان کو ناشتے میں چٹکی بھر سنکھیا ملے گا ـــ"

مگر کہہ نہ سکی ـــ ملازمہ کیا سوچے گی۔ ؟ جس بھید کو نہ صرف ہر ایک سے چھپانا چاہتی تھی بلکہ بس چلتا تو خود اپنے ذہن سے بھی کھرچ ڈالتی ـــ خود کر دیتی ـــ بھلا سکتی سب کچھ ـــ!

ایسا نہ ہو وہی راز کہیں اس کی پیشانی کے شکن یا اس کے لہجے کی تلخی دوسروں پر عیاں کر دے ـــ

پشیمان سی ہوتے ہوئے ایک دم مسکرا پڑی۔

"دراصل ـــ آج مجھے جلدی کالج جانا ہے ـــ امی سے پوچھ لو۔"

"مگر بیگم صاحبہ تو سوئی ہوئی ہیں ـــ"

"جو رات جاگ کر گزارے گا۔ دن کو سوئے گا نہیں تو اور کیا کرے گا۔"

دل ہی دل میں بڑبڑائی۔

"پھر بی بی! آپ نے بتایا نہیں ـــ"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کہا جو کہ امی سے پوچھنا ——"

سروری کی یہی عادت اُسے ناپسند تھی — ایک بات پوچھنی تو بار بار پوچھتی ہی چلی جاتی — دوسروں کے موڈ کو کبھی اس نے عقل سے پہچاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ ایسا بیوقوف انسان بھی کس کام کا —!

وہ اس کی طرف سے رُخ پھیر کر کتابیں اور فائل ڈھونڈنے لگی۔

"جانے وہ کس وقت جاگیں۔ آپ ہی بتا دیجئے — تاکہ میں فارغ ہو جاؤں۔"

"اوہ خدایا —— ! تم کیا میرے پیچھے پڑ گئی ہو۔"

نہ چاہنے کے باوجود وہ تلخ ہو گئی — بس ہی نہیں رہا تھا خود پر !

اور پھر — اسی تلخی، اسی بدمزاجی سے گُل بُلبُل کو دھیان سے ناشتہ کرانے کی سروری سے تاکید کرتے ہوئے خود بغیر ناشتہ کئے ہی کالج کے لئے چل دی۔

باہر نکلی۔ پورچ میں بڑی لمبی بڑی خوب صورت سی مرسڈیز کھڑی تھی۔ ایک بار پھر آگ بگولہ ہو گئی۔

امی زیادہ تر امیروں کو ہی لفٹ دیا کرتی تھیں۔ امیر اور اچھے کھاتے پیتے گھرانوں ہی کی ان کی سہیلیاں تھیں اور دوسرے ملنے والے تھے۔ پھر کیسے خوش ہو ہو کر ان کے موقع بے موقع دیئے گئے تحائف استعمال کیا کرتی تھیں

کالج میں بھی سارا دن اس کا موڈ خراب رہا کسی ہم جماعت سے اچھی طرح بات چیت نہیں کی۔ البتہ جب نفسیات کا پیریڈ تھا اور لیکچرر لیکچر دے رہی تھی تو عروج غیر ارادی طور پر ہی پوچھ بیٹھی۔

"مس ! میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں کن کن وجوہات کی بنا پر جھگڑا ہو سکتا ہے جبکہ کوئی ساس نند بھی پاس نہ ہو اور مالی حالات بھی بہت اچھے ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے اس سوال پر ساری کلاس ہی ہنس پڑی ۔۔۔ مس نے نجانے کیا جواب دیا تھا شرمندگی میں وہ سُن بھی نہ سکی۔

پیریڈ ختم ہوا تو سبھی اسے چھیڑنے لگیں کہ ابھی سے اسے ایسے کونسے مسائل آن پڑے تھے ۔۔۔ بیاہ تو ابھی دُور کی بات تھی۔ ابھی تو اس کی منگنی تک نہیں ہوئی تھی۔ وہ بھی تب ہونا تھی جب تعلیم مکمل کر لیتی۔

ابھی سے میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق سوچنے لگی تھی وہ ۔۔۔۔!

خوب خوب وہ سب کے مذاق کا نشانہ بنی۔

"بھئی عروج! تمہیں دماغ میں ایسی فکریں نہیں بسانا چاہئیں۔ تمہارا اپنے میاں کے ساتھ بڑا اچھا گزارا ہوگا۔ تم جھگڑالو نہیں ہو۔"

"جھگڑالو ہو بھی تو کیا فرق پڑتا ہے ۔۔۔ یہ سویٹ ہی اتنی ہے کہ میاں سب کچھ سہہ جایا کرے گا۔"

"یہ ہاتھ بازو پھیلا پھیلا کر جھگڑا کیا کرے گی اور شوہر صاحب بیٹھے اس کے مختلف پوز آنکھوں میں بسا بسا کر نہال ہوتے رہا کریں گے ۔۔۔ تمہارا یہ خیال ہے۔ ؟"

"ہاں ۔۔۔ کچھ ایسے ہی حالات ہوں گے۔"

"مشکل تو ہم جلیبوں کو پڑے گی ۔۔۔ مُنہ کا مزہ بدلنے کے لئے بھی اگر کبھی میاں سے جھگڑا ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں ۔۔۔ ایسے ایسے ہی شوخ شوخ فقرے کسے جا رہے تھے کہ عروج وہاں سے اُٹھ کر چل دی۔

خالی پیریڈ میں لڑکیوں کی اول جلول باتیں سننے سے بہتر تھا کہ لائبریری میں جا بیٹھتی ۔۔۔ اور لائبریری میں پہنچی تو تب بھی دماغ پرامی اور سرمدی سوار رہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

غیر ارادی طور پر ہی، جو بھی کتاب مطالعے کے لئے نکالی، نفسیات ہی کی تھی۔ پورا ایک گھنٹہ لائبریری میں صرف کرنے کے بعد وہ باہر نکلی تو اس کی بغل میں کتابوں کا ایک ڈھیر تھا۔

"ائے یہ اتنی ساری کتابیں ۔۔؟"

ایک ہم جماعت نے اس سے چھین کر دیکھنا شروع کر دیں۔

سبھی ایم اے کے نصاب کی نفسیات کی کتابیں تھیں۔

"میں بھی کہوں۔ یہ عروج کی بچی ہم سب سے زیادہ نمبر کس طرح لے جاتی ہے۔ تو جناب صاحبہ چپکے چپکے اپنا کورس ختم کر کے اگلی کلاس کا بھی نگل لیتی ہیں۔ اب آیا سمجھ میں!"

وہ عروج کو کتابیں واپس تھماتے ہوئے باقی لڑکیوں کو یہ راز بتانے کے لئے بڑی تیزی سے ایک سمت بھاگ گئی۔

عروج کا موڈ مزید خراب ہو گیا۔

"یہ کم بخت لڑکیاں بھی عجیب ہی چیز ہوتی ہیں۔"

بڑبڑاتے ہوئے وہ کلاس روم کی طرف چل گئی۔

"اب کسی کو کیا علم کہ میرے اندر کیسی آگ لگی ہے۔۔؟ میرے ساتھ کیا گزر رہی ہے اور میں یہ سب کچھ کیوں کر رہی ہوں۔۔؟ لڑکیوں کے ہاتھ میں تو مذاق بنانے کے لئے کوئی بات آنی چاہیے۔۔۔"

خراب موڈ میں ہی کالج کا وقت برابر ہوا۔ دو تین لڑکیوں نے اسے احساس بھی دلایا۔ کہ آج سارا دن وہ دماغی طور پر غیر حاضر رہی تھی۔

سہیلیوں کی محفل کا بائیکاٹ اس نے کیا تھا کہیں آئندہ محفل اس کا بائیکاٹ ہی نہ کر دے۔ لہٰذا اسے سوچ سمجھ لینا چاہیے تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تب بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہ بکھر سکی — دماغ بُری طرح مصروف تھا۔ اِدھر کوئی بات ہوتی اُدھر وہ اَن سُنی کر کے اپنی ہی سوچوں میں مصروف ہو جاتی۔

اسی کھوئی کھوئی کیفیت میں وہ گھر آگئی — بڑے پھاٹک سے اندر داخل ہوئی تو چھ ٹھٹک کر رہ گئی۔

وہی لمبی اور خوب صورت سیاہ مرسڈیز اسی شان سے پورچ میں کھڑی تھی۔

تو جناب نوابزادہ صاحب ابھی تک یہیں تشریف فرما تھے۔ ان کا قیام کچھ زیادہ ہی طویل ہو گیا تھا

امّی کے باقی ملنے والے آتے — گھنٹہ، دو گھنٹے، چار گھنٹے ٹھہرتے — پھر چلے جاتے مگر یہ شاید بہت لیچڑ قسم کے واقع ہوئے تھے — یا پھر امّی سے دوستی کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھی بڑبڑاتے ہوئے وہ راہداری میں داخل ہو گئی — ڈرائنگ روم کے سامنے سے گزرنے لگی تو اندر آتی ہوئی گل و بُلبُل کی آوازیں سماعت سے ٹکرائیں۔

دونوں دس دس سال کی ہونے والی تھیں۔ اور اب یہی آگے والے مہ و سال ان بگڑنے یا سنورنے کے تھے — امّی کے یہ ڈھنگ ان کی نگاہوں میں نہیں آنا چاہیئں اور امّی تھیں کہ انہیں کچھ احساس ہی نہ تھا — ایکدم غصّہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ وہ رُک کر پردے کو بڑے زور سے کھینچا۔

قالین کے بیچوں بیچ آلتی پالتی مارے گل، بُلبُل اور سرمد بیٹھے تھے — درمیان میں بخانے کیا تھا — تینوں کے سر ملے ہوئے تھے اور ہنسی کے فوارے چھوٹ رہے تھے

عروج تیز تیز قدم اُٹھاتی ان کے سر پر جا پہنچی۔ "گل! بُلبُل!! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

دونوں نے اپنے ہنسی سے سُرخ ہوتے چہرے اٹھائے — سرمد نے بھی سر اُٹھایا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لے دیکھا۔

"آپی! ہم لوڈو کھیل رہے ہیں۔"

"اور دیکھئے تو انکل ہم سے کتنے بڑے ہیں۔ مگر ہارے جا رہے ہیں۔ ہارے جا رہے ہیں۔"

گل اور بلبل منی کے گول گپے بنی ہوئی تھیں۔

"امتحان سر پر ہیں اور تمہیں کھیلوں کی سوجھی ہوئی ہے۔"

عروج غصے میں نجانے کیا کہے جا رہی تھی ـــــ خود اسے بھی معلوم نہ تھا۔

"امتحان سر پر ہیں؟"

بلبل بڑی متحیر نگاہوں سے آپی کو دیکھنے لگی۔

"آپی!" گل پریشان ہوتے ہوئے چلا سی پڑی۔

"ابھی پرسوں ہی تو ہمارے امتحان ختم ہوئے ہیں۔"

"اوہ! میرا مطلب تھا ـــ" عروج یکدم سٹپٹا گئی۔

"یہ کوئی وقت ہے کھیلنے کا؟"

"آپ نے خود ہی تو کہا ہوا ہے کہ اسکول سے آکر کچھ دیر کھیلا کرو اور پھر اسکول کا کام کیا کرو۔"

"بلبل! تمہیں باتیں بنانا بہت آ گئی ہیں۔"

جب کوئی بھی بات نہ بن سکی تو غصے سے کھولتے ہوئے اس نے دونوں کا ایک ایک بازو تھام لیا۔

"چلو اپنے کمرے میں۔"

سرمد اپنی خوب صورت آنکھیں پھیلائے بڑی حیرت سے اسے دیکھے جا رہے تھے ـــ عروج نے اب تک ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گل و بلبل کا بازو تھام کر اس نے انہیں جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کرنا چاہا تو کہنی کے سہارے سینے کے ساتھ جو کتابیں بھنچی ہوئی تھیں ـــ ساری نیچے گر گئیں۔

موٹی موٹی کتابیں تھیں۔ دونے اس کے اپنے ہی پاؤں کچل ڈالے۔ مگر اس وقت اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ دو قریب بیٹھے سرمد کے کندھے اور سر پر گریں۔

سرمد گھبرا کر اپنے کندھے اور سر کو سہلاتے ہوئے جلد جلد گری ہوئی کتابیں اٹھانے لگے۔

"تو نفسیات پڑھ رہی ہیں آپ ـــ!"

ساتھ ساتھ کتابوں کے ٹائٹل دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑائے۔

"خاک پڑھ رہی ہوں۔"

عروج نے سرمد کے ہاتھوں سے کتابیں جھپٹ لیں۔ اور روہانسی ہوئی سی بولی۔

"آپ جیسے لوگ بنانے دنیا میں کیوں آجاتے ہیں؟"

"ہائیں ـــ! ہم سے کیا خطا سرزد ہو گئی ـــ؟"

سرمد تحیر سے جلال و جمال کے اس مرقع کو دیکھے جا رہے تھے ـــ

"آخر آپ نے ہمارے ہی گھر میں کیوں پڑاؤ ڈال لیا ہے؟"

"کیا ہوا آپی؟" انکل نے تو آپ کی کتابیں نہیں گرائیں۔"

گل بڑے اچنبھے سے عروج کے غصے کو دیکھ رہی تھی ـــ آپی پہلے تو کبھی ایسی نہ تھیں۔

"میں نے کب کہا ہے کہ انہوں نے گرائی ہیں۔"

عروج کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ـــ جو کچھ کہنا تھا ماں سے کہتی ـــ سرمد خود نہیں آ گئے تھے ـــ انہیں گھر لانے والی اس کی امی ہی تھیں۔

گھبرا کر جلدی سے گل اور بلبل سے مخاطب ہو گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کھانا کھا چکی ہو۔؟"

"آپ کا انتظار کر رہے تھے۔"

"امی کہاں ہیں۔؟"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے مسز قریشی آئی تھیں۔ انہیں کے ساتھ کہیں گئی ہیں۔"

"اور آپ۔۔۔؟"

یکلخت نگاہیں سرمد پر مرکوز ہو گئیں۔۔۔ خود چلی گئی تھیں تو انہیں کس لیے گھر میں بٹھا گئی تھیں؟"

"کیا مطلب۔؟"

سرمد آنکھیں جھپک جھپک کر مسکرائے۔

"آپ امی کے ساتھ نہیں گئے؟"

عروج کا انداز کسی بے حد ظالم استاد کا سا تھا۔!

"وہ مجھے لے کر ہی نہیں گئیں۔۔۔"

سرمد حیران حیران آنکھوں سے عروج کے گلنار چہرے کو تکے جا رہے تھے۔۔۔ جانے کیسی باتیں کر رہی تھی وہ۔۔۔!

"تو آپ کو یہاں کس لئے چھوڑ گئی ہیں۔"

"ہمیں۔۔۔؟"

سرمد اس کی جرح سے بُری طرح سٹپٹا گئے۔

"معلوم نہیں۔"

"معلوم نہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج منہ بگاڑ کر بڑبڑائی۔

"جانے کیسے کیسے بیوقوف ہمیں تنگ کرنے آجاتے ہیں۔"

پھر وہ گل اور بلبل کی سمت پلٹی

"چلو آؤ کھانا کھائیں۔"

"مگر۔۔۔ مگر۔۔۔"

دونوں نے ہی ایک بھی قدم نہ اٹھایا۔

"آؤ بھی۔۔۔"

عروج نے چلتے چلتے رک کر اسی رعب دار آواز میں حکم چلایا۔

"مگر آپی! انکل نے بھی ابھی کھانا کھانا ہے۔"

"ان کے لئے بھی آجائے گا۔"

"انکل اکیلے یہاں کھائیں گے؟"

بلبل سرمد کے کندھے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

"نہیں آپی! ہم سب انکل کے ساتھ کھائیں گے۔"

جانے ایک دن میں ہی سرمد نے ان دونوں پر کیا جادو کر دیا تھا۔۔۔ وہ تو اپنی آپی کے خلاف ہی بغاوت کا علم لئے کھڑی تھیں۔ اس آپی کے خلاف، جس سے وہ دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتی تھیں۔۔۔ اپنی امی اور ابو سے بھی زیادہ۔۔۔!!

عروج نے مزید کوئی بات نہیں کی۔۔۔ بڑی شکوہ بھری نگاہوں سے ان تینوں کو ہی دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

کالج سے واپسی پر وہ ہمیشہ کتابیں اور کاپیاں وغیرہ بڑی احتیاط سے شیلف میں رکھا کرتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی — خالہ کی تربیت نے صفائی اور سلیقہ اس کی عادات میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔
مگر آج — طبیعت پر جانے کیسا عجیب سا بھاری پن تھا — کچھ شکست کا سا احساس۔
دوسروں پر کچھ اپنے ہی اوپر غصہ —!

دور سے ہی سب کچھ پلنگ پر اچھال دیا — کتابیں، کاپیاں، قلم — سب کچھ بکھر گیا
پاس ہی خود بھی اوندھی لیٹ گئی۔

سروری نے اسے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا — جلد جلد کھانے والے کمرے میں کھانا چن دیا۔

"عروج بی بی! آیئے کھانا کھا لیجیے —"

دروازے میں سے سر اندر گھسیڑتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"مجھے بھوک نہیں —"

عروج نے اسی طرح کہنی میں چہرہ چھپائے چھپائے جواب دیا۔

"تھوڑا سا ہی کھا لیجیے —"

سروری اپنی طبیعت کے مطابق بار بار اصرار کرنے لگی۔

"کہہ جو دیا کہ بھوک نہیں —"

عروج نے گردن اٹھاتے ہوئے جھلا کر جواب دیا اور جلدی سے پھر چہرہ کہنی میں چھپا لیا۔

سروری واپس چلی گئی۔ عروج اسی طرح پڑی رہی۔ لباس بھی تبدیل نہیں کیا۔ کچھ اتنی الجھی ہوئی تھی — گھر میں یہ جو کچھ ہو رہا تھا اس نے دماغ ایسا چکرا رکھا تھا کہ پاگل ہونے کی کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی تھی۔

"ہائے امی! دیکھئے تو سہی — میں — آپ کی بیٹی۔ آپ کی اپنی اولاد — کتنی پریشان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوں — کیسی دُکھی ہوگئی ہوں — کسی اور کی خاطر نہ سہی — میری خاطر ہی کچھ سوچیے — کچھ سمجھیے — "

"آپی — ؟"

بُلبُل کے ہاتھ کے ملائم سے لمس نے اسے چونکا دیا۔

"جی — "

"آپ کھانا نہیں کھائیں گی تو ہم بھی نہیں کھائیں گے — "

عروج نے سر اُٹھایا — بُلبُل اور گُل بانگ کے پاس کھڑی تھیں — اور سرمد کسی پتھر کے مجسمے کی طرح چپ چاپ درواتے میں۔

وہ جلدی سے بیٹھ کر اپنا دوپٹہ دُرست کرنے لگی۔ "مجھے بھوک نہیں — "

بہت ہولے سے بُدبُدائی۔

"پھر ہمیں بھی بھوک نہیں — "

پتھر کا مجسمہ بول پڑا۔

"ہاں — پھر ہمیں بھی بھوک نہیں — "

سرمدی کے انداز اور لہجے میں گُل و بُلبُل بول اُٹھیں۔

وہ کیسے بیک آواز بولی تھیں — عروج کو بے اختیار ہنسی آگئی مگر اس نے جلدی سے ہونٹ بھینچ لئے —

شاید اس کے چہرے کے تاثرات سرمد نے بھانپ لئے تھے — ہولے ہولے قدم اُٹھاتے اس کے قریب چلے آئے۔

"چلئے — ہمیں بڑی سخت بھوک لگی ہے — جب کہ دو گھنٹے سے ہم آپ کا انتظ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے تھے تو اب بھلا آپ کے بغیر کیسے کھالیں گے۔؟"

انہوں نے عروج کا ہاتھ تھام لیا۔ اس نے گھبرا کر گل و بلبل کی طرف دیکھا۔ ان چاروں ننھی منی آنکھوں میں عجیب سی التجا تھی۔

"ہاں آپی! ہمیں بڑی زور سے بھوک لگی ہے۔"

ساتھ ہی سرمد ہی کے انداز میں عروج کا دوسرا ہاتھ ان دونوں نے تھام لیا۔ اور ان دو معصوم سی روحوں کے ہاتھ وہ جھٹک نہ سکی۔ ان کی آنکھوں کی التجا رد نہ کر سکی۔ انہیں کی خاطر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور چند ہی لمحوں بعد ان کے ساتھ چل پڑی۔ چند قدم اٹھانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اسی طرح اس کا ہاتھ سرمد کے ہاتھ میں تھا اور دوسرے کو گل و بلبل دبوچے ساتھ چل رہی تھیں۔

گھبرا کر عروج نے سرمد کی طرف والا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنا چاہا۔ مگر ان کی گرفت بڑی مضبوط تھی۔ کوشش کے باوجود نکال نہ سکی۔

اسی تنگ و دو میں وہ کھانے والے کمرے تک پہنچ چکے تھے۔ عروج نے غصہ سے بھری آنکھیں سرمد کی طرف اٹھائیں۔ دوسرا ہاتھ فارغ ہوتا تو یقیناً سرمد کے رخسار تک پہنچ چکا ہوتا۔ مگر ——

عروج کی نگاہوں کے انداز نے بے اختیار سرمد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی —— اس نے ہولے سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

میز پر کھانا لگا ہوا تھا —— گل اور بلبل سرمد کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں —— دوسرے رخ پر تلملاتی اور کھولتی ہوئی وہ اکیلی تھیں۔

گل اور بلبل کے چہروں پر بڑے خوب صورت تبسم تھے اور آنکھوں میں انوکھی اور پیاری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سی چمک ۔!! وہ چہک رہی تھیں اور کھانا کھا رہی تھیں۔
سرمد کی مسکراتی آنکھیں اسی شعلے پہ گڑی تھیں۔
"مجھے حیرت ہے کہ آپ بیگم توقیر کی بیٹی ہیں ۔۔۔ وہ اتنی خوش اخلاق اور ہنس مکھ اور آپ ۔۔۔"
سرمد بڑے دلکش انداز میں لب بھینچ کر مسکرائے بغیر بولے۔
"غصیلی ۔۔۔ جنگجو ۔۔۔ اور ۔۔۔ اور ۔۔۔"
"اور کیا ۔۔۔ ؟"
عروج کے لہجے میں بھی تجسس اتر آیا۔
"اور بدتمیز ۔۔۔!"
سرمد کی تبسم آنکھیں اس کے چہرے پر گڑی تھیں۔
عروج کا غصہ بے حال ہو گیا۔
"دیکھئے مسٹر ۔۔۔"
"آپی! امی نے کہا تھا کہ یہ ہمارے انکل ہیں۔"
"میرا کوئی انکل ونکل نہیں ہے ۔۔۔"
"آپ مجھے سرمد کہہ سکتی ہیں ۔۔۔"
سرمد نے بڑے انداز سے سر کو تھوڑا سا خم کیا۔
"مجھے کسی کو کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں۔"
سرمد مسکرا مسکرا کر اس کے طیش بھرے گلابی چہرے کو بڑی دلچسپی سے تکے جا رہے تھا۔
وہ ۔۔۔ جو غصہ کھا رہی تھی کھانا کیسے کھاتی ۔۔۔ سر جھکا تھا اور نوالوں سے کھیل رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"دیسے تیز دار نواب صاحب! اتنا آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بلاوجہ کسی کو بدتمیز نہیں کہدیا کرتے۔ آپ جیسے نواب زادوں کو کیا پتہ کہ زندگی کن تلخیوں کا نام ہے۔ اور تلخیاں اکثر مزاج کو برہم کر ہی دیا کرتی ہیں۔"

"آپ کی زندگی اور تلخیاں ——!"

سرمد نے عجب انداز میں قہقہہ لگایا۔

"آپ کے ابو اتنی اچھی پوسٹ پر ہیں —— آپ کی امی اتنی سوشل اور ایسی جانِ محفل قسم کی ہیں کہ ——"

"پلیز پلیز! خاموش ہو جایئے۔"

عروج کو یوں لگا جیسے وہ بھی اس کی امی کو سوشل کہہ کر طنز کر رہے تھے

"آپ ہی جیسے بچے لوگ ہوتے ہیں جو ہم جیسے بے بس لوگوں کی زندگیاں تلخ کر کے اپٹ پن سے مسکراتے رہتے ہیں۔"

نوالہ واپس پھینک کر آنکھوں میں آجانے والے بے شمار آنسوؤں کو پیتے پیتے کھانے والے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"سنیئے تو —— عروج سنیئے تو"

سرمد پریشان سے ہو کر اسے پکارتے ہی رہ گئے۔

"پتہ نہیں آپی کو کیا ہو گیا ہے ——؟"

گل تشویش بھرے لہجے میں بولی۔

"میری آپی پہلے تو ایسی نہیں ہوا کرتی تھیں ——"

بلبل بالکل رونے والی ہو رہی تھی اور سرمد کے سامنے جیسے اپنی آپی کی صفائی پیش

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں پھر ٹھیک ہو جائیں گی۔ تم کھانا کھاؤ۔"

سر ہلتے دائیں بائیں مٹھیں گل و بلبل کے کندھوں اور پشت کو تھپتھپایا۔

"انکل آپ بھی تو کھائیے۔"

بیٹے! میں کھا چکا ہوں۔"

اور وہ سوچوں میں کھوئے کھوئے اُٹھ کر ہاتھ دھونے لگے۔

جانے یہ ننھی سی خوب صورت لڑکی زندگی سے اتنی دکھی اور بیزار کیوں تھی۔

جانے کیوں۔؟ جانے کیوں۔؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کالج سے لوٹی تو — باہر ہی ٹھٹک کر رہ گئی — پورے تین دن بھی تو نہیں گزرے تھے۔ کو گئے ہوئے — اور آج اُن کی گاڑی پھر کھڑی تھی۔

یہ پچھلے دو دن بڑے سکون سے گزرے تھے — نہ کوئی امی کو ملنے آیا تھا — اور نہ امی ہی کہیں گئی تھیں —

جانے اسے کیا ہو جاتا تھا — ؟ کوئی امی کو ملنے آجاتا یا امی کہیں چلی جاتیں — دونوں ہی میں وہ بڑی بے چین سی رہتی۔

کچھ پریشان پریشان — کچھ الجھی الجھی — کچھ اکھڑی اکھڑی — اور کچھ کھوئی کھوئی سی۔

اور ایسا تب سے ہوا تھا جب اس نے امی کو کیپٹن اظہر کے ساتھ دیکھا تھا — پھر سلیم اور جاوید — عجیب سی طبیعت ہو گئی تھی۔

اب تو سب ہی امی کے ملنے والے زہر لگتے تھے۔ نہ صرف یہ غیر شادی شدہ ملنے والے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بلکہ ان کی ملنے والیاں بھی اسے ایک آنکھ نہ بھاتیں۔

طور و اطوار سے ان میں سے اکثر امی ہی جیسی تھیں — تقریباً وہی عمر سب کی تھی اور اسی طرح بغیر آستینوں کے چھوٹی چھوٹی قمیضیں پہنتیں — ننگے پیٹ والے بلاؤز اور بیل باٹم پاجامے —!

انہیں کے انداز میں آنکھیں مٹکا مٹکا کر جوان جوان لڑکوں سے باتیں کرتیں۔ انہیں کی طرح اپنے چہروں پر میک اپ کر کے اپنی اصلی عمریں چھپائے رکھتیں اور انہیں کے انداز میں ہر محفل میں اپنے متناسب جسموں کی نمائش کرنے کی کوشش کرتیں۔

کئی سگریٹ پیتیں — اور کئی تو زیادہ ماڈرن بننے کے شوق میں مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر شراب سے بھی شغل فرمایا کرتیں۔

سبھی اونچے طبقے کی تعلیم یافتہ، سوشل اور ماڈرن بیگمات تھیں — بیگم اکبر، بیگم حمید — بیگم سرفراز بے شمار ہی تو تھیں۔

کبھی ایک کے گھر میں پارٹی ہے تو سب سج بن کر وہاں جا رہی ہیں تو کبھی دوسرے کے گھر میں — اور شادی شدہ جوڑوں کے ساتھ غیر شادی شدہ امیر امرا اور بڑے بڑے بھی مدعو کیے جاتے۔

موقع کوئی ہو نہ ہو — مگر پارٹی کا انتظام ضرور ہو جاتا۔ یہ عید ملن ہے — تو یہ بسنت آ گئی — رمضان کے مہینے میں افطاریاں ہی ہونے لگتیں۔ جو بظاہر ایک مذہبی فریضہ ہے درحقیقت مطلب افطار پارٹی کا بھی وہی ہوتا۔ جو دوسری پارٹیوں کا۔

اور پھر جب کوئی تہوار اور گرد آماد کھائی نہ دیتا تو کبھی کوئی تکہ پارٹی منعقد کر بیٹھتا تو کبھی حلیم پارٹی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خود ان کے گھر بھی اکثر ایسی پارٹیاں ہوتی ہی رہتی تھیں ـــــ پہلے تو عروج ان میں بڑے شوق سے شامل ہوا کرتی تھی۔ کچھ یوں بھی ابھی چھوٹی تھی ـــــ عقل و شعور کم ہی رکھتی تھی۔ اور صرف عمر کے لحاظ سے ہنگاموں کی شوقین تھی۔

اور پھر ـــــ یکدم ہی اس نے ان محفلوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی ـــــ امی نے کئی بار پوچھا بھی کی مگر وہ کچھ کہہ نہ سکی ـــــ وجہ بتا نہ سکی۔

البتہ ـــــ ابّو اس سے کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔ وہ شامل ہو یا نہ ہو ـــــ انہوں نے کبھی اسے کسی بات پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اسی طرح ان کے قہقہے بھی فضا میں بکھرتے جیسے انکی ازدواجی زندگی دوسروں ہی کی طرح ہنستی مسکراتی تھی۔

ان کے اندر کوئی الاؤ نہیں دہک رہا تھا۔ ان کے اندر کوئی پریشانی ـــــ کوئی غم نہیں تھا ـــــ وہ خوش تھے ـــــ بیحد خوش ـــــ!

عروج ان کی اس متضاد زندگی پر اکثر حیران بھی بہت ہوتی۔ کبھی ان کا اتھاہ پریشانیوں میں ڈوبا چہرہ نگاہ کے سامنے پھرتا اور کسی محفل میں قہقہے بکھیرتا ان کا وجود دکھائی دیتا۔

ابّو جانے کیسے یہ دوُرخی زندگی گذار لیتے تھے ـــــ ورنہ اس سے تو یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ انھوں نے جو کچھ دیکھا ـــــ اس سے برداشت نہ ہو سکا ـــــ اس نے سب سے ہی تو رشتہ تعلق ترک کر لیا۔ خود حتی الوسع علیحدگی اختیار کرنے کی کوشش کی تو ساتھ گُل اور بُلبُل کو بھی ان فضاؤں سے دور رکھنا شروع کر دیا۔

اور اب ـــــ سرمد کی گاڑی دیکھ کر اسے اس لئے بھی زیادہ غصہ آگیا تھا کہ گھنٹہ دو گھنٹے کی بات ہو تو سب علاج کئے جا سکتے ہیں۔

اتنا وقت وہ گُل و بُلبُل کے ساتھ اپنے کمرے میں بند رہ کر گذار لیا کرتی تھی ـــــ مگر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد نے تو دو دو تین تین دن اوپر تلے ان کے گھر رہنا شروع کر دیا تھا مسلسل کئی کئی گھنٹے۔!!
اور اتنا عرصہ وہ کیسے اور کہاں خود کو بھی اور چھوٹی دونوں کو بھی چھپا کے رکھتی۔ امی تو
عمر سے ہی بڑھی جا رہی تھیں۔ ان کا تو احساس ہی ختم ہو گیا تھا کہ گھر میں بیٹیاں بھی تھیں۔
اور جن کے لئے صاف ستھرا اور پاکیزہ ماحول پیدا کرنا ان کا فرض تھا۔!!

اسی غصے میں اس نے قدم اندر بڑھائے۔ راہداری میں سے گزرتے ہوئے غیر ارادی طور پر
ہی ڈرائینگ روم کے سامنے رک گئی۔

پردہ ذرا سا سرکا کر اندر جھانکا۔ وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔

سارا پردہ پرے ہٹا کر اندر چلی گئی۔ باہر گاڑی کھڑی تھی۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ سرمد
اس گھر میں موجود تھے۔

پھر ڈرائینگ روم کے علاوہ جا کہاں سکتے تھے۔؟ جھک جھک کر صوفوں اور کرسیوں
کے پیچھے ان کے نیچے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

یہ سوچا ہی نہ کہ اچھا بھلا پورا جوان اور عقل و ہوش والا مرد تھا۔ کسی صوفے یا کرسی کے
نیچے یا پیچھے گھس کر انہوں نے کیا کرنا تھا۔؟

"یہ صوفوں اور کرسیوں کے نیچے کیا ڈھونڈا جا رہا ہے؟"

ساتھ ہی عروج کو اپنے کندھے پر بھاری سے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔

وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور پھر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی جیسے کسی ناپاک چیز نے اسے چھو لیا
دوبارہ نگاہیں اٹھائیں۔ سرمد مسکرائے جا رہے تھے۔ سفید کرتے اور پاجامے نے انہیں
نوابوں ایسا ہی بانکپن اور رعنائی بخش دی تھی۔ بیحد اچھے لگ رہے تھے۔

عروج نے ان کی وجاہت کا دل ہی دل میں اعتراف کیا۔ تبھی تو امی ان کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

زیادہ ہی مائل ہو گئی تھیں۔ ایک رئیس ابنِ رئیس اور دوسرے ایسے وجیہہ اور خوبرو۔

"وہ ــــ وہ ــــ"

عروج کی نگاہیں جھک گئیں ــــ اب کیسے انہیں بتاتی کہ انہیں ہی تلاش کر رہی تھی۔

"آپ کہاں تھے ــــ؟"

"یہ آپ کے سامنے تو ہیں ــــ آپ کے پاس ــــ!"

سرمد نے عجیب سے معنی خیز انداز میں مسکرا کر اس کے پورے سراپا پر نگاہ ڈالی۔

"مگر ــــ"

سرمد کی اس بات اور اس لہجے پر وہ سٹپٹا سی گئی۔

"میرا مطلب ہے ــــ یہاں تو کہیں نہیں تھے۔"

"تو آپ ہمیں کو تلاش کر رہی تھیں ــــ؟"

ساتھ ہی انہوں نے ایک قہقہہ لگایا۔

"مگر ہم اتنے منّے سے نہیں ہیں کہ کرسی یا صوفے کے نیچے پڑے آجاتے۔"

"نہیں نہیں ــــ میرا مطلب یہ تو نہیں تھا ــــ"

واقعی یہ تو اس کی بیوقوفی تھی ــــ اوہ کچھ خفیف سی ہو کر رہ گئی۔

"پھر ــــ؟ ڈھونڈ کچھ اور رہی تھیں مگر سوچ ہمارے متعلق رہی تھیں ــــ؟"

سرمد شوخی سے بولے۔

عروج کو ایکدم غصہ آگیا۔ جانے خود کو کیا سمجھتے تھے!

"جی ہاں ــــ" بھڑک کر بولی۔

"آپ ایسی ہی تو اعلیٰ چیز ہیں ــــ"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ویسے ۔۔۔!"

سرمد اس کے غصے سے لال چہرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔

"ایسی خراب چیز بھی نہیں ہیں ۔۔۔"

"اعلیٰ ہیں یا خراب ۔۔۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں"

سرمد کی عجیب عجیب باتوں سے زچ ہو کر آخر تلخی سے کہنے لگی۔

"البتہ ۔۔۔ اتنا ضرور جانتی ہوں کہ آپ کا وجود اس گھر میں میں برداشت نہیں کر سکتی"

پھر سچ مچ کے غصے سے عروج کے نتھنے پھڑک رہے تھے ۔۔۔ سرمد چونک پڑے۔

"لیکن کیوں ۔۔۔؟"

وہ عروج کو سر سے پاؤں تک تکے جا رہے تھے ۔۔۔ کچھ بوکھلائے ہوئے ۔۔۔ کچھ خفیف سے ۔۔۔ کچھ پریشان سے ۔۔۔!!

"عروج ۔۔۔!"

مہ لقا کی آواز پر دونوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے۔ وہ دروازے میں کھڑی انتہائی خونخوار نگاہوں سے عروج کو گھور رہی تھیں۔

قرمزی بیل باٹم پاجامہ اور چست چھوٹی سی قمیض پہنے تھیں۔ کھلے بال چہرے کے اردگرد بکھرے سانپوں کی طرح زہریلے دوشیزہ بنائے دے رہے تھے۔ جانے کیوں عروج کی نگاہیں جھک سی گئیں ۔۔۔

"کیا گھر آئے مہمان کی یونہی عزت کی جاتی ہے ۔۔۔؟"

وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتے ان کے قریب آ کھڑی ہوئیں ۔۔۔ "سرمد نے تمہیں کیا تکلیف دی ہے کہ ان کا وجود تم سے برداشت نہیں ہو رہا ۔۔۔؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو امی نے اس کی یہ بات سن لی تھی ــــ!

"وہ ــــ وہ امی ــــ"

ان کا رعب ہی کچھ ایسا مرعوب کن تھا کہ وہ ساری جان سے لرز گئی ــــ ہکلا کر کبھی ایک نظر امی پر اور کبھی ایک نگاہ سرمد پر ڈالنے لگی۔

"نہیں، بیگم تو قیر ــــ!"

عروج نے سرمد کی بڑی سخت ہتک کی تھی ــــ اس کے باوجود وہ اس کی طرفداری میں جھٹ سے بولے۔

"یہ تو مذاق میں کہہ رہی تھیں ــــ"

"چھوٹوں کا بڑوں کے ساتھ ایسے مذاق کرنا مجھے قطعی پسند نہیں۔"

اب امی نے بڑی تیکھی نگاہ سے عروج کو دیکھا۔

مگر تم اس وقت ادھر کرنے کیا آئی تھیں ــــ؟"

عروج کوئی جواب نہ دے سکی ــــ چپ چاپ سر جھکائے کھڑی رہ گئی۔

"اتنی بڑی ہو گئی ہے ــــ جانے کب عقل آئے گی ــــ!"

پھر امی اپنے آپ سے جیسے بولیں۔

"چھوٹی دونوں بھی بڑی ہی کے نقشِ قدم پر چل رہی ہیں ــــ بدتمیز اور گستاخ ــــ! بڑوں ہی جیسا چھوٹوں نے ہونا ہے نا"

"اور جیسے امی! آپ تو اپنی اولاد کے لئے بڑے اچھے نشان چھوڑ رہی ہیں۔"

امی پر اس وقت اتنا غصہ آ رہا تھا کہ یہ کہہ دینے کو بڑا ہی دل چاہا ــــ مگر صرف سوچ کر ہی رہ گئی۔ زبان نہ کھول سکی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چھوڑیئے بیگم توقیر! چھوٹی بات ہے۔ چھوٹی ہی رہنے دیجئے۔"
سرمد نے عروج کے جھکے ہوئے سر کو بڑی ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"اب سرمد میں آپ کو کیا بتاؤں کہ اس لڑکی نے کس طرح میری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ جو کوئی بھی گھر میں آجائے اسی سے بدتمیزی سے پیش آتی ہے۔"
اور پھر امی روہانسی ہو ہو کر سرمد کے آگے اس کی شکایتیں لگانے لگیں۔
عروج بڑی نفرت انگیز اور کٹیلی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے اور دھپ دھپ پاؤں مارتے ہوئے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔
"اب ہماری اس گھر میں کیا حیثیت رہ گئی ہے کہ مہمانوں کے سامنے ذلیل کیا جائیں ——"
بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوئی —— گل اور بیل فرانسیسی طرز کے بنے دریچہ میں بیٹھی تھیں۔ باہر باغیچے میں کھلنے والے بیشمار پھولوں کو دیکھ رہی تھیں —— اور دونوں ہی ہر ایک پودے پر اپنا اور صرف اپنا حق ملکیت ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔
"میں نے کہہ دیا ہے وہ زرد زرد پھولوں والا پودا میرا ہے۔"
"اچھا —— اگر وہ تمہارا ہے تو پھر یہ سُرخ گلاب میرا ہے۔"
"واہ وا —— گلاب تو میرا ہے۔"
"نہیں میرا —— کیونکہ میرے نام کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔"
"ہونہہ! کہاں گل اور کہاں گلاب!"
"کہاں کیوں —— ؟ گلاب بوئیں تو پہلے گل نہیں آتا ——؟"
"نہیں جی گلاب بس میرا —— ہائے! سرخ سرخ بڑے بڑے کیسے پیارے پھول ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سینے پر ہاتھ مار کر اور آنکھیں میچ کر بلبل نے ایک بڑا لمبا سا سانس لیا۔ جیسے یہیں بیٹھی ان کی خوشبو محسوس کر رہی تھی۔ پھر دوسرے ہی لمحے — عروج کے اندر داخل ہونے کی آہٹ جیسے سن لی تھی۔

چونک کر پلٹی — عروج کو اپنی جانب دیکھتے پایا۔ تو جلدی سے اس سے مخاطب ہو گئی۔

"آپی! میرا نام بھلا کوئی گل جیسا کیوں نہیں رکھا تھا — ؟ بُلبُل — ہونہہ! یہ بھی کوئی نام ہے — کیسا خراب سا!"

ابھی ابھی جس قدر عروج کا موڈ خراب تھا — دونوں ننھے ننھے فرشتوں کی معصوم معصوم باتیں سن کر یکدم خوشگوار ہو گیا۔ ہلکے پھلکے سے قدم اٹھاتی ان کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

"ارے! بلبل خراب نام ہے — ؟"

بُلبُل اُٹھ کر اس سے لپٹ گئی۔

"گل جیسا نہیں ہے نا!"

"گل کے معنی ہوتے ہیں پھول — اور بُلبُل ایک بڑا خوب صورت پرندہ ہوتا ہے جو بہت اچھا گاتا ہے۔"

اسے دلاسہ دے کر بہلاتے ہوئے عروج خود پلنگ پر جا دراز ہوئی۔

"آہا جی! میں اچھا گانے والا پرندہ — آہا جی! میں اچھا گانے والا پرندہ۔"

بُلبُل خوش ہو کر ناچنے لگی۔ گُل پہلے چند لمحے بڑے شکست خوردہ سے انداز میں اسے دیکھتی رہی پھر یکدم کچھ سوچ کر بولی۔

"بُلبُل ہی اچھا گانے والا پرندہ ہے نا۔ تم تو نہیں گا سکتیں۔"

"واہ! گا کیوں نہیں سکتی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بلبل نے یکایک تانیں لگانا شروع کر دیں۔

عروج آنکھیں موندے چپ چاپ پڑی تھی — دونوں بچیوں کی باتیں کیسی دلچسپ تھیں! عروج کے لبوں پر مسکراہٹیں بکھری جا رہی تھیں۔

"کتنا سکون اور کتنی لذت حاصل ہوتی ہے جب یہ ننھی ننھی اور معصوم معصوم آوازیں کانوں میں رس ٹپکاتی ہیں۔"

اگلے ہی لمحے دماغ کی رو پھر امی کی جانب بہہ گئی۔ "کاش! امی کاش! آپ نے اس دنیا کو اپنایا ہوتا۔ آپ کہاں سراب کے پیچھے بھاگی جا رہی ہیں — جو سکون و اطمینان اس دنیا میں ہے وہ آپ کو وہاں تو نہیں ملے گا — وہاں سوائے گناہ اور بے سکونی کے آپ کو اور کچھ بھی نہ ملے گا — لوٹ آیئے امی — آجایئے اس دنیا میں — اسکون اور اطمینان کی دنیا میں۔"

"آیئے بی بی! کھانا لگ گیا ہے۔"

سروری کی آواز نے اس کے خیالات کے تار و پود بکھیر دیئے۔

"ہائے! مجھے تو بڑی سخت بھوک لگی ہے۔"

"مجھے بھی لگی ہوئی ہے۔"

گل اور بلبل اپنی چھوڑ اس طرف متوجہ ہو گئیں۔

"سب کے لئے ہی ادھر کھانا لگایا ہے؟"

عروج نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی بی بی —!"

"لیکن ہم وہاں نہیں کھائیں گے — ہمارے لئے ادھر ہی لا دو۔"

"ہاں آپی! ہم تینوں یہیں اپنے کمرے میں ہی کھائیں گی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ دونوں تو ہمیشہ سے ہی عروج کے پیچھے لیک کہنے کی عادی تھیں۔

"مگر بی بی! میں نے تو لگا دیا ہے۔"

"دیکھو سروری! میں نے تمہیں کتنی ہی بار سمجھایا ہے کہ جب گھر میں کوئی مہمان آئے ہوں تو ہم تینوں بہنوں کے لئے تم ادھر ہی لا دیا کرو۔"

"جی اچھا بی بی!"

سروری نے یوں زور زور سے سر ہلایا جیسے عروج نے جتنا سمجھایا تھا اس سے کچھ زیادہ ہی اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔

"ہاں شاباش!"

عروج خوش ہوگئی۔

"بس پھر ہمارے لئے ادھر ہی لے آؤ۔"

"مگر بی بی! اب تو لگ چکا ہے۔ آج ادھر ہی کھا لیجئے۔ کل سے پھر۔"

"اوہ۔!"

عروج سر پیٹ کر رہ گئی۔ اتنا سمجھانے کے باوجود سروری نے نان وہیں آنوڑی تھی۔

"تم رہنے دو۔ میں خود اپنے لئے کھانا نکال لاتی ہوں۔"

عروج اٹھی۔

"آپی! آج ہم تینوں باورچی خانے ہی میں کھائیں۔"

بلبل نے عروج کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس انداز میں فرمائش کی جیسے کسی پکنک وغیرہ کے لئے اسے منانا چاہتی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج اکثر ان کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ ماں کی لاپرواہی سے بڑی محرومی آخر ان معصوموں کے لیے اور کونسی ہو سکتی تھی۔

جانے کیوں ؟ گل و بلبل کو باورچی خانے میں کھانا کھانے کی اتنی خوشی ہو رہی تھی۔ عروج کے دائیں بائیں۔ اس کے ساتھ جھولتیں اور پلٹتی ہوئیں باورچی خانے کی طرف چل دیں۔

وہ تینوں ادھر پہنچیں اور سروری سرمد اور مہ لقا کو کھانا لگنے کی اطلاع کرنے چلی گئی۔

عروج نے اپنے تینوں کے لئے ایک ہی پلیٹ میں سالن نکالا۔ گیس والے اونچے چولہوں کے ساتھ لگی ہوئی برتنوں والی میز تھی۔ بکھرے ہوئے سب برتن پرے ہٹائے اور وہاں سالن والی پلیٹ رکھ لی۔ پاس ہی پڑی خوب صورت کی رنگوں کی بنی ہوئی چنگیر میں چپاتیاں رکھیں اور ارد گرد کھڑے ہو کر تینوں ہی کھانے لگیں۔

گل اور بلبل کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ تینوں ہنس رہی تھیں اور ایک ہی پلیٹ میں کھا رہی تھیں۔ کبھی نوالے ٹکرا جاتے۔ کبھی ایک کے نوالے کا سالن دوسری کے ہاتھ کو لگ جاتا۔ پھر ہنسی کے فوارے چھوٹ پڑتے۔

اس وقت عروج بھی ان دونوں کے ساتھ انہیں کی عمر کی بچی بنی ہوئی تھی۔ اگر اتفاق سے نوالہ ٹکرا تا تو وہ شرارت سے جان بوجھ کر ٹکرا دیتی۔ پھر تینوں کی کل کل کرتی ہنسی گونج اٹھتی۔

اسی اثنا میں عروج کو باورچی خانے سے ملحق کھانے والے کمرے میں قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ساتھ ہی امی کی آواز کان میں پڑی۔

"لڑکیاں کھانا کھا چکی ہیں ؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ باورچی خانے میں ہی کھا رہی ہیں۔"

سردری کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔

"باورچی خانے میں ــــ؟"

امی کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

جواب میں سردری نے بنانے کیا کہا تھا ــ؟ گل اور بلبل کی ہنسی کی آواز میں عروج سُن نہ سکی ــ مگر ــــ

دوسرے ہی لمحے باورچی خانے اور کھانے والے کمرے کے درمیانی کواڑ بڑی بلند آواز کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرا کر کھلے۔ جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ عجلت جھنجھلاہٹ میں کھولے گئے تھے۔

"یہ آج تم ــــ"

اور پھر گل اور بلبل کے ساتھ عروج کا ہنستا اور کھلکھلاتا چہرہ دیکھ کر امی کی بات ادھوری ہی رہ گئی ــ چہرہ ایک دم غصّے سے لال ہو گیا۔

"شاباش! عروج شاباش!! چھوٹی بہنوں کو بڑی اچھی تہذیب سکھا رہی ہو۔"

کیا ہوا امی ــــ؟"

عروج نے بڑی معصومیت سے آنکھیں جھپکیں۔

"میں نے کیا کیا ہے ــــ؟"

"یہ جگہ ہے کھانا کھانے کی ــــ؟"

"جہاں کھانا پک سکتا ہے ــ وہاں کھایا بھی جا سکتا ہے امی ــ!"

عروج بڑے اطمینان سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امّی کے پیچھے سرمد بھی کھڑے دکھائی دے گئے تھے۔ یوں امّی کے غصّے سے شاید مرعوب ہو جاتی مگر ان کے ساتھ ساتھ دم چھلے کی طرح سرمد کو آتے دیکھ کر اسے بھی غصّہ آگیا تھا۔ اور اس غصّے نے اسے اتنا دلیر بنا دیا تھا کہ امّی سے بھی خائف نہ ہوئی۔ ترکی بہ ترکی جواب دے ڈالا۔

عروج سے اس جواب کی شاید انہیں توقع نہیں تھی۔ سٹپٹاتے ہوئے جلدی سے مڑ کر سرمد کی طرف دیکھا۔ پھر۔ استعجاب طیش سے سرخ چہرہ اور شعلے اگلتی لال انگارہ آنکھیں اس نے امّی کی آج تک نہیں دیکھی تھیں۔ وہ جھپٹ کر آگے بڑھیں۔

"تمہاری زبان بہت دراز ہوتی جا رہی ہے عروج! اس کا بندوبست مجھے کرنا ہی پڑے گا۔"

امّی کو اس عالم میں قریب آتے دیکھا تو گل اور بلبل بھی سہم کر پیچھے ہٹ گئیں۔ ہاتھوں میں اسی طرح نوالے پکڑے تھے مگر منہ میں ڈالنے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔ رنگ فق ہو رہے تھے۔

سرمد پیچھے کھڑے یہ سب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ جلدی سے آگے بڑھ کر یوں گویا ہوئے جیسے اب تک جو کچھ ہوا تھا۔ نہ انہوں نے دیکھا تھا اور نہ کچھ سنا تھا۔

"ارے! یہ تو یہیں کھانا کھا رہی ہیں۔"

ان کے چہرے پر بڑی دلفریب اور دھیمی دھیمی مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

"لہٰذا آج ہم بھی یہیں کھائیں گے۔"

بڑی تیزی سے وہ ان کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ چنگیر میں سے چپاتی اٹھائی، نوالہ توڑا۔ اور اسی سالن والی پلیٹ میں ڈال دیا۔ جس میں وہ تینوں کھا رہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم پیچھے کیوں ہٹ گئیں بیٹیو! آؤ تم بھی۔"

اپنا نوالہ منہ میں رکھتے ہی انہوں نے گل و بلبل کو بھی بلا لیا۔ اور عروج کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی قریب کھینچا۔

"یقین کیجئے بیگم تو فقیر! جو لطف باورچی خانے میں کھانا کھانے سے حاصل ہوتا ہے وہ اور کہیں نہیں۔ اس نئی تہذیب نے ہم سے بہت سارے مزے چھین لئے ہیں۔"

امی کو زیادہ غصہ اسی لئے آیا تھا کہ یہ ساری بدتمیزی سرمد کی موجودگی میں ہوئی تھی۔ وہ نواب زادہ تھے۔ کیا سوچتے کہ ان کے گھر میں اس طرح بدتمیزی سے باورچی خانے میں کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا تھا۔

وہ تو سرمد کے سامنے خود کو اور اپنے گھرانے کو ماڈرن تہذیب کے مرقع کی صورت میں پیش کرنا چاہتی تھی۔ اور یہ سرمد۔ یہ تو عجیب ہی قسم کے انسان ثابت ہو رہے تھے۔

امی کے چہرے کی لالی رفتہ رفتہ کم ہو ہو کر نارمل ہو گئی۔ ساتھ ہی رُخ پر سے غیض و غضب کے پھیلے آثار سمیٹے اور پھر ان کی جگہ مسکراہٹوں نے لے لی۔

عروج ابھی تک پیچھے ہٹ کر گردن جھکائے کھڑی تھی۔ البتہ گل اور بلبل اسی طرح ہنس ہنس کر کھانا کھانے اور چھیڑ چھاڑ میں مشغول ہو گئی تھیں۔

"ارے آپ بھی تو کھاؤ۔"

خاموش کھڑی عروج کو سرمد نے نوالہ تھمایا اور انتہائی بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا ہاتھ سالن والی پلیٹ میں رکھ دیا۔ گل اور بلبل عروج کی پانچوں انگلیاں سالن میں ڈوبی دیکھ کر بے اختیار کھلکھلا اٹھیں۔

اور اسی لمحے۔ سرمد سے تمام تر نفرتوں کے باوجود عروج بھی اپنی ہنسی پر قابو نہ رکھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سکی۔ اور اب۔ سبھی ایک دوسرے سے لڑ لڑ کر اور جھگڑ جھگڑ کر ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھا رہے تھے۔

چند لمحوں میں ہی باورچی خانہ ہنسی اور قہقہوں کا پٹارہ بن گیا۔

"سرمد! آپ بھی بچہ ہی بن گئے۔"

امّی انہیں دیکھ دیکھ کر بڑے انداز سے مسکراتے ہوئے بولیں۔

"اور ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے زندگی اتنی حسین کبھی نہ تھی جتنی ان لمحوں میں ہو گئی۔"

سرمد کے الفاظ میں ذرا بناوٹ، ذرا تصنع نہ تھا۔ آنکھوں میں خلوص و سادگی کی بڑی خوب صورت سی چمک تھی۔ اور آنکھوں کی اس چمک نے اور لبوں کے تبسم نے ان کے پورے چہرے میں ایک خاص سی کشش پیدا کر دی تھی۔

امّی ایک ٹک انہیں دیکھے جا رہی تھیں۔

سالن کی پلیٹ خالی ہو گئی۔ پاس ہی اونچے گیس والے چولھے پر رکھی دیگچی کا ڈھکنا اٹھاتے ہوئے سرمد خود ہی سالن نکالنے لگے۔

"ارے بھاگو گل! چپاتیاں ختم ہو گئیں۔ اندر میز پر پڑی ہیں اٹھا لاؤ۔"

گل کو ادھر بھگایا۔

"اور تم سروری بی! اب دوسرے سالن والی دیگچی ادھر لے آؤ۔ آج ہم سب کچھ ختم کر دیں گے۔"

امّی سرمد کی ان بے اختیاری حرکات کو دیکھ دیکھ کر بڑے والہانہ انداز میں مسکرائے جا رہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"سروری کھانے والی میز پر سے سالنوں کی ڈشیں اور سلاد وغیرہ بھی ادھر ہی اٹھا لاؤ"
سروری پر حکم چلاتے ہوئے امی نے بھی جھک کر نوالہ توڑ لیا۔

عروج کے لبوں پہ بے اختیار مسکراہٹ رقص کر اٹھی۔ وہ بھی ان کی خوشی میں شامل ہو گئی تھیں۔ کتنی اچھی تھیں۔!

بے حد پیار بھری نگاہوں سے وہ ماں کو دیکھ رہی تھی کہ۔ امی نے بھی جھک کر اسی سالن والی پلیٹ کی طرف نوالہ بڑھایا۔ عروج کی ساری خوشی کافور ہو گئی۔

ان کے کھڑا ہونے کے لئے بہت جگہ تھی۔ کچھ گل اور بلبل نے سمٹ کر بنا دی تھی۔ مگر وہ بالکل سرمد کے پہلو سے چپک کر کھڑی تھیں اور انتہائی بے تکلفی سے ایک ہاتھ ان کے کندھے پر رکھے دوسرے سے جھک کر نوالہ لے رہی تھیں۔

اور پھر۔ عروج کو بھولی ہوئی سب داستانیں یاد آ گئیں۔ امی۔ کیپٹن اظہر۔ ڈاکٹر سلیم اور جاوید۔ امی کے اور بھی جوان جوان ملنے والے۔ ابو کا پریشانیوں میں ڈوبا چہرہ۔ اور۔

"بیٹے! انہیں صبح کالج بھی جانا ہے۔ جلد سو جانا"

ابو کے اس فقرے میں جو بھی معنی پنہاں تھے۔ وہ سب کچھ یاد آ گیا۔

اور وہ۔ اسی سرمد کے ساتھ۔ ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھا رہی تھی۔ اپنی غلطی کا فوراً احساس ہو گیا۔

یکدم نگاہیں اٹھیں۔ اتفاق ہی تھا شاید۔ عین اس وقت سرمد بھی اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔ بہت ساری نفرتیں عروج کی آنکھوں میں سمٹ آئیں۔

نوالہ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔ وہ لیا بھی نہیں۔ اسی طرح خالی پیچھے کھینچ لیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

منہ والا نوالہ حلق سے نیچے نہیں اتر رہا تھا۔ بڑی ہی مشکل سے نگل کر وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

"عروج کو کیا ہوا۔۔۔؟ ایکدم کیوں بھاگ۔۔۔؟"

سرمد نے حیرت سے منہ تقا کی طرف دیکھا۔

"کھا چکی ہوگی۔"

انہوں نے لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے سلاد کی پلیٹ سرمد کی طرف بڑھادی۔

"یہ بھی تو لیجئے۔۔۔"

"بس! ہم کھا چکے۔۔۔"

سرمد نے انکار کر دیا۔

"اتنی جلد۔۔۔؟"

امی نے حیرت سے ان کے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔

"ہاں۔۔۔ بہت سیر ہو گئے۔۔۔"

اور ابھی تک ان کی نگاہیں اسی دروازے پر مرکوز تھیں جہاں عروج عجب انداز میں بھاگتے ہوئے غائب ہوئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یوں تو ہر اتوار ہی ان کے ہاں گہما گہمی ہوا کرتی تھی مگر آج تو کچھ اور ہی رنگ تھا۔

نو دس سال بعد عروج کی بڑی خالہ سعودی عرب سے آئی تھیں۔ پہلے پندرہ بیس دن اپنے ماموں اور نانا جان کے پاس کراچی رہیں اور اب دو تین ہفتے کے لئے ان کے ہاں آئی تھیں۔

عروج ان سے ملنے کیلئے بیحد بے چین تھی۔ یہ اس کی وہی خالہ تھیں جن کی گود میں اس کا بچپن گزرا تھا۔ بے حد سہانا، بڑا ہی دلفریب۔!!

نو دس سال گزرنے کے باوجود اس عرصے کی ایک ایک ساعت، ایک ایک لمحے کی یاد اس کے ذہن میں اسی طرح تازہ تھی جیسے کوئی کل ہی کی بات ہو۔!

جیسی شفقت، جیسا پیار اور جس قسم کی توجہ اسے خالہ امی سے ملی تھی۔ وہ تو اسے اس کی حقیقی ماں بھی نہ دے سکی تھیں۔ خالہ امی کی جدائی کے بعد وہ اس ایک ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گھڑی، ایک ایک پل کے لئے ہر لمحہ ترستی رہی تھی۔
اور وہ گھڑی — وہ ساعت — دس سال بعد آج پھر لوٹ کر آنے والی تھی —
خوشی کے مارے عروج کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔
صبح سے گھر بھر کی صفائی میں لگی ہوئی تھی۔ آج تو امی بھی بہت مصروف تھیں
تین گھنٹے سے باورچی خانے میں گھسی تھیں۔ اتنے عرصے بعد بہن آرہی تھی — ان کی خوشی
بھی قابلِ دید تھی۔
رات کے کھانے کا اہتمام خود انہوں نے اپنے ہاتھوں کیا — تین چار سالن بنائے۔
بریانی کے لئے یخنی تیار کی — کہ کھانا کھانے سے چند منٹ پہلے گھما دے لیں گی۔
اور اب آخر میں ٹرائفل بنا رہی تھیں۔ کچھ دیر تو عروج نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا — پھر امی
ہی کے کہنے پر وہ گھر کی آرائش و زیبائش کی طرف متوجہ ہو گئی۔
مصروفیت میں کھوئی امی جانے کیوں اسے بے حد اچھی لگ رہی تھیں۔ ان کا ہر حکم
ماننے کو جی چاہ رہا تھا — ان کے ذرا سے اشارے پر بھاگ بھاگ اٹھتی۔
ڈرائنگ روم اور کھانے والے کمرے کی صفائی کرنے کے بعد اس نے امی کی خوابگاہ
درست کی — پھر ابو کے کمرے میں گئی — مگر وہ بستر پر دراز تھے۔
چھ مصروفیت کے دن گزارنے کے بعد ایک چھٹی کا آتا ہے۔ ابو کو بے آرام کرنے کو دل
نہ چاہا۔ اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔
اس کا حال تو انتہائی ابتر تھا۔ اور اس کی ذمہ دار بلبل اور گل تھیں۔ کمرے کی بے ترتیبی
نے اسے بوکھلا دیا۔ اور اس لمحے اس نے تہیہ کر لیا کہ کل سے اپنا کمرہ علیحدہ کرے گی
کئی بار امی نے اسے کہا تھا کہ وہ گل اور بلبل کو یہ کمرہ دے دے۔ اور خود پرلی طرف والا لے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر اب اس کی بڑی جماعت تھی۔ اور پڑھائی کے لئے اسے سکون و سکوت کی ضرورت تھی۔ مگر خود اس نے ہی امی کی کسی بات کی پرواہ نہ کی تھی۔

وہ گڑیاں ہسپتال سے جب گھر آئی تھیں تو اس دن سے لے کر آج تک وہ تینوں ایک ہی کمرے میں رہی تھیں۔ اور اب وہ ان کی اتنی عادی ہو گئی تھی کہ ان کے بغیر ایک لمحہ بھی اسے چین نہیں پڑتا تھا۔

دن تو دن۔ وہ تو رات کو بھی کئی کئی بار اٹھ کر انہیں دیکھ لیا کرتی تھی کہ وہ ٹھیک طرح سو رہی تھیں۔ کسی کا کمبل تو نہیں اتر گیا تھا۔ یا کسی کو اس کی ضرورت تو نہ تھی۔

ساتھ ساتھ اس کی اور اپنی چیزیں ترتیب سے رکھتی رہی اور ساتھ ساتھ کمرہ علیحدہ کرنے والا ارادہ متزلزل ہوتا رہا اور جب کمرہ بالکل درست ہو گیا تو اپنا کمرہ علیحدہ کرنے کا ارادہ بالکل ہی ختم ہو گیا۔ وہ پھر ان کے متعلق انہیں پیار بھری سوچوں میں کھو گئی۔

کمرہ کی صفائی وغیرہ کرنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ خود وہ کافی میلی کچیلی ہو گئی تھی۔ غسل کرنے کے لئے پانی لگایا اور اس خاص موقع پر پہننے کے لئے لباس کا انتخاب کر رہی تھی کہ کنول اور گل کا خیال آ گیا۔

کتنی ہی دیر سے وہ تو دکھائی ہی نہیں دی تھیں۔ جانے کہاں تھیں۔؟ کہیں کھیل کود میں مصروف ہوں گی۔

خالہ امی کے آنے سے پہلے ان کا حلیہ بھی تو درست کرنا تھا۔ انہیں تو خالہ امی پہلی بار دیکھنے والی تھیں۔ اپنے ملبوسات کی الماری اسی طرح کھلی چھوڑی اور ان کے کپڑے نکالنے لگی۔

ان کے سارے دیکھ ڈالے۔ مگر ایسا کوئی بھی نہ لگا جسے پہن کر وہ بیحد شاندار اور بے حد

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پیاری لگ سکتی تھیں۔ کوئی نگاہوں کو جچ ہی نہیں رہا تھا — اس لئے —
کہ اس کا جی چاہتا تھا — وہ خالہ امی کو اتنی پیاری اور خوب صورت لگیں کہ خالہ انہیں
دیکھتے ہی ان پر فدا ہو جائیں — وہ تو جیسے انہیں اپنی ہی تخلیق سمجھنے لگی تھی —!!
بہت دیر سر کھپانے کے بعد اچانک ہی پھولے پھولے اور گھیر دار پیازی فراکوں پر
پڑ گئی — وہ جب کبھی یہ پہن کر کہیں گئیں ہر کسی نے انہیں ان فراکوں میں پریوں یا
ننھے ننھے فرشتوں کا خطاب دیا۔
جھٹ پٹ نکال کر انہیں پلنگ پر پھیلا لیا۔ اور پھر فخر و انبساط میں بیخود سی ہوتی
انہیں بلانے بھاگ کھڑی ہوئی۔
وہ نہ باہر لان میں تھیں نہ پچھلے صحن میں — حیران پریشان امی کے پاس باورچی
میں جا پہنچی۔
"امی —!"
"ہوں —"
"آپ کو معلوم ہے گل اور بلبل کہاں ہیں —؟"
بڑے پیار سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔
"نہیں تو —"
امی سر جھکائے اپنے کام میں مصروف رہیں۔
"نہ باہر کہیں ہیں — نہ اندر کہیں —"
"سرمد کے پاس نہ ہوں —"
"سرمد —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جیسے کئی بھولی بسری کہانیاں ذہن میں اُتر آئیں۔

وہ کہاں ہیں۔؟"

"مہمان خانے میں۔"

"اوہ۔!"

امّی کا حسن، امّی کے لئے ابھی ابھی جو دل سے پیار اُمنڈ رہا تھا۔ سب کچھ ہی
یں غائب ہوگیا۔

"مگر وہ تو رات کو اپنے گھر چلے گئے تھے۔؟"

"چلے نہیں گئے تھے۔ جانے کے متعلق کہہ ضرور رہے تھے۔ لیکن باتوں ہی باتوں میں
ی رات ہوگئی۔ پھر یہیں رہ پڑے۔"

طبیعت ایک دم ہی مکدّر ہوگئی۔ وہ چونچال، وہ مزاج کی بشاشت یکدم کافور ہوگئی۔
برہم سی نگاہوں سے ماں کو دیکھتے ہوئے باورچی خانے سے باہر نکل گئی۔

یک لخت ہی غصّہ چڑھ گیا تھا۔ خالہ امّی آنے والی تھیں اور مہمان خانے میں امّی
یتیا راجمان تھا۔ ان کے ٹھہرنے کا کیا انتظام ہوتا۔

جانے امّی نے کیا سوچا تھا۔ مگر اسے تو بڑی گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

اس کے علاوہ خالہ امّی خالہ امّی ہر بات کو بڑی تنقیدی نگاہ سے دیکھا کرتی تھیں۔
گھر میں سرمد کی موجودگی کو انہوں نے کبھی نظر انداز نہیں کرنا تھا۔

پھر۔؟ ان کے استفسار پر انہیں کیا بتایا جائے گا کہ وہ کون تھا اور کیوں اس گھر کو
شرفِ مہمانی بخشے تھے۔؟؟

اگر اس شہر میں اسے کسی اشد ضرورت کے تحت رہنا پڑ گیا تھا تو یہاں ہوٹلوں کی کمی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہ تھی۔ ایک سے ایک اعلیٰ اور اونچے درجے کا ہوٹل موجود تھا۔ اس کے لئے تو یہ سب معمولی باتیں تھیں۔

خالہ امی نے تو صاف صاف یہ سب کچھ کہہ دیا تھا۔ وہ بڑی کھری طبیعت کی مالک تھیں اور بے حد وضع دار قسم کا مزاج رکھتی تھیں۔

اور۔ اور۔ مزید سوچنے سے ہی عروج کا دل دھڑک اٹھا۔ سرمد کیساتھ امی کا بے تکلفانہ رویہ اور انداز۔ کہیں۔ کہیں۔ خالہ امی کو کوئی شک نہ پڑ جائے۔ ان پر کسی بات کا انکشاف نہ ہو جائے ——

وہ جو آج تک امی کی بعض حرکات کو ہر کسی کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کی شعوری اور غیر شعوری کوششیں کرتی رہی تھی۔ کہیں سب۔ کہیں سب ——

"اوہ خدا ——!"

وہ وہیں راہداری کی دیوار کے ساتھ پشت ٹیک کر کھڑی ہو گئی۔

کیا کرے۔؟ کس طرح اس رسوائی کے سامان سرمد کو یہاں سے دفان کرے۔! کوئی ترکیب ایسی کرنی چاہیئے کہ خالہ امی کی آمد سے پہلے پہلے اس بلا سے پیچھا چھوٹ جائے۔

انہیں سوچوں میں گم کھڑی تھی کہ بلبل اور گل کی بیحد پیاری آوازیں ننھے ننھے قہقہے سنائی دیئے۔ وہ چونکی۔ پھر ہنسی مسلسل ہنسی۔!

بچانے دونوں کو کیا ہو گیا تھا۔ ہنس ہنس کر بے حال ہوئی جا رہی تھیں۔ ان کیساتھ کبھی کبھی سرمد کی آواز بھی سنائی دے جاتی۔

اور جہاں گل و بلبل کی ننھی منی پیاری پیاری آوازیں اسے زندگی کے صحراؤں میں ٹھنڈے میٹھے چشموں کی نوید دیتیں وہیں سرمد کی آواز اسے پھر انہیں تپتے جھلستے ریگستانوں میں کھینچ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لے جاتی۔

غصّہ اور بڑھا۔ تیز تیز قدم اُٹھاتی مہمان خانے کی جانب چل دی۔ ہنسی، مسلسل ہنسی اور ننھے ننھے قہقہوں کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ایکدم پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گئی۔

کمرے کی کوئی چیز ٹھکانے پر نہیں تھی۔ مسہری کا بستر۔ تکیے۔ کمبل۔ صوفوں کے کشن۔ سب کچھ بکھرا پڑا تھا۔ یوں۔ جیسے ابھی ابھی کئی پہلوانوں کا دنگل یہیں ہوا ہو۔ بالکل ایسا اکھاڑہ لگ رہا تھا وہ کمرہ۔

اور کمرے کے عین وسط میں قالین پر سرمد، بُلبُل اور گُل کو ایک۔ ایک گھٹنے تلے دبائے گدگدی کر رہے تھے۔ وہ دونوں بے حال ہو ہو کر ہنس رہی تھیں، لوٹ پوٹ رہی تھیں۔ قہقہے لگا رہی تھیں۔

من میں اتنا سارا غصّہ لے کر آئی تھی۔ اسی کے تحت ان کی طرف چھپٹی۔ کہ ناگاہ بُلبُل کی ہنسی کے باعث لرزتی آواز اُبھری۔

"آپی! آپی!! بھاگ جائیے یہاں سے۔ ورنہ انکل آپ کو بھی گدگدی کریں گے۔"

عروج وہیں ٹھٹک کر رہ گئی۔

وہ اب بچّی نہ تھی۔ باوجود وہ انہیں کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ چند ہی دن پہلے اس کی انیسویں سالگرہ ہوئی تھی۔ گویہ سالگرہ نام ہی کی تھی۔

اسی بہانے امّی اور ابّی کی ملنے والیوں اور ملنے والوں نے خوب دھما چوکڑی مچائی تھی۔ وہ الگ بات تھی۔ مگر اس نے بیسویں سال میں قدم تو رکھ دیا تھا۔

اور۔ یہ بُلبُل نے اپنی معصومیت میں کیسی بات کہہ دی تھی۔ سرمد اسے گدگدی کریں گے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

انجانے طور پر ہی اس کے کوئے کوئے سے جذبات مشتعل ہو گئے۔ سارے جسم میں عجیب سی سنسناہٹ پھیل گئی۔ بوکھلاتے ہوئے بڑی بے ساختگی سے وہ سمٹی اور غیر ارادی طور پہ اس کے بازو اس کے سینے پہ جکڑے گئے۔

فطری شرم و حیا نے اس کے چہرے پر بڑے خوب صورت رنگ بکھیر دیئے تھے۔ بلبل کی اس بات پر سٹپٹا کر سرمد بھی گئے تھے۔ بدحواس سے ہوتے ہوئے یک لخت ان دونوں کو چھوڑ کر، شرمندہ شرمندہ سے، عروج کے چہرے پر بکھرے ان رنگوں کو دیکھ رہے تھے

"وہ۔ وہ۔"

سر کو کھجلاتے ہوئے اپنی اور عروج دونوں کی خفت مٹانے کے لئے جلدی سے بولے

"آج ان دونوں نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے۔ پھر ہم نے بھی خوب بدلہ لیا۔"

اس سے پہلے کہ دونوں سنبھلتے بلبل اور گل ہانپتے ہوئے اٹھ کر پھر سرمد سے لپٹ گئیں

"اب تو ہماری آپی آ گئی ہیں۔ اب ہم آپ کو مزہ چکھائیں گی۔"

"آیئے آپی! ہمارے ساتھ مل کر صرف ایک بار انہیں گرا دیجئے۔"

"نہیں نہیں۔ نا۔ نا۔ نہ کرا دینا یہ آپ بھی بڑی ہیں۔ آپ یقیناً انہیں گرا لیں گی۔"

انہیں سوچوں میں گم کھڑی تھی کہ بلبل اور گل کی بھید

وہ دونوں بولے جا رہی تھیں۔ عروج اور سرمد آمنے سامنے کھڑے تھے۔ نہ کچھ بول سکتے تھے۔ نہ خاموش رہ سکتے تھے۔ عجب طرح سے سٹپٹائے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا انکل۔ اب آپ کشتی نہیں لڑ رہے؟"

"اور آپی بھی بول نہیں رہیں۔"

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔"

دونوں نے ہی چونک چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ارے! یہ آپ نے آج اپنی حالت کیا بنائی ہوئی ہے ۔۔۔؟"

ذرا بدحواسی دُور ہوئی تو سرمد نے جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے موضوع بدلا ۔۔۔ اور نے حواس مجتمع کئے۔

"اوہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔"

خود کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر اسے یاد آگیا کہ وہ کس لئے اِدھر آئی تھی۔

آج تو شام کو خالہ امّی نے آنا تھا۔ بُلبُل اور گُل کو نہلا کر پیازی فراک پہنانا تھے ۔۔۔ ان ۔۔۔ اور ۔۔۔ سرمد ۔۔۔ سرمد کا وجود ۔۔۔ ذلّت و رسوائی کا سامان ۔۔۔ اس کا بھی کچھ بندوبست کرنا تھا۔

انہیں کیا کہے ۔۔۔؟ کس طرح یہاں سے بھگائے ۔۔۔؟؟

عجب گومگو کے سے عالم میں اس نے سرمد کی جانب نگاہ اُٹھائی۔

"وہ دراصل آج ہماری خالہ امّی نے آنا ہے نا ۔۔۔ صفائی کر رہی تھی ۔۔۔"

بہت ساری نفرتوں کے باوجود وہ انہیں کچھ بھی نہ کہہ سکی ۔۔۔ سوائے ان کی بات کا جواب دینے کے۔

"سروری گھر کا خیال ہی نہیں رکھتی ۔۔۔ ہر چیز گرد سے اٹی تھی ۔۔۔"

"آہا جی! خالہ امّی نے آنا ہے۔ آہا جی خالہ امّی نے آنا ہے۔"

گُل اور بُلبُل دونوں تالیاں پیٹتیں، ناچتیں، کودتیں باہر بھاگ گئیں۔

"ویسے ۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان کے جانے کے بعد سرمد کے لبوں پر اک دلآویز تبسم بکھرا۔

"تم اس حلیے میں بھی اچھی لگ رہی ہو۔"

"جی۔۔۔جی۔۔۔"

عروج نے حیرت سے سرمد کی نگاہوں کے انداز کو دیکھا۔ جانے کیا تھا ان میں۔۔۔ دو بوکھلاہٹ، سپٹاہٹ سی جاگ رہی تھی۔۔۔ اور پھر یک لخت ہی اسے احساس ہوا کہ وہ انداز کیسا تھا۔۔۔؟

دوسرے ہی لمحے باورچی خانے میں سرمد کے کندھے پر جھکا امی کا وجود اس کی نگاہوں میں گھوم گیا۔ پھر آدھی آدھی رات تک دونوں کا بیٹھے رہنا اسے یاد آگیا۔

یہ۔۔۔ یہ آوارہ مزاج انسان۔۔۔! یہ لفنگا نواب زادہ۔۔۔! اپنے امی۔۔۔ اور اب۔۔۔ اب اس پر اس کی نگاہ تھی۔۔۔ اوہ۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ وہ تو اپنے گھر کا لٹا ہوا وقار سنبھالے گی وہ اپنے ابو کی پریشانیاں دور کرے گی۔۔۔ وہ اپنی معصوم بہنوں کی اچھی تربیت کے لئے گھر میں پاکیزہ فضا پیدا کرے گی۔۔۔!!!

جانے یہ نواب زادہ خود کو سمجھتا کیا ہے۔ کیا اس نے اسے بھی ان عام لڑکیوں جیسا سمجھ رکھا تھا کہ اس کی وجاہت اور نوابی پر خود کو اس کی جھولی میں گرا دے گی۔

"ایک بات پوچھوں عروج۔۔۔؟"

سرمد نے سوچوں میں کھوئے اس کے پُرکشش چہرے کو تکتے ہوئے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔

عروج اپنے خیالات سے چونکی۔۔۔ سرمد کی یہ جرأت۔۔۔!!

"جی نہیں۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بڑے زور سے اس نے کندھوں پر سے ان کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

"میں آپ کی کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی۔"

یکدم ہی اس کا لہجہ درشت ہو گیا تھا۔ جانے کیا تھا اس لڑکی کو۔!

سرمد حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

بیگم تو فیر ٹھیک ہی کہتی تھیں کہ وہ انتہائی گستاخ اور بدتمیز لڑکی تھی۔ مگر۔ مگر۔ جانے کیوں۔؟ وہ پھر بھی انہیں دن بدن زیادہ سے زیادہ ہی اچھی لگی جا رہی تھی۔ جانے کیوں۔؟ جانے کیوں۔؟

سرمد اسے تکے جا رہے تھے۔ بڑے والہانہ انداز میں!

"البتہ آپ سے ایک سوال ضرور کروں گی۔ کیا اس شہر میں کوئی ہوٹل نہیں ہے؟"

"کیا مطلب؟"

سرمد گڑبڑا گئے۔

"میرا مطلب واضح ہے۔ اگر آپ کا اس شہر میں رہنا از حد ضروری ہے تو آپ کسی ہوٹل میں بھی قیام فرما سکتے ہیں۔ للہ ہمارا سکون و اطمینان نہ لوٹئے۔"

"اوہ۔!"

عروج کا لہجہ بڑا تیکھا، بڑا ذلت آمیز تھا مگر پھر بھی سرمد کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"جیسا آپ کا حکم۔!"

بہت ہولے سے سرمد نے سر کو خم کیا۔

"بس! میں آج شام سے پہلے پہلے اپنے گھر کو آپ کے وجود سے پاک دیکھنا چاہتی ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیوں ۔؟"

سرمد کی بجائے یہ نسوانی آواز ۔۔۔!

عروج چونک اُٹھی گھبرا کر پیچھے دیکھا ۔۔ امی بے حد غصہ بھری نگاہوں سے اُسے گھور رہی تھیں۔

"یہ کیا بکواس ہے ۔؟"

"وہ ۔۔ وہ ۔۔"

امی کے تند لہجے نے اسے پھر مرعوب کر دیا۔ یکدم سہمتے ہوئے بولی۔

"خالہ امی جو آرہی ہیں ۔۔ وہ کہاں ٹھہریں گی ۔؟ مہمان خانے پر تو انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔"

"گھر میں جگہ کی کمی نہیں ہے ۔ مگر تمہارا یہ بات کرنے کا انداز کیسا تھا عروج ۔۔۔ میں تمہاری ان بدتمیزیوں ۔۔۔"

"بیگم توفیر ۔۔!"

سرمد جھٹ سے درمیان میں بول پڑے۔

"یہ لاڈ سے یوں کہہ رہی تھی ۔ آپ خواہ مخواہ ہی بگڑ اٹھتی ہیں۔"

"اوہ ۔!"

سرمد نے اس انداز میں کہا تھا کہ وہ خود ہی خفیف سی ہو کر مسکرا اُٹھیں۔

"ہونہہ! لاڈ سے ۔" عروج دل ہی دل میں بڑبڑائی

"تم جیسے آوارہ انسان ہی سے تو لاڈ کروں گی۔"

"لیکن سرمد! دیکھئے نا ۔ آپ کی تو بات اور ہے کسی اور کے ساتھ اگر یہ یوں پیش

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

آئے گی تو سخت بدتمیزی سمجھی جائے گی۔"

"نہیں نہیں — ایسی کوئی بات نہیں"

"نہیں نہیں — ایسی کوئی بات نہیں"

عروج نے منہ بگاڑ کر سرمد کی نقل اتاری۔ وہ بالکل قریب ہی کھڑے تھے۔ اس کی بڑبڑاہٹ سن لی۔ لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سرمد! کان کھول کر سن لیجئے — آپ آج یہیں موجود رہیں گے۔ آپا نے آنا ہے۔ بدر اور مراد نے آنا ہے۔ بہت رونق رہے گی۔"

پھر وہ عروج سے مخاطب ہو گئیں۔

"اور تم عروج! آپا کے قیام کیلئے پریشان مت ہو یہ میرا مسئلہ ہے۔ میں نے ان کا انتظام کر لیا ہے۔"

"کہاں؟"

"وہ میرے کمرے رہیں گی"

"اور آپ؟"

یکدم ہی عروج کا موڈ بحال ہو گیا۔ خوش ہو کر بولی۔

"ابو کے کمرے میں آپ کا پلنگ لگوا دوں — ؟"

کتنا پریشان رہتے تھے وہ امی سے جدا ہو کر خوش ہو جائیں گے جب انہیں اپنے قریب پائیں گے — اور پھر —

ان کے گھر میں بھی خالہ امی کے گھر جیسی رونقیں، خوشیاں اور برکتیں سمٹ آئیں گی۔ سب کے موڈ ٹھیک ہوں گے۔ چہروں پر مسرتوں کے سائے رقص کریں گے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں۔"

امی کمرے سے باہر جاتے جاتے لاپرواہی سے بولیں۔

"ایک دو ہفتے ہی کی تو بات ہے۔ میں اِدھر ڈرائنگ روم میں پڑ رہا کروں گی۔"

وہی امی جو ابھی ابھی باورچی خانے میں بے حد اچھی لگ رہی تھیں۔ اب ایکدم ہی بُری لگنے لگیں۔

"اور پھر آپا آجائیں تو سوتا کون ہے؟ سرمد دیکھئے گا۔ آپا اور ان کے بچے کیسی پیاری پیاری طبیعتوں کے مالک ہیں۔"

باہر جاتے جاتے دروازے میں سے گردن موڑ کر بولیں۔ ساتھ ہی اک اچٹتی سی نگاہ عروج پر ڈال کر آہ بھری۔

"ایک ہم بدنصیب ہیں۔ کیسی اولاد پائی ہے؟"

ان کی بڑبڑاہٹ سرمد نے بھی سُن لی تھی اور عروج نے بھی۔

عروج نے جھکی ہوئی گردن اُٹھا کر ایک نگاہ سرمد پر ڈالی۔

وہ مسکرائے جا رہے تھے۔

"بڑی بُری ہے نا ان کی اولاد! اللہ کرے ہم تینوں کی تینوں ایکدم ہی مر جائیں۔"

خاصی بلند آواز میں وہ بڑبڑائی۔

"خُدا نہ کرے!"

سرمد بے ساختہ بول پڑے۔

"کیوں خُدا نہ کرے۔؟ خُدا ضرور کرے۔ تاکہ آپ کے لئے تمام راستے صاف ہو جائیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بڑی تیکھی نگاہ سے سرمد کو دیکھ کر زور زور سے پاؤں زمین پر مارتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"عجیب لڑکی ہے ۔۔۔ مگر بے حد دلچسپ !!"

سرمد جانے کب تک کھڑے ہلتے ہوئے پردے کو دیکھتے رہے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج واپس کمرے میں آئی تو کافی دیر ہو چکی تھی — خالہ امی کی گاڑی آنے میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا تھا۔

عروج بہت کم کہیں جاتی تھی — مگر اسٹیشن پر خالہ امی کے استقبال کے لیے جانے کے تو اسی وقت سے خواب دیکھ رہی تھی۔ جب سے ان کی آمد کی اطلاع ملی تھی۔

بلبل اور گل نے بھی جانا تھا۔ انہیں گھر میں اکیلا تو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ ویسے حرج بھی کوئی نہیں تھا۔ سردی موجود تھی مگر خود عروج کا ہی ان کے بغیر جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

سوچا — پہلے انہیں نہلا کر تیار کر دے۔ خود بعد میں ہو جائے گی — مگر وہ تو پھر غائب ہو چکی تھیں۔

جھنجھلا کر، تلملا کر پھر انہیں ڈھونڈنے نکلی — کسی بھی کمرے میں نہیں تھیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ابا کے پاس ۔ نہ امی کے کمرے میں ۔ نہ سردی کے کولڈ ٹرمیں ۔ نہ باہر صحن میں ۔ نہ دالان میں!

سرمد کے کمرے میں سے تو ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی تھی ۔ اس لئے اُدھر دیکھنے نہیں گئی۔ ہر طرف جب ڈھونڈ ڈھانڈ کر تھک گئی تو "مرتا کیا نہ کرتا" کے مصداق پھر مہمان خانے کی سمت بڑھ گئی ۔ کہیں چھپ چھپا کر پھر وہیں نہ چلی گئی ہوں!

آج کل سرمد کے بغیر انہیں بھی چین نہیں پڑ رہا تھا ۔ جب دیکھو انہیں کے پاس گھسی رہتی تھیں ۔ انہیں کے ساتھ کھانا کھایا جاتا تھا ۔ انہیں کے ساتھ کھیلا جاتا تھا۔ غرض سکول کے بعد کا ہر لمحہ انہیں کے ساتھ گزارا جاتا تھا۔ ان کی غیر موجودگی پر اس لئے بھی عروج کو غصہ آگیا تھا ۔ اور یہ غصہ دوسرے معنوں میں لاشعوری طور پر سرمد سے ایک قسم کا حسد تھا۔

وہ گل و بلبل کی تمام توجہ، تمام چاہت، سارا پیار سمیٹے لئے جا رہے تھے ۔ جسے عروج صرف اور صرف اپنا حق سمجھتی تھی۔

اسی کھولن میں ذرا سا پردہ سرکا کر اندر جھانکا ۔ سرمد سامنے ہی صوفے پر بیٹھے اپنا بستر پالش کر رہے تھے۔

"ہونہہ! امی کہتی ہیں نواب زادہ ہے ۔ اس وقت تو بالکل ایک موچی لگ رہا ہے"۔

اسی حسد کے تحت عروج نے دل ہی دل میں سوچا ۔ پھر ۔ بہت غصے میں تھی۔ اس لئے بہت زور سے جھٹکے دے کر پردہ پرے ہٹایا۔

"یا وحشت ۔!"

سرمد نے چونک کر بڑبڑاتے ہوئے نگاہ اٹھائی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بلبل اور گل کہاں ہیں؟"

"صاف ظاہر ہے کہ — ہماری جیب میں تو ہو نہیں سکتیں۔"

سرمد کے چہرے پر بڑی خوب صورت سی مسکراہٹ اُبھر آئی۔ وہ عروج کے غصے تمتمائے چہرے کو انتہائی دلچسپی سے دیکھنے لگے۔

"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"وہ تو تم کبھی بھی نہیں ہوتیں۔"

سرمد زیرلب مسکراتے ہوئے شوخی بھرے لہجے میں ہولے سے بڑبڑائے۔

"اوہ! پلیز! شیٹ اپ —!"

گاڑی آنے میں بہت کم وقت رہ گیا تھا — اس پر بے طرح جھنجلاہٹ سوار تھی سرمد کی زیرلب مسکراہٹ اور شوخی بھرا لہجہ اس کے تن من کو دیا سلائی دکھا گیا۔ کچھ ہوش رہا کہ کیا کہہ گئی تھی۔

"میں جانتی ہوں آپ نے مجھے تنگ کرنے کے لئے ان دونوں کو کہیں چھپا دیا"

"کمرہ سامنے ہے — دیکھ لیجئے۔"

سرمد اس کے جلال بھرے چہرے کو تکتے ہوئے لاپرواہی سے بولے۔

"پلیز! دیکھئے۔ مجھے تنگ نہ کیجئے۔ خالہ امی کی گاڑی آنے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔"

تڑپ ہو کر منت سماجت پر اُتر آئی۔

"ارے بھئی کون کافر تمہیں تنگ کر رہا ہے۔"

جوتے اور پالش کرنے والا برش وہیں قالین پر پھینکتے ہوئے سرمد اس کے قر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

...ے ہوئے۔

گردن اٹھ دو تین لٹیں اس کی پیشانی پر جھول رہی تھیں۔ انہیں تکتے ہوئے بڑے ...ملائم اور بیگانگت بھرے لہجے میں بولے۔

"ہمیں ایک بات تو بتاؤ؟"

"کیا ۔۔؟"

غیر ارادی طور پر ہی پوچھ بیٹھی ۔۔ ورنہ ان سے تو وہ بات کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"یہ تمہیں ہر وقت غصہ کیوں آیا رہتا ہے؟"

"جانے کیوں ۔۔؟"

عروج نے بڑی سادگی سے دل کی بات صاف صاف کہہ دی۔

"بس آپ دکھائی دے جاتے ہیں تو غصہ آجاتا ہے۔"

"کیوں ۔۔؟ ہم نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟"

"آپ نے ہمارا کیا نہیں بگاڑا؟"

"ہائیں ۔۔!"

سرمد متعجب سے ہو کر رہ گئے۔

"یہ کیا بات ہوئی ۔۔؟"

"عروج بی بی!"

سروری کی آواز پر عروج پلٹی۔

"ذرا آ کر دیکھئے بلبل اور گل نے کیا ہڑبونگ مچا رکھی ہے۔ میرے تو قابو میں نہیں آ رہیں۔"

"کہاں ہیں وہ؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج نے حیرت سے پوچھا۔

"میں تو انہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی۔"

"غسل خانے میں ٹب پانی سے لبالب بھرا ہوا ہے اور دونوں اس میں گھسے وہی ہیں۔ پاس جاتی ہوں تو چھینٹے اڑاتی ہیں۔"

سروری بالکل رونے والی ہو رہی تھی۔

"یہ دیکھئے کیسے میرے سارے کپڑے بھگو دیئے ہیں۔"

"اوہ۔!"

عروج خفیف سی ہو گئی۔ ان دونوں کو چھپا کر، خود کو تنگ کرنے کا الزام سر دھر کر وہ اُن سے لڑ رہی تھی۔

سروری ان دونوں کی شکایت لگا کر کمرے سے نکل گئی۔ عروج بھی خجل سی آنکھ کے گوشوں سے سرمد کو دیکھتے ہوئے ہولے ہولے قدم اٹھاتی باہر نکلی۔

"عجیب لڑکی ہے۔ شاید دماغ خراب ہے اس کا۔"

سرمد جان بوجھ کر ذرا بلند آواز میں بڑبڑائے تاکہ عروج سن لے۔

اور ایسا ہی ہوا۔ نہ صرف اس نے سنا بلکہ بھڑک بھی اٹھی۔

"آپ نے کبھی اپنے دماغ کی خبر لی۔؟"

دو قدم واپس آکر سرمد کے روبرو کھڑی ہو گئی۔

"آپ ہی کے دماغ کی خرابی نے میرا بھی کیا ہوا ہے۔"

"ہمیں تو اپنا بالکل خراب نہیں لگتا"

سرمد بڑی متانت سے بولے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور تمہیں اگر محسوس ہوتا ہے تو بن جاؤ ہماری ڈاکٹر ٹھیک کر دو۔"

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔؟"

"نہیں ضرورت تو راہِ للہ ہی سہی۔"

سرمد اس کی نوک جھونک سے محظوظ ہو کر مسکرائے جا رہے تھے۔

"ایسوں ہی کے لئے تو راہِ للہ کچھ کروں گی۔"

عروج ناک بھوں چڑھاتے ہوئے واپس جانے لگی تو سرمد نے بڑھ کر راستہ روک لیا۔

"کیوں آخر، ہم ایسوں کو کیا ہے۔؟"

"مجھ سے کیا پوچھتے ہیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے۔"

سرمد راستہ روکے کھڑے تھے۔ عروج نے انہیں دھکا دے کر پرے ہٹایا اور خود بھاگ گئی۔

اتنی دیر ہو گئی تھی۔ اس کے سر پر تو خالہ امی کی گاڑی سوار تھی۔

"توبہ! توبہ!! الٹرا کی ہے یا انگارہ۔!!"

سرمد نے بڑبڑاتے ہوئے واپس آ کر جوتے اور برش تھام لئے۔

"خیر۔ جو کچھ بھی ہے۔ ہے دلچسپ۔! بالکل قبول۔! دل و جان سے قبول!!! ایسوں کلموں کے ساتھ قبول!!!"

مسکراتے ہوئے جوتوں پر پھر برش چلانے لگے۔ ساتھ ساتھ جانے کیا سوچے جا رہے تھے۔ ہونٹوں پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں عجیب سی، انوکھی سی چمک!!!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خالہ امی کی آمد کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ اس نے ان کے اعزاز میں بڑے ارمانوں کے ساتھ اپنا پسندیدہ لباس پہنا۔

لیس کا کرتا اور سفید ساٹن کا چوڑی دار پاجامہ۔ یہ سادہ سا لباس نہ صرف اسے پسند ہی تھا بلکہ وہ اس پر جچتا بھی خوب تھا۔

نازک نازک اور کومل سی یہ لڑکی سفید لباس پہن کر اور اونچے بنگالی جوڑے میں چمپا کی سفید ننھی ننھی کلیاں سجا کر باہر نکلی تو بلبل اور گل دونوں ہی ایک دم اس سے لپٹ گئیں۔

"اوں آپی! آپ نے ہم سے زیادہ اچھے کپڑے پہنے ہیں۔"

حالانکہ وہ دونوں خود پھولے پھولے پیازی فراکوں میں ننھی منی پریاں ہی لگ رہی تھیں۔ عروج ان کی بات سن کر ہنس پڑی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"او پاگل لڑکیو! پہلے اپنی طرف تو دیکھو۔ مجھ سے زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔"

"ایسے ہی۔؟"

دونوں نے پھر للچائی ہوئی نگاہوں سے عروج کے سفید لباس کو دیکھا۔

"سچ مچ۔"

عروج دونوں کو بازوؤں میں لئے واپس کمرے میں آئی۔

"یہ دیکھو۔"

قدِ آدم آئینے کے سامنے کھڑا کرتے ہوئے بولی۔

"کیوں۔؟ کیسی لگ رہی ہو۔؟؟"

دونوں اپنے اپنے عکس کی طرف دیکھنے کی بجائے آئینے میں بھی اس پر نگاہیں جمائے کھڑی تھیں۔

"پاگل ہو تم تو۔!"

عروج دونوں کے سروں پر ایک ایک چپت لگا ہنستے ہوئے کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

"بہت دیر ہو گئی۔ اب تو خالہ امی کی گاڑی شاید آ ہی گئی ہو۔"

"ہم بھی چلیں گی نا آپی۔؟"

گل اور بلبل بھی لپک کر اس کے پیچھے پیچھے باہر نکلیں۔

"ہاں ہاں ہماری خالہ امی ہیں۔ ہم کیوں نہ جائیں گی۔"

"آپی! وہ ہماری خالہ امی ہیں تو انکل سرمد کی کیا لگیں۔"

"دیکھو بلبل! تم ہر بات میں انہیں نہ گھسیٹا کرو۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج نے ناگوار سا منہ بنایا۔

"کیوں آپی ؟"

"اتنے تو وہ اچھے ہیں"

سرمد کی حمایت میں پاس سے گل بڑبڑائی۔

"جتنے وہ اچھے ہیں نا ۔۔۔ میں سب جانتی ہوں۔"

"کیا آپی۔؟ کیا آپ جانتی ہیں ؟"

دونوں یک آواز بولیں۔

"ہمیں بھی بتایئے۔"

"کچھ نہیں ۔۔۔ آؤ دیر ہو رہی ہے۔"

عروج بات ٹالتے ہوئے دونوں کا ایک ایک ہاتھ تھام کر امی کے کمرے میں پہنچی۔

"ارے! امی تو یہاں نہیں ہیں"

وہ کمرے کے وسط میں کھڑی حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

"ہم جب آپ کے پاس آئی تھیں نا آپی ۔۔۔! تو اسی وقت امی تیار ہو کر انکل کے کمرے میں گئی تھیں۔"

"ہائے آپی! آج امی نے بڑی خوب صورت ساڑھی پہنی ہے۔"

"اور صبح انہوں نے بالوں میں رولر لگائے تھے نا ۔۔۔ اس لئے ان کے بال بھی بڑے خوب صورت بنے ہوئے ہیں۔"

"آپی آپ ہمیں بھی رولر لگایا کیجئے نا"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دونوں سنجیدہ باتونی تھیں۔ بے تکان باتیں کئے جا رہی تھیں۔ کئے جا رہی تھیں۔
عروج سوچوں میں کھو سی گئی۔ یوں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔
صرف نو سال کی تھیں وہ۔ آور امی کی نقل میں رولر لگانے کو کہہ رہی تھیں
یوں۔ یوں۔ کل انہوں نے اُن کی آور بھی نقلیں کرنا تھیں۔
"اوہ امی! دیکھیے تو۔ آپ کی اولاد۔ آپ کی بیٹیاں۔ آپ کے نقشِ قدم
پر چلنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ للہ ان کے لئے ایسے نقوشِ پا چھوڑیے جو تباہی کے
گڑھے کی بجائے سلامتی کی منزل کی طرف لے جائیں۔"
"آپی! آپ چُپ کیوں ہو گئیں۔؟ کل ہمیں رولر لگا کر ہمارے امی جیسے بال
بنائیں گی نا۔؟"
"ستو بلبل آور گل! امی کی نقل نہیں کیا کرتے۔ میری طرف دیکھو۔ میں کوئی یہ
سب کچھ کرتی ہوں۔"
عروج انہیں بڑے پیار سے سمجھانے لگی۔
"امی بڑی ہیں۔ شادی شدہ ہیں اور بال بچوں والی ہیں۔ اس لئے امیاں
جو ہوتی ہیں وہ سب کچھ کیا کرتی ہیں۔ بچے نہیں کیا کرتے۔"
"آور آپی! جب میں بھی امی جتنی بڑی ہو جاؤں گی آور میری تین بیٹیاں ہوں
گی تو پھر تو رولر لگایا کروں گی نا۔؟"
"ہاں۔ ضرور۔"
بلبل کی اس معصوم سی بات پر عروج کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔ سرمد آور امی کے ذکر
سے موڈ پر جو تلخی سی طاری ہو گئی تھی وہ بلبل کی اس بات پر خوشگواری میں بدل گئی۔
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عین اسی لمحے گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

"ارے ۔۔۔!" عروج چونکی۔

"بھاگ کر آؤ ۔۔۔ امی ہمارا انتظار کر کر کے چل نہ پڑی ہوں۔"

تینوں نے بھاگ کر راہداری طے کی ۔۔۔ برآمدے میں کھلنے والا دروازہ چوپٹ کھلا تھا۔ سب سے پہلے عروج ہی وہاں پہنچی۔

گاڑی موڑی جا رہی تھی۔ برآمدے کی سیڑھیوں میں عروج رک گئی ۔۔۔ پوری طرح مڑ جاتی تو جا کر بیٹھتیں۔

گو آج تک وہ سرمد کے ساتھ نہ کہیں گئی تھی اور نہ ہی ان کی گاڑی میں لفٹ لینا چاہتی تھی ۔۔۔ مگر آج اس نے صرف خالہ امی کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ لینا گوارا کر لیا تھا۔

مڑتی گاڑی میں اسے امی کی جھلک دکھائی دی۔ سرمد کے ساتھ ہی وہ اگلی نشست پر بیٹھی تھیں۔

بلبل کے کہنے کے مطابق ان کے بالوں کا سٹائل بہت پیارا تھا۔ آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا ہوا تھا ۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اور بھی پُرکشش لگ رہی تھیں۔

اگر کوئی انجان اس وقت انہیں دیکھ لیتا تو کبھی بھی یہ یقین نہ کرتا کہ وہ پینتالیس سال سے بھی کچھ اوپر تھیں۔

گاڑی مڑ گئی ۔۔۔ اسی لمحے برآمدے کی سیڑھیوں پر کھڑی تینوں پر امی کی نگاہ پڑی۔ وہیں سے ہاتھ ہلاتے ہوئے بلند آواز میں بولیں۔

"عروج! باورچی خانے کا ایک چکر لگا لینا ۔۔۔ ہم بس ابھی آپا کو لے کر آتے ہیں۔"

بڑی ہی دلآویز مسکراہٹیں امی کے رُخ پر رقصاں تھیں ۔۔۔ جیسے سرمد کی معیت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایں بے بہا خزانوں کی ملکیت کا احساس دلا رہی تھی۔

"یہ بھی تو سب جا رہی تھیں؟"

سرمد کی دھیمی سی آواز عروج کو سنائی دی۔

"نہیں — کوئی ضرورت نہیں۔"

امی نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"آپا نے وہیں تو نہیں بیٹھ رہنا — گھر ہی آنا ہے نا۔"

اور تب — سرمد نے بہت غور سے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

"ہونہہ — کوئی ضرورت نہیں۔"

عروج بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی۔

"اور جیسے ان کو تو بہت ضرورت ہے۔"

اتنے ارمان سے وہ تیار ہوئی تھی — اتنا شوق تھا اسے خود جا کر خالہ امی کو اسٹیشن سے لانے کا۔

اور یہ سرمد — یہ بھلا کیا لگتے تھے — امی انہیں لے گئی تھیں — آنکھوں میں یہ موٹے موٹے آنسو بھر آئے۔

گل اور بلبل بھی ہکا بکا سی کھڑی رہ گئی تھیں — کبھی دور سڑک پر اڑتی گرد کو حسرت سے دیکھ رہی تھیں اور کبھی عروج آپی کی خوب صورت آنکھوں میں پھیلے موٹے موٹے آنسوؤں کو!

"آپی! امی بھلا ہمیں کیوں نہیں لے کر گئیں — ؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم کباب میں ہڈیاں جو بن جاتیں۔"
آپ ہی آپ تلخی اس کے ہونٹوں تک آگئی۔
"جی آپی ۔ کباب میں ہڈیاں کیا ہوتا ہے؟"
گل بڑی معصومیت سے پوچھنے لگی۔
"اوہ ۔!"
عروج کو جیسے ہوش آگیا۔ بچیوں کے سامنے وہ کیسی غلط سلط سی باتیں کر رہی تھی!
"کچھ نہیں ۔ وہ تو۔ وہ تو میں کسی اور ہی خیال میں تھی۔"
عروج گھبرا گھبرا کر بات بنانے کی کوشش کرنے لگی۔ "کہ خالہ امی کے لیے جو کباب بنائے ہیں ۔ کہیں ان میں کوئی ہڈی نہ ہو۔"
"اردلی تو امی سے کہہ رہا تھا کہ بڑا اچھا قیمہ لایا ہوں ۔ خالص گائے کا ہے۔"
"اور امی نے پھر اسے جھڑک بھی تو دیا تھا کہ انکل کے سامنے گائے کا نہ کہے کیونکہ نواب زادے بکرے کا قیمہ کھاتے ہیں۔"
"آپی! یہ انکل سرمد کو نوابزادہ کیوں کہتے ہیں؟"
"اس لیے کہتے ہیں کہ نواب زادہ جو آدمی ہوتا ہے نا وہ بڑی اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔"
گل نے اپنی دانست میں بڑی اچھی طرح وضاحت کر کے بیوقوف بلبل کو سمجھایا۔
"دیکھ لو انکل کتنے ۔"
"خاک اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔"
عروج دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔ ایک دم ہی گل کی بات کاٹ کر بڑبڑائی۔
ابھی ابھی امی اور سرمد نے ان کے ساتھ جو زیادتی کی تھی وہ فوراً بھول جانے والی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہ تھی۔ دونوں ہی پیچ و تاب کھا رہی تھیں۔

سرمد بھی تو امّی کے اشاروں پر ناچتے تھے۔ اگر امّی نے کہہ دیا تھا کہ ان کے جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ تو وہی رُک جاتے۔ کم از کم بلبل اور گل کو ہی ساتھ لے لیتے۔ ان کے بھی دل میں صفائی نہ تھی!

اور وہی غصّہ عروج کا یوں نکلا۔

"میں بتاؤں نواب زادہ کسے کہتے ہیں؟"

"کسے۔۔۔؟"

بلبل بڑی بے تابی سے پوچھنے لگی۔

"جو بے انتہا لوفر، آوارہ اور لفنگا انسان ہو۔"

اس نے بڑے خلوص سے جلے دل کا پھپھولا پھوڑا۔

"اچھا۔۔۔!"

دونوں اس کے اردگرد کھڑی متعجب منعجب سی نگاہوں سے بہن کو دیکھ رہی تھیں۔

"مگر آپی! انکل تو ایسے نہیں لگتے۔"

"ایسے لوگ ظاہر میں بڑے اچھے دکھائی دیتے ہیں۔"

"اچھا۔۔۔؟"

"اور اب تم بھی ان سے ذرا کم ہی ملا کرنا۔ خطرناک بھی ہوتے ہیں۔"

"خطرناک۔۔۔؟ آپی! خطرناک آدمی کیسا ہوتا ہے؟"

"سرمد جیسا۔۔۔!"

"نہیں۔۔۔ میرا مطلب ہے خطرناک آدمی کیا کرتا ہے۔۔۔؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"لڑکیوں کو اُٹھا کر لے جاتا ہے۔"

"صرف چھوٹی چھوٹی کو۔۔۔ کہ بڑی لڑکیوں کو بھی۔۔۔"

"بڑی کو بھی۔۔۔ اسی لئے میں ان کے سامنے کم جاتی ہوں۔"

"تو پھر آپی! آپ امی کو منع کریں نا۔"

"کس بات سے۔؟"

پیچھے سے اچانک ابو کی آواز آئی تو تینوں ہی چونک پڑیں۔

"وہ ابو۔۔۔!"

گل اور بلبل بھاگ کر باپ سے لپٹ گئیں۔

عروج سہمی سہمی سی ابو کی طرف دیکھنے لگی۔ کچھ بھی تھا۔ مہ لقا اس کی ماں تھیں۔۔۔ اور لاکھ ابو اور ان کے اختلافات سہی۔ مگر عروج کو کبھی اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ ابو کے سامنے امی کے خلاف کچھ کہتی۔

خود ابو نے بھی اسے کبھی جرأت نہیں دلائی تھی۔ وہ خود بھی بیوی کا بہت احترام کرتے تھے اور اولاد سے بھی کراتے تھے۔

"آپی کہتی تھیں کہ یہ جو انکل۔۔۔"

"گل، بلبل!!" عروج کے ہوش اُڑ گئے۔

"جی آپی۔۔۔!"

عروج نے درمیان میں ٹوک دیا تھا۔ کیوں۔؟

"یہ بات کیا ابو کو بتانے والی نہیں۔؟"

بلبل ابو کے کندھے کے ساتھ جھولتے ہوئے بڑی ہی معصومیت سے پوچھنے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ ۔!"

عروج سٹپٹا کر، بوکھلا کر اور پریشان ہو کر وہاں سے بھاگ گئی۔ اب جانے وہ کیا کیا کہنے والی تھیں ۔ بہتر تھا جو بھی بات ہوتی اس کی غیر موجودگی میں ہو جاتی ۔ ابو کے سامنے ہی شرمندگی تو نہ اٹھانا پڑتی ۔!

دونوں عجیب ہی لڑکیاں تھیں اور ان سے بھی عجیب وہ خود ۔! بھلا بچوں سے ایسی باتیں کرنے والی تھیں جو وہ کرتی رہی تھی ۔ سچ مچ وہ تو پاگل ہی ہو چکی تھی ۔

یہی کچھ سوچتے ہوئے باورچی خانے میں چلی گئی ۔

دن ڈھل گیا تھا ۔ شام کا بجھا بجھا سا اندھیرا چپکے سے پھیل رہا تھا ۔ دن کے ساتھ ساتھ جیسے اس کا دل بھی ڈھل گیا تھا ۔ بڑی اداسی کا سا احساس ہو رہا تھا ۔

امی کے اس سلوک کی وجہ سے خالہ امی کے آنے کی وہ خوشی، وہ مسرت بالکل کافور ہو گئی تھی ۔ سرمد کا وجود ہی ایسا منحوس تھا ۔ جس دن سے اس گھر میں ان کا قدم پڑا تھا ۔ ایک لمحہ بھی سکون کا نصیب نہیں ہوا تھا ۔

پھر یکایک عروج کو خیال آیا ۔ جب امی کا کیپٹن اظہر سے بہت میل ملاپ تھا ۔ تب بھی اس کی ایسی ہی سختی آئی رہا کرتی تھی ۔ پھر ڈاکٹر سلیم اور جاوید کی باری بھی ایسا ہی ہوا تھا اور اب ۔ اب سرمد تھے ۔ سرمد اور امی ۔ وہ دونوں بھی ۔ اوہ ۔! دونوں ہی کے لئے سینے کے اندر سے نفرت کی ایک لہر اٹھی ۔

بھی امی ان کے ساتھ اگلی سیٹ پر یوں سج دھج نکال کر بیٹھی ہوئی تھیں ۔ جیسے دونوں زن و شوہر تھے ۔ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں ۔

پھر ۔ حالانکہ سبھی کے جانے کا پروگرام تھا ۔ مگر دونوں ہی چل دیئے تھے ۔ بلبل اور گل کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی لے کر نہیں گئے تھے۔ اور ابّو۔!

وہ بھی گھر میں ہی موجود تھے۔ انہیں بھی ساتھ جانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ ان کو اگر کسی اور کی پرواہ نہیں تھی تو سرمد نے کونسا کسی دوسرے کا خیال کیا تھا۔ گاڑی تو انہیں کی تھی مگر۔ مگر۔ واقعی وہ بھی کیسے کسی اور کو کہتے۔ وہ بھی تو یہی چاہتے تھے۔

اچانک ہی زندگی میں شاید پہلی بار۔ اسے ابّو پر سخت غصہ آگیا۔ آخر امی کو اتنی چھوٹ کیوں دیئے ہوئے تھے۔؟ کچھ روک ٹوک رکھتے۔ وہ ان کے شوہر تھے۔

اگر وہ نہ چاہتے تو مجال تھی کہ امی کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے دوستی لگاتی پھرتیں پھر یوں گھر بار، شوہر اور اولاد سے بے پروا ہو کر دن تو دن راتیں بھی ان کے ساتھ گزارتیں جانے ابّو کو کیا ہو گیا تھا۔؟ ان کی غیرت اور ان کی حمیت کیوں سو گئی تھی؟

باورچی خانے میں سب چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے وہ سوچے جا رہی تھی۔

ہر چیز امی نے بڑی مزیدار پکائی تھی۔ عرفی چٹخارے لے لے کر چکھتے جا رہی تھی اور غائبانہ طور پر ہی امی کو تعریف و توصیف کے خوب صورت پھولوں سے نوازے جا رہی تھی۔ کہ اچانک ذہنی رو پھر بہکی۔

جانے کیوں اُسے بڑی شدت سے یہ احساس ہوا کہ یہ سب کچھ جو اتنی محنت سے تیار کیا تھا۔ خالہ امی کے لئے نہیں تھا۔ یہ دراصل سرمد کے لئے تھا۔ صرف اور صرف سرمد کے لئے۔!

اس سوچ کے ساتھ ہی یکدم اسے یوں لگا جیسے کوئی مکروہ یا حرام چیز اس نے زبان رکھ لی تھی۔ منہ میں جو کچھ تھا جلدی سے پرے ہٹ کر بیسن میں تھوک دیا۔ پھر بھی نہ ہوئی تو کئی کلیاں کر ڈالیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

قدموں کی چاپ پر وہ چونکی۔ سردی تھی شاید۔۔! عروج چپ چاپ باورچی خانے سے باہر نکل گئی۔۔۔ یہ ذہن کی پراگندگی۔۔! اس نے تو اسے پریشان کر ڈالا تھا۔

کیا کرے؟ کہاں جائے۔۔؟ کس سے کہے۔۔؟

نہ کسی سے اپنی اس دیوانگی کا علاج کرا سکتی تھی۔۔ نہ کسی کو بتا کر اپنے سینے کا بوجھ ہلکا کر سکتی تھی۔

کسی اور کی بھی نہیں ماں کی بات تھی۔۔ اپنی ماں کی۔۔ حقیقی ماں کی۔۔ سوچ میں ڈوبتی تو عزت و حیا سے ڈوب مرنے کو جی چاہنے لگتا۔

یونہی الجھی الجھی سی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جب بھی اس پر امی اور ان کے دوستوں کا وہ شدت سے پڑتا تو پھر اور کچھ نہ بن پڑتا۔

بس! نفسیات کی کوئی نہ کوئی کتاب کھول کر بیٹھ جاتی۔ شاید انہیں میں سے امی کے لئے کوئی نقطہ مل جائے اور وہ کسی کو بتائے بغیر خود بخود ہی چپکے سے ان کا نفسیاتی علاج کر ڈالے۔

"ہائے! پھر تو ہمارا گھر ایک چھوٹی سی جنت ہی بن جائے گا۔"

وہ بڑی حسرت سے سوچتی۔

"آپی! آپی جی۔۔!!"

"آپ یہاں بیٹھی ہیں اور ادھر خالہ امی آ بھی گئیں۔"

چونک کر عروج نے کتاب بند۔۔ جانے کتنی دیر پڑھتی رہی تھی۔۔ گھنٹہ یا دو گھنٹے کی پندرہ بیس صفحات۔۔! مگر حاصل وصول کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

کتاب کو پلنگ پر پھینک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپی اخالہ امی نے ہمیں بہت پیار کیا ہے۔"

"امی سے بھی زیادہ ۔"

گل آور بلبل دونوں اپنے فطری باتونی پن کی وجہ سے پھر باری باری بولنا شروع ہو گئیں۔

"آور ہمارے لئے بہت ساری چیزیں لائی ہیں۔"

"میں تو کہتی ہوں کہ بہت اچھا ہوتا کہ اگر خالہ امی ہماری امی ہوتیں۔"

"آور امی خالہ امی ۔؟"

"ہاں ۔"

قدرے توقف بعد گل کچھ سوچ کر بلدی سے بولی۔

"یا پھر بے تک امی ہماری کچھ بھی نہ ہوتیں ۔"

"اوہ ۔!" عروج سوچے بنا رہ نہ سکی۔

"امی! دیکھئے اپنی بے پرواہیوں کا نتیجہ ۔ اولاد کی دنا اور محبت سے آپ محروم ہوتی جا رہی ہیں ۔ ورنہ اس عمر کے بچے کے لئے تو ماں ہی سب کچھ ہوتی ہے ۔ اور آپ کی اولاد دل میں یہ حسرت رکھتی ہے کہ آپ کی بجائے کوئی اور ان کی ماں ہوتی"

عروج نے بیحد دکھی ہوتے ہوئے گل آور بلبل کو اس قسم کی باتوں سے ٹوک دینا ہی مناسب سمجھا۔

"سنو گل اور بلبل! اگر امی تمہاری امی نہ ہوتیں تو پھر میں بھی تمہاری آپی نہ ہوتی۔"

"کیوں ۔؟"

اس لئے کہ میں اپنی امی کی بیٹی ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں ۔۔۔" گل ہاں کو بہت لمبا کرتے ہوئے سوچ میں کھو گئی۔

"نہیں بھئی! پھر ہماری یہی امی ٹھیک ہے۔"

گل ابھی سوچ رہی تھی ۔۔۔ بلبل نے جھٹ سے فیصلہ بھی کر دیا۔

"کیوں ۔۔۔؟ خالہ امی اچھی نہیں ۔۔۔؟"

عروج زیر لب مسکرائی۔

"وہ بہت اچھی ہیں ۔۔۔ بے حد ۔۔۔ مگر آپ ۔۔۔ آپ جو امی کی بیٹی ہیں۔"

بلبل عروج سے لپٹ گئی ۔۔۔ اور عروج کے چہرے پر بڑے خوب صورت اور بڑے انوکھے سے رنگ بکھر اٹھے۔

کتنا چاہتی تھیں دونوں اسے ۔۔۔! امی سے بھی زیادہ ۔۔۔ ساری دنیا سے زیادہ ۔۔۔!!

خود وہ بھی تو ان دونوں کی محبت اور پیار کے سہارے ہی گھر کے اس ناپسندیدہ ماحول اور والدین کے بیگانگی بھرے سلوک کو برداشت کئے ہوئے تھی ۔۔۔ صرف ایک ان دو معصوموں کے بے پناہ پیار کی خاطر!

کچھ عجب سی لذت اور عجیب سا انوکھا پن تھا ان کے پیار میں ۔۔۔ کہ بعض وقت وہ ایسا ہوتی ۔۔۔ ایسا ڈوبتی ۔۔۔ کہ پھر اور سب کچھ ہی بھول جاتی ۔۔۔ جانے کیسا جذبہ تھا!!

انہیں دونوں کی سوچوں میں کھوئے، انہیں دونوں کی پیار بھری معصوم معصوم سی باں میں مدہوش اس نے ڈرائینگ روم میں قدم رکھا۔

"ائے ۔۔۔!" خالہ امی کی تعجب بھری آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"ماہی! یہ تو نے عروج کو کیا کر دیا ۔۔۔؟ یہ تو پہچانی نہیں جا رہی۔"

خالہ امی ہمیشہ کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے مہ لقا سے مخاطب ہوئیں ۔۔۔ اور ساتھ عروج کو گلے سے لگا لیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تمہیں لینے اسٹیشن پر کیوں نہیں آئی تھیں ۔۔؟"

خالہ امی نے شکوہ کیا۔

"میری آنکھیں تجھے ہی ڈھونڈتی رہ گئیں۔"

عروج کا جی تو چاہا کہ صاف کہہ دے ۔۔ یہ نواب زادہ سرمد صاحب کی عنایت تھی کہ کیسے گاڑی بھگا لے گئے تھے۔!

کچھ کہنے کے لئے شکایت بھری نگاہیں سرمد کی طرف اٹھائیں۔ وہ جلدی سے رُخ موڑ کر سیٹی بجاتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگے۔

ان کے بے نیازانہ انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ایسے چڑا رہے تھے ۔۔ عروج کی آنکھیں بھیگ اٹھیں۔ اپنے اوپر ہونے والے مظالم کے خلاف وہ زبان بھی تو نہیں کھول سکتی تھی۔ امی نے جھٹ سرمد کی طرف داری میں اسے ہی بُری بھلی سنانا شروع کر دیا تھا۔ بے بس سی ہو کر جلدی سے خالہ امی کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔ جیسے کوئی دُنیا سے تنگ آ کر کسی محفوظ جگہ میں پناہ لے لے۔

اور ۔۔ اور اس پناہ گاہ میں ۔۔ خالہ امی کے اس مشفق وجود کے لمس میں جانے کیا تھا۔؟ وہ مدہوش سی ہو گئی۔

عرصہ دراز سے اس کی تنہی سی ٹھٹھکی ہوئی روح اسی محبت اسی پیار کے جذبے کی متلاشی تھی جسے مامتا کہتے ہیں۔!

خالہ امی کے وجود سے وہی خوشبو اُٹھ رہی تھی۔ ان کے سینے میں وہی گرمی تھی اور ان کی آنکھوں میں ویسا ہی پیار کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"ارے! تُو تو رو رہی ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کتنی ہی دیر وہ خالہ امی کے سینے میں چہرہ چھپائے پڑی رہی تو انہیں احساس ہوا۔
"کیوں ماہی۔ اتو میری بیٹی کا خیال نہیں رکھتی ہوگی نا۔؟"
خالہ امی اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اپنی جانب اٹھاتے ہوئے بولیں۔
"اسی سے پوچھیں۔"
امی ہمیشہ والی بے پرواہی سے کہنے لگیں۔
"ورنہ میں تو ہر ماں جیسی ہی ماں ہوں۔"
اور ابھی خالہ امی نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ دھپ دھپ کرتے بھاری بھاری قدموں کی صدا راہداری میں گونج گئی۔
"السلام علیکم۔!"
خالہ امی کے دونوں بیٹے بدر اور مراد ہنستے مسکراتے کمرے میں داخل ہوئے۔
"ارے! یہ کون محترمہ ہیں۔؟"
بدر نے قریب آکر اپنے بڑے سے ہاتھ سے عروج کا سر اپنی سمت گھمایا۔
"یہ کیں امی! کون ہیں یہ۔؟"
وہ اس کی بھیگی بھیگی پلکوں اور مسکراتے چہرے کو تکے جا رہے تھے۔
"بھیا! مجھے تو یہ کچھ کچھ عروج جیسی چیز لگ رہی ہے۔"
مراد بھی پاس آگیا اور جھک کر اس کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔
"مگر ہے اس سے بڑی بڑی۔ ہم تو ایک ننھی منی سی اور پیاری سی چیز چھوڑ کر گئے تھے۔"
"کیوں۔؟ کیا اب بھلا آپی خراب ہوگئی ہیں؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں ۔۔۔"

مراد کی آنکھیں شرارت سے چمکیں۔

"ایسے ہی"

بُلبُل کو اس کی بات پر بڑا غصہ آیا۔ جس طرح کہانی کے جن کی طوطے میں جان ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کی اپنی آپی میں جان تھی ۔۔۔ خفگی سے منہ پھیر کر سر ملکے پاس جا بیٹھی ۔۔۔ اس کی تقلید میں گل بھی مُراد کی طرف کھنچی نظروں سے دیکھتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔

"لیکن امی ۔۔۔!"

عروج کی آنکھوں کی بارش اور چہرے پر پھیلی مسکراہٹوں کی دھوپ کو دیکھتے ہوئے بدر بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"یہ گیدڑ گیدڑی کی شادی کیوں کر رہی ہے۔ اس مبارک فریضے کو سرانجام دینے کے لئے کوئی انسان نہیں ملا تھا ۔۔۔؟"

"دیکھو تو ۔۔۔ بھائی جان ابھی تک کنوارے ہی پھر رہے ہیں ۔۔۔ ان کی ہی رچالی ہوتی"

مراد کی اس بات پر بدر جھینپ گیا اور باقی سب کا قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔

"ارے ہاں آپا! یاد آیا زیبی کے متعلق تو آپ نے کچھ بتایا ہی نہیں ۔۔۔؟"

خالہ کی بات سُنی تو بدر کے چہرے پر یکدم سرخی سی دوڑ گئی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل اٹھی ۔۔۔ جلدی سے چہرہ اوپر اٹھا، چھت کو گھورنے لگا۔

"باہی خالہ! امی سے کیا پوچھ رہی ہیں ۔۔۔ انہیں سے پوچھئے ۔۔۔ یہ سب امی کی مرضی سے تھوڑا ہوا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو کیا بدر نے خود زیبی کا انتخاب کیا ہے۔؟"

"مراد تو ایسے ہی بھائی کو چھیڑنے کے لئے باتیں بناتا رہتا ہے۔"

خالہ امی بڑے مشفق انداز میں بڑے بیٹے کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"زیبی ہے ہی ایسی پیاری ۔۔۔ سمجھو ہم سب ہی کا انتخاب ہے۔"

"سچی ماہی خالہ! آپ کہیں زیبی آپا سے مل لیں تو بس ہر وقت آپ کی زبان پہ انہیں کا نام رہے۔۔۔"

"تو اتنی پیاری ہے وہ۔؟"

منہ تقابد کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔

"بے حد۔!"

"ہماری آپی سے بھی زیادہ۔؟"

بُلبُل اپنی جگہ پر بیٹھی بیٹھی چمکی۔

"ارے منّی سی پگلی! بہنوں سے مقابلہ نہیں کیا کرتے نا۔"

مراد نے بُلبُل کی پشت پر ایک دھپ لگائی اور پھر اسی طرح کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

"میں نے تو نہیں پوچھا تھا وہ تو اکثر۔۔۔"

اور پھر جیسے بُلبُل کے منہ پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا تھا۔ فقرہ ادھورا ہی رہ گیا۔ عروج سر جھکائے بیٹھی ناخنوں کو کریدتی رہی تھی۔ گھبرا کر سر اٹھایا۔

سرمد کی نگاہیں عروج پر ٹکی تھیں اور جھک کر بُلبُل کے کان میں کچھ کہہ رہے تھے نجانے کیا کہہ رہے تھے۔؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج سٹپٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی ۔۔۔ کہیں بھری محفل میں کوئی ایسی ویسی بات نہ
جائے جو تذلیل کا باعث بنے۔ سرمد کو تو ذرا عقل نہیں تھی ۔۔!
نجانے خدا نے کس مقصد کی خاطر ایک نواب کے گھر میں جنم دے دیا تھا۔
شاید آوارگی کے لیے ۔۔! خود ہی اس کے ذہن نے اپنے سوال کا جواب دے دیا
مطمئن ہوتے ہوئے قدم دروازے کی جانب اُٹھائے ۔ خالہ امی کے لئے چائے بھی تو
ہی بنانا تھی ۔۔!

"مراد بھائی! انکل پوچھ رہے ہیں کہ زیبی شعلہ ہیں یا شبنم ۔۔؟"
آور بُلبُل کی اس بات نے عروج کو شعلہ بنا ڈالا ۔ جاتے جاتے واپس مڑی ۔ حالا
ظاہر تھا ۔ یہ الفاظ بُلبُل کے نہ تھے ۔ سرمد ہی اسے سکھا رہے تھے ۔
"ان کی اپنی زبان نہیں ہے ۔۔؟ بُلبُل! تم کیوں ان کی خراب خراب باتوں کو
ایسی آتش پا ہو رہی تھی کہ فقرہ بھی پورا نہ کر سکی ۔ جھپٹ کر بُلبُل کا بازو تھاما اور اسے
جھٹکا دے کر اپنی طرف کھینچ لیا۔
"ارے! اس بات میں خرابی کیا ہے ۔۔؟ سرمد صاحب نے زیبی کا مزاج جاننے
کے لئے کتنے خوب صورت الفاظ استعمال کئے ہیں۔"
"ہونہہ! خوب صورت الفاظ ۔۔!!"
عروج جانتی تھی کہ یہ صرف اسی پر چوٹ کی گئی تھی ۔۔۔ ورنہ سرمد کا زیبی سے کیا تعلق
جو اس کے متعلق کچھ جاننا ضروری تھا۔
"کہیں آپ دونوں میں کوئی لڑائی جھگڑا تو نہیں ۔۔؟"
مراد بڑے غور سے عروج کے شعلہ بجوا لبنے چہرے کو تک رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"لڑائی جھگڑا کیا ہوگا۔ ہے خیر سے تمیز سیکھ رہی ہے۔ بڑی جو ہوگئی ہے۔"
پاس سے امّی نے بڑے عجیب سے چبھتے ہوئے الفاظ میں کہے۔
جہاں سرمد اور اس کے درمیان کوئی ذرا سی بات ہو جاتی مہ لقا ہمیشہ سرمد ہی کی حمایت کرتیں۔ اور عروج کا غصہ اور بھی شدید ہو گیا۔
ان سب کے سامنے بھلا اسے بدتمیز کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہے مائیں تو عیب دار بیٹوں پر بھی پردہ ڈال لیتی ہیں اور اس نے تو کوئی ایسا گناہ بھی نہیں کیا تھا جو امی کا عتاب ہر وقت اس پر نازل ہوتا رہتا۔
جانے کیسی ماں تھیں۔ ہے بھری محفل میں اسے بدنام کر رہی تھیں۔
"اور جیسے انہیں تو بڑی تمیز ہے۔"
اس وقت تو وہ بھی اپنی زبان پر قابو نہ رکھ سکی۔ سب کے سامنے ہی بول پڑی۔
"میرے مقابلے میں آپ ہمیشہ دوسروں کی طرفداری کرتی ہیں۔"
دل کی بات کہہ دینے کے بعد یکدم ہی عروج کی آنکھوں میں بڑے بڑے آنسو آ گئے۔
"دیکھئے ماہی خالہ! آپ ہماری بہن کو کچھ نہ کہا کیجئے۔"
بدر اپنی جگہ سے اٹھ کر عروج کے پاس جا کھڑا ہوا۔
"ہاں بھئی! بدتمیز ہے گستاخ ہے۔ جیسی بھی ہے۔ یہ میری بیٹی ہے۔"
خالہ امی اپنے اسی محبت اور شفقت بھرے لہجے میں بولیں۔
"میں نے تمہیں کہہ دیا ہے۔ اسے کچھ نہ کہا کرو۔"
"تو آپا! آخر اسے اگلے گھر بھی جانا ہے میں نہ تمیز سکھاؤں گی تو اور کون سکھائے گا؟"
امی کچھ الجھ سی گئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کوئی گھر میں آجائے۔ یہ کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی۔ ہر ایک سے خُدا واسطے کا بیر رکھتی ہے۔ حالانکہ کوئی اسے کچھ کہتا بھی نہیں ـــــ معلوم نہیں اسے کیا ہوگیا ہے۔؟"

وہ ہمیشہ کی طرح پھر اس کی غیر سوشل طبیعت کا رونا لے بیٹھیں۔

"گھر میں کوئی دعوت ہو۔ مہمان آئے ہوں۔ اسے بلا رہے ہوں۔ مگر یہ اپنے میں ہی گھسی رہے گی۔ کسی کا کہا نہیں مانے گی۔ ساتھ ہی اب چھوٹی دونوں کو بھی جیسی تیز سکھا رہی ہے۔"

"اور آپ کی سکھنے دوں۔؟"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اور کچا چبا جانے والے انداز میں سرمد کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خالہ امی کے آجانے سے مہ لقا کی محفلوں اور پروگراموں میں کافی کمی آگئی تھی۔ مگر
کی آمد و رفت اسی طرح تھی۔
جانے انہوں نے سب پر کیا جادو کر دیا تھا کہ بدر، مراد اور خالہ امی سبھی ہر وقت
ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے۔
عروج کا پارہ اکثر چڑھا رہنے لگا تھا۔ گو وہ بہت برداشت کرتی۔ مگر پھر بھی
کبھی نہ کبھی اظہار ہو ہی جاتا
چنانچہ خالہ نے بھی اس کے مزاج کے چڑچڑے پن کے متعلق امی سے کئی بار تشویش
اظہار کیا۔ عروج اپنے متعلق سب کچھ سنتی۔ لیکن جواب میں کچھ نہ کہہ سکتی۔
اب کیسے خالہ امی کو بتاتی کہ وہ کیوں ایسی بدمزاج ہو گئی ہوئی تھی۔ ؟؟
امی تو سب کے سامنے بھری محفل میں اس کے عیوب و نقائص گنانا شروع کر دیتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیں مگر وہ خالہ امی کو کیسے گھر کے حالات سے باخبر کرتی۔ اس کی تو غیرت ہی گوارا نہ کر رہی تھی۔

ابو کی خاموش اور ویران زندگی اس کے سامنے تھی — گل و بلبل کس طرح کے ہوتے ہوئے ماں کے بغیر پروان چڑھی تھیں۔ یہ بھی وہی اچھی طرح جانتی تھی گھر گرہستی کی طرف سے امی کی لاپرواہی اور بے توجہی —!!

یہ سب کچھ تو اسے ہی معلوم تھا — سب کچھ — وہ خالہ امی کو بتانا چاہتی تھی مگر چاہنے کے باوجود بتا نہیں سکتی تھی کہ مہ لقا اس کی حقیقی ماں تھیں — انہوں نے جنم دیا تھا۔

اور ان سے بے شمار اختلافات کے باوجود اسے خود کو جنم دینے والی ماں سے تھا — وہ اس کی رسوائی اور بدنامی کے لئے کبھی بھی زبان نہ کھول سکتی تھی۔

کئی بار جب خالہ امی سرمد کی تعریفیں کرتیں کہ نوابزادہ ہونے کے باوجود ذرا دماغ میں خرابی نہ تھی۔ ذرا ان میں تکبر و غرور نہ تھا — بہت پرکشش شخصیت اور بڑے اچھے مزاج کے مالک تھے۔

اپنی گاڑی نوابوں نے خالہ امی وغیرہ کے لئے وقف کر چھوڑی تھی — کہ یہاں سیر سپاٹا — کبھی وہاں تفریح — کبھی کوئی پکنک اور کبھی کوئی فلم — اگر وہ ان کے پول نہ کھول سکتی تھی۔

سرمد ایسے کیوں تھے —؟ نوابزادہ ہونے کے باوجود ان کا مزاج ایسا نرم و دھیما تھا —؟ کیوں تھا —؟ وہ کچھ بھی کسی کو نہ بتا سکتی تھی —؟ ایک حرف نہیں — ایک لفظ نہیں —!!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بلکہ — بلکہ — تمام تر مخالفتوں اور ناپسندیدگیوں کے باوجود خالہ امی کی خاطر
جگہ ان کے ساتھ جانا پڑتا — پکنکیں بھی منائیں — سیر و تفریح بھی کی — فلمیں
یں — غرض بہت کچھ کیا۔
ہ چاہنے کے باوجود کیا — اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر — کھول کھول کر —
تلملا کر — ہائے بے بسی — ! ہائے مجبوری !!

اس دن صبح سے ہی گھر میں بڑی چہل پہل تھی — سرمد نے سب کو اپنے محل —
و کر رکھا تھا — کوئی جشن وغیرہ تھا۔
سرمد کا محل دیکھنے کا سب ہی کو بہت شوق تھا — یہ وہ محل تھا جو سرمد کے دادا پردادا
لکتوں میں تعمیر ہوا تھا — اور سو ڈیڑھ سو سال گزر جانے کے باوجود بھی اس کی
صورتی اسی طرح قائم تھی۔
گو سرمد کی زبان نے اس محل کے متعلق کبھی کچھ نہیں کہا تھا۔ اس کی بے انتہا
یں اس نے امی ہی کی زبانی سنی تھیں — جو ان کے گوش گزار بھی ان کی عزیز ترین
صرف صابر نے کی تھیں۔
اور اب امی جب کبھی سرمد کا تعارف کسی سے کراتیں تو ساتھ بڑے فخر و غرور سے
محل کا ذکر یوں کرتیں جیسے خود اپنی کسی چیز کے متعلق یا اپنے کسی ہنر یا اپنی کسی ملکیت
ئی انسان ذکر کرے — !

امی نے اتنی بار اس محل کا تذکرہ کیا تھا — اتنی تعریفیں کرتی رہتیں — کہ عروج کو
محل کے نام سے ہی نفرت ہو گئی تھی۔
اور یہی وجہ تھی کہ سب کے بیحد اصرار کے باوجود اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ اس جشن

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں وہ قطعی شریک نہ ہوگی ــــ

خالہ امّی کی کوئی لڑکی نہیں تھی ــــ وہ عروج کو حقیقی بیٹی ہی کی طرح چاہتی تھیں یہی وجہ تھی کہ ان کی مرضی کے خلاف عروج کبھی کچھ نہیں کرتی تھی۔

ان کی ہر بات، ہر حکم اور ہر خواہش کا دل سے اور خلوصِ نیت سے احترام کرتی کہ جس محبت کا امّی کی طرف سے فقدان رہا تھا ــــ وہ محبت، وہ مامتا، خالہ امّی سے مل رہی تھی۔

مگر ــــ ان سب جذبوں اور ان کے احترام کے باوجود سرمد کے جشن پر جانے کا اس کا دل نہ مانا۔

مرتضیٰ کی خوشی قابلِ دید تھی۔ دو دن پہلے سے ہی وہ تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں صرف اپنی تیاریوں میں۔

جیسے وہاں کوئی سوئمبر رچنے والا تھا ــــ اور اس میں وہ منتخب ہونا چاہتی تھیں کچھ ایسی ہی وہ تیاریاں کر رہی تھیں۔

نیا لباس ڈبل سلائی پر سلایا گیا تھا ــــ نئے لباس کے ہم رنگ نگینوں کے بندے نیکلس اور چوڑیاں وغیرہ خریدی گئی تھیں ــــ اسی رنگ کا نیا میک اپ کا سامان آیا تھا اور عین جشن والے دن بیوٹی کلینک کی ایک کارکن نے گھر آکر ان کے بال بنانا تھے اور میک اپ وغیرہ کرنا تھا۔

اور ان کی یہ سب تیاریاں دیکھ دیکھ کر عروج کو اور زیادہ چڑ ہوئی جا رہی تھی ــــ اور زیادہ ضد چڑھی جا رہی تھی۔

خالہ امّی، بدر اور مراد ــــ سبھی نے علیحدہ علیحدہ اسے منایا، مگر وہ کسی بھی طرح وہاں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پر راضی نہ ہوئی۔

محبت، پیار کے ہر جذبے پر جیسے امی کی ایسی تیاریوں نے غصہ اور طیش کی اوس ڈال دی تھی۔ خالہ امی کے احترام کے لئے اس نے بڑی مشکل سے اپنے مزاج پر جو صبر اور برداشت کا خول چڑھایا تھا۔۔۔ وہ سب کا سب اُتر گیا۔

عروج اپنی اصلیت پر آ گئی۔۔۔ اور اب ایک بار پھر۔۔۔ وہ وہی منہ پھٹ، بدمزاج، اور گستاخ عروج بن گئی

یوں ہر ایک کو صاف صاف اور کھرا جواب دے دیا جیسے کوئی اس کا کچھ لگتا ہی نہیں تھا۔ جیسے وہ سب اجنبی تھے۔۔۔ اور پوری زندگی میں اس نے انہیں کبھی دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔

"دیکھ لی نا آپا! اس کی ہٹ دھرمی۔۔۔ آپ ہمیشہ مجھے ہی جھٹلاتی تھیں۔"

خالہ امی، بدر اور مراد۔۔۔ سب کیسے اس کی منتیں کر رہے تھے۔ اور وہ اکڑی جا رہی تھی۔۔۔ منہ تھا کہ آخر طیش آ گیا۔

"یوں یہ بڑوں کی عزت کرتی ہے۔"

"مگر ماہی! میں حیران ہوں کہ جب ہم گئے ہیں تو اس وقت ایسی تو نہ تھی۔۔۔ اس کی حکم ماننے والی اور تابعدار اور تمیز دار بچی ہمارے پورے خاندان میں کوئی اور نہ تھی۔"

"اپنی آنکھوں سے ہی اب اس کی تمیز داری اور تابعداری دیکھ لیں۔"

"میرا تو خیال ہے اس کی ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہو گی۔"

خالہ امی کسی سوچ میں کھوئی کھوئی سی بولیں۔

"کوئی نفسیاتی پہلو ہی۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ تو بس ہر معاملے میں نفسیاتی توجیہہ نکالنے لگ جاتی ہیں۔"

مہ لقا بڑبڑاتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ بیوٹی کلینک کی کار کن کے آنے کا وقت ہو تھا ــــ بڑی تیکھی نگاہوں سے عروج کو دیکھتے ہوئے اپنی خواب گاہ سے ملحق سنگھار کمرے میں جا گھسیں۔

جشن کے لئے باقی سب مہمانوں کو چھ بجے مدعو کیا گیا تھا مگر خاص خاص کے لئے چار بجے کا وقت تھا۔ اور ان کے لئے تو سرمد نے تین بجے ہی گاڑی لے آنا تھی۔

مہ لقا اپنے گھرانے کے لئے سرمد کی یہ چاہت اور خصوصیت دیکھ دیکھ کر اور بھی اُڑنچھو ہواؤں میں پرواز کرنے لگی تھیں۔ یوں۔ جیسے اصل میں سرمد کی یہ توجہ صرف اور صرف ان کی خاطر تھی۔ اس لئے اپنے بناؤ سنگھار کے لئے اور بھی زیادہ وقت درکار تھا ــــ انہیں اٹھتے دیکھا تو سبھی اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ عروج پیشانی پر ناگوار شکن لئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

گل اور بلبل دوپہر کی نیند نکالنے میں مصروف تھیں۔ ساتھ والے اپنے پلنگ پر وہ دراز ہو گئی ــ دونوں ہاتھ بندھے ہوئے سر کے نیچے تھے۔ آنکھیں چھت میں کچھ تلاش کر رہی تھیں اور دماغ امی اور سرمد کے متعلق سوچے جا رہا تھا۔

امی کا یوں سرمد کے لئے بچھنا، سنورنا اور سرمد کی ان کے لئے ہاتھ باندھی غلامی۔ آخر اس کا مقصد اور کیا تھا۔ ؟ ان سب کے اور کیا معنی تھے۔ ؟

کچھ عروج کا ہی تو دماغ خراب نہ تھا جو وہ اتنی چڑچڑی اور بدمزاج ہو رہی تھی ــــ اس میں ان کا بھی تو کچھ حصہ تھا۔

ایک بار پھر وہ اپنا محاسبہ کرنے لگی۔ کہ کہیں وہ کسی پر غلط الزام تو نہیں دھر رہی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اگلے ہی لمحے بہت سارے واقعات بہت ساری دلیلوں کے ساتھ اس کی نگاہوں میں گھومنے لگے۔

عروج تب بھی کوئی شک نہ کرتی اگر اس نے منہ نقاب کی پہلے والی حرکات اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی ہوتیں — ہو بہو اسی انداز سے وہ کیپٹن اظہر، پھر جاوید اور پھر ڈاکٹر سلیم سے ملا کرتی تھیں۔

اسی طرح وہ سب بھی امی کو تحفوں تحائف سے نوازتے رہتے تھے۔ یونہی انہیں سیر و تفریح کے لئے لے جاتے تھے اور گل و بلبل اسی طرح انہیں بھی انکل کہا کرتی تھیں۔

پھر — پھر اس کی اپنی آنکھوں نے کیا کیا کچھ دیکھا۔ پہلے پہلے جب وہ ابھی سن شعور کو نہیں پہنچی تھی تو اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ، ہولے ہولے، سب کچھ واضح ہوتا چلا گیا۔

اور اب وہ بچی نہیں رہی تھی — اب وہ جو کچھ دیکھتی تھی — سمجھتی تھی — گھر اس کا اپنا تھا اور اس گھر میں اگر کوئی غلط بات ہوتی تو والدین کی سب سے بڑی اولاد ہونے کے ناطے اس پر احتجاج کر سکتی تھی — کسی نہ کسی طرح اس کے خلاف ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کا حق رکھتی تھی۔

پھر — پھر اگر وہ یہ حق استعمال کرتی تھی تو سب اسے ہی چڑچڑی اور گستاخ کیوں کہتے — ؟ آخر کوئی سمجھ کیوں نہیں پاتا تھا — ؟

اوہ خدا — اوہ کس طرح کسی کو سمجھائے — ؟ اس کے اندر جو آتش فشاں کھول رہے اس کے متعلق کس طرح کسی کو بتائے — ؟

اے کاش! کوئی اس کی اس تکلیف کا ازالہ کر دے — اس کی ذہنی پریشانی کا مداوا کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دے ۔اس کے دل کے اس روگ کا علاج کر دے ۔!! اس کے من کے اس کینسر کا آپریشن کر ڈالے ۔!!!

کہاں سے وہ مسیحا ڈھونڈے ۔؟ کہاں سے ایسا ڈاکٹر لائے ۔؟؟

عروج کو وقت سے پہلے ہی گھر کے معاملات نے سیانا کر دیا تھا ۔سمجھدار کر دیا تھا۔ پریشان کر دیا تھا۔ اور سوچوں میں مبتلا کر دیا تھا۔

"عروج ۔!"

مراد کی آواز پر وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔

"اگر تم نے خود نہیں جانا تو تیاری میں ہماری ہی کچھ مدد کروتیں ۔"

ہاتھ میں جوتے، پالش کی ڈبیا اور برش تھامے، مراد چہرے پر بڑی محبت بھری مسکراہٹ لئے کھڑا تھا۔

"جی ۔کہیئے ۔"

دماغ کی سوچیں ایک دم کھو گئیں۔

"کیا کرنا ہے ۔؟"

"یہ میری قمیض کے بٹن ٹانک دو اور ۔"

مزید کچھ کہتا کہتا مراد خاموش سا ہو گیا۔

"اور کیا مراد بھائی ۔؟"

"بھئی متی سی بہن کو ایسا کام کہتے شرم سی آ رہی تھی ۔"

"کیسا ۔؟"

وہ اٹھ کر مراد کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ذرا جوتے پالش کروانا تھے ۔ سردی ادھر ماہی خالہ کے پاس تھی ۔ اردلی بھی معلوم نہیں کہاں گیا ہوا ہے ۔ اس لئے تمہیں ہی تکلیف دینا پڑی ۔"

پھر اپنے آپ سے ہی مسکرایا۔

"تم بھی کہو گی کہ کیسا اناڑی بھائی ہے ۔ جو جوتے پالش کرنا نہیں جانتا ۔ دراصل امی نے لاڈ پیار میں بگاڑ دیا ہوا ہے ۔ کسی کام کو کبھی ہاتھ ہی نہ لگانے دیا۔"

مراد بدر کی نسبت کافی باتونی تھا ۔ بولتا ہی چلا گیا ۔ "کیوں بھلا ؟ اس لئے کہ اولاد کا کام اپنے ہاتھوں سے کر کے انہیں روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے ۔"

"تو کوئی بات نہیں ۔ آپ اتنا گھبرا کیوں رہے ہیں ۔ ؟"

عروج نے سب کچھ اس کے ہاتھوں سے لے لیا

"جب تک آپ یہاں ہیں ۔ آپ کے سب کام کرنے کے لئے میں جو آپ کی بہن موجود ہوں ۔ بھلا مجھ سے کہتے میں شرم کیسی ۔ ؟"

وہ جوتے اور پالش لے کر وہیں فرش پر بیٹھ گئی ۔

اور جانے کیوں ۔ ؟ عین اسی لمحے اسے سرمد کا خیال آ گیا ۔ اس دن وہ صوفے پر بیٹھے جوتے پالش کر رہے تھے ۔

بے اختیار ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی ۔

"مراد بھائی ! یہ جو آپ کے نواب زادہ صاحب ہیں نا ۔"

پالش کرتے ہوئے وہ آنکھیں جھپک جھپک کر اور مسکرا کر بولی ۔

"جن کی آپ ہر وقت تعریفیں کرتے رہتے ہیں ۔"

"وہ ہیں ہی تعریف کے قابل ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج پھر اُلجھ سی گئی — جانے کوئی کسی کا ظاہر ہی دیکھ کر رائے کیوں قائم کر لیتا ہے؟ کاش! باطن پرکھنے کی بھی ہر کسی میں قابلیت ہوتی —!

"ہاں — تم کیا کہہ رہی تھیں —؟"

"وہ —" عروج چونکی — پھر اپنی ناک سکوڑ کر بولی۔

"ایک دن میں نے دیکھا — جناب سرمد صاحب صوفے پر بیٹھے جوتے پالش کر رہے تھے —"

عروج نے بڑے تضحیک آمیز لہجے میں بات کی — مگر مراد جھٹ سے بولا۔

"ہاں یہی تو ان کی عاجزی کی باتیں مجھے پسند آئیں — ایک ہم ہیں کہ اتنا سا کام نہیں کر سکتے — بے لگے نواب بنے بیٹھے ہیں — اور ایک وہ ہیں — سچ مچ کی ریاست کے والی ہو کر بھی اپنا کام خود کرتے ہیں —"

"صوفے پر بیٹھ کر، قالین کا ستیاناس کر کے —!"

عروج نے بڑی طنز سے مراد کی طرف دیکھا۔

"بھئی یہ تو پھر ان کی سادہ لوحی ہے"

جوتا پالش ہو گیا تھا۔ مراد نے قمیض اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بہر حال — ہے قابلِ تعریف —!"

"جی ہاں — بہت قابل تعریف —!"

عروج کی پیشانی پر پھر بل پڑ گئے — مراد اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"جانے تم ان سے اتنی خار کیوں کھاتی ہو —؟"

پھر اس کے لبوں پر بڑا پیارا سا تبسم بکھرا اور آنکھوں میں عجیب سی شوخی بھری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لہرائی ــــ

کہیں غالب کا وہ شعر تو نہیں بن رہا ــ؟ کیا کہتے ہیں ــ چھیڑ خوباں سے ــ"

"دیکھئے مراد بھائی ــ! اس شخص کے متعلق مجھے کوئی مذاق کرے یہ میں قطعی پسند نہیں کروں گی ــــ"

وہ بالکل ہی آؤٹ ہو گئی ــــ

"ارے ارے! اچھا اب ایسی بات آئندہ نہیں کروں گا ــــ"

مراد نے مسکراتے ہوئے معافی مانگنے کے لئے گھٹنے زمین پر ٹیک کر اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے ــــ

"چلو اب جلدی سے بٹن ٹانک دو ــ پونے تین ہو گئے ــ اور ماہی خالہ پورے تین بجے شور مچا دیں گی ــــ"

عروج چپ چاپ بٹن ٹانکنے لگی اور مراد سیٹی بجا بجا کر کمرے کی چھت اور دیواروں اور دوسری چیزوں کو گھورنے لگا ــ پھر یکدم گڑبڑا کر بولا۔

"ارے یہ پیاری پیاری چوڑیاں تو سوئی پڑی ہیں ــ کیا یہ بھی نہیں جا رہیں ــــ؟"

"ان کے متعلق تو میں نے کچھ نہیں کہا ــ یہ امی کی مرضی ہے ــــ"

"مگر یہ تیار نہیں ہوئیں ــ بھئی تم بھی نہیں گئیں ــ یہ بھی نہ گئیں تو پھر ہم بھی یہیں رہ جاتے ہیں ــ تم تینوں کے بغیر ہمیں بالکل مزہ نہیں آئے گا۔"

"آپ اپنا پروگرام کیوں ڈراپ کر رہے ہیں ــ میں ابھی انہیں تیار کر دیتی ہوں"

آخری بٹن ٹانک کر عروج نے قمیض مراد کو تھما دی۔

"یوں بھی ذرا رونق دیکھ آئیں گی ــ"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں — فٹافٹ انہیں جگاؤ — پوستین کہیں کی —!"

مراد بڑے پیار سے انہیں دیکھتے ہوئے اور دونوں کے پیازی پیازی رخساروں پر ایک ایک دھپ لگاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عروج نے جلدی جلدی انہیں جگا کر غسل خانے میں دھکیلا — خود الماری کھول کر ان کے لباس منتخب کرنے لگی۔

ساتھ ساتھ ذہن اپنی ہمیشہ والی سوچوں کی طرف چل نکلا۔

امی خود تیار ہونے کے لئے دو بجے ہی سنگھار کمرے میں گھس گئی تھیں اور بچیوں کا کوئی فکر ہی نہ تھا۔ ایک ماں کی سی ذمہ داری کا احساس تو ان میں ذرا بھی نہ تھا۔

بس اپنا اور صرف اپنی ہی ذات کا انہیں خیال تھا اور اپنے لباس اور میک اپ کا ہی ہر وقت فکر دامن گیر رہتا تھا۔

کیسی عجیب طبیعت تھی ان کی — ؟ انہیں تو کسی بچے کی ماں ہونا ہی نہیں چاہیے تھا۔

انہیں خیالات میں ڈوبے ڈوبے اس نے ان کے سرخ فراک نکالے۔ سرخ ربن سرخ جرابیں اور سرخ جوتیاں جلد جلد صاف کر کے رکھیں۔

اسی لمحے دونوں نہا کر نکل آئیں — عروج نے خود انہیں کپڑے پہنائے۔ جلد جلد ان کے بال بنائے۔ ربن باندھے۔ جرابیں اور جوتیاں پہنائیں۔

ساتھ ساتھ دونوں بڑی ننھی منی سی باتیں کرتی جا رہی تھیں۔ عروج سب کچھ بھول بھال ان کی باتوں سے ہمیشہ کی طرح بہت محظوظ ہو رہی تھی۔

وہ لمحات — جو ان دونوں معصوموں کی معیت میں گزرتے — وہ ہمیشہ ہی اس کے لئے عجب سے لطف، عجب سے مدھر مدھر جذبے لے کر آتے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سینے میں کنواری مامتا جوش مار مار اٹھتی ۔۔۔ تب وہ یوں ان میں کھو جاتی جیسے اس کا اپنا وجود، اس کی اپنی ہستی، دُنیا میں کہیں تھی ہی نہیں ۔۔۔!

پوری کی پوری کائنات پر وہی رہ پھیلی ہوئی تھیں۔ چاروں طرف اس کی مسکراہٹیں رقصاں تھیں ۔۔۔ اور انہیں کی رونقیں بکھری ہوئی تھیں ۔۔۔

دونوں کو تیار کر کے جب عروج نے آئینے کے سامنے کھڑا کیا تو سر سے پاؤں تک خود کو سرخ لباس میں دیکھ کر مارے خوشی کے ان کے چہرے بھی سرخ ہو ہو گئے۔

دونوں ہی لجا کر، شرما کر اپنی آپی سے لپٹ پڑیں۔

کیسا بے خود کر دینے والا ان کا لمس اور ان کا یہ پیار تھا۔!

اسی لمحے عروج کو پھر امی کا خیال آ گیا۔

کیسی کیسی لذتوں سے انہوں نے خود کو محروم کر رکھا تھا ۔ کیسی بدنصیبی تھی۔!

"آہا۔! یہاں تو ہر طرف شعلے ہی شعلے رقص کر رہے ہیں ۔۔۔"

جانے کب مراد کمرے میں آ گیا تھا ۔۔۔ تینوں ہی چونک پڑیں۔

"مراد بھائی کیسی لگ رہی ہیں دونوں ۔۔۔؟"

"ایک دم شاندار ۔۔۔!"

بے ساختہ اس نے تعریف کی۔

"مگر ۔۔۔ تم جتنا ان کا خیال رکھتی ہو۔ بے شک اس سے کچھ کم ہی اپنی طرف بھی توجہ کر لیا کرو ۔۔۔"

"انسان کی توجہ اپنی طرف ہو جائے تو پھر وہ دُنیا کا تو بن جاتا ہو گا مگر دین کا نہیں رہتا مراد بھائی ۔۔۔!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے!"

مراد متحیر سا رہ گیا۔

"یہ قم ملاؤں جیسی باتیں کب سے کرنے لگیں ــــ؟"

"جب سے تجربہ نے سکھا دیں۔"

"ہوں ــــ تو جناب تجربہ کار ملانی بننے جا رہی ہیں۔"

"چھوڑیئے ان باتوں کو ــــ یہ بتایئے آپ کی روانگی کب ہے ــــ؟"

"ارے ــــ!"

مراد یکدم چونک کر باہر کی سمت بھاگا۔

"بھاگو چھٹیلو ــــ! ماہی خالہ اور امی تو کب کی گاڑی میں سوار ہو چکیں ــــ"

گل و بلبل جو آئینے کے سامنے کھڑی خود کو ہر ہر زاویئے سے دیکھ رہی تھیں مراد کی بات سنتے ہی اس کے پیچھے لپکیں ــــ عروج بھی مسکراتے ہوئے ادھر ہی چل دی گاڑی میں سب بیٹھ چکے تھے اور انہیں دونوں کا انتظار ہو رہا تھا ــــ عروج برآمدے میں کھڑی ہو کر ہی روانگی کا نظارہ کرنے لگی۔

دل کے کسی اندرونی کونے میں سب سے بڑی خواہش امی کی سج دھج دیکھنے کی تھی ــــ مگر وہ پوری طرح پوری نہ ہو سکی۔

وہ اور خالہ امی پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں ــــ اچانک ہی عروج کو خیال آگیا کہ خلافِ معمول امی پیچھے کیوں بیٹھی تھیں ــــ؟ سرمد کی گاڑی میں سرمد کے ساتھ تو وہ ہمیشہ اگلی ہی نشست سنبھالا کرتی تھیں ــــ

غیر ارادی طور پر ہی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر گاڑی کے اگلے حصے کی طرف چل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی — من کے اندر کہیں یہ جاننے کی خواہش بھی اُبھری کہ اُن کے پاس نہ بیٹھنے پر سرمد کے کیا تاثرات تھے —؟

"اوہ —!"

عروج جلدی سے ایک قدم پیچھے ہٹی — ان سب کو لینے سرمد خود نہیں آئے تھے بلکہ ڈرائیور بھیجا تھا — اور پھر بے اختیار عروج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

تبھی امّی پیچھے بیٹھی تھیں — عجب طنزیہ سے انداز میں امّی کے کھڑکی سے باہر نکلے چہرے کی جانب دیکھا ——

چلتے چلتے وہ اسے ہی گھر کے متعلق کچھ ہدایات دے رہی تھیں — جو کہ بالکل خلافِ معمول تھیں — ورنہ اس سے پہلے جب کبھی وہ کسی دعوت یا پکنک یا تفریح کے لئے جایا کرتی تھیں تو انہیں گھر اور بچوں کے متعلق کچھ علم ہی نہیں ہوتا تھا۔

کہ وہ ان کے بعد کہاں رہتے تھے اور کیا کرتے تھے —؟

آج بھی یہ ہدایات صرف اس لئے تھیں کہ بہت عرصہ بعد بہن گھر آئی تھی —— کچھ انہیں کی خاطر کہہ رہی تھیں ——

عروج نے کوئی بھی بات دھیان سے نہیں سُنی — بس ٹکر ٹکر ان کے چہرے کو ہی دیکھے جا رہی تھیں — ایسا جوان اور خوب صورت ان کا چہرہ ہو رہا تھا کہ خود عروج ہی کو شک پڑنے لگا کہ وہ اس کی یعنی اتنی جوان بیٹی کی ماں تھیں — اور چالیس سے اوپر ان کی عمر پہنچ چکی تھی ——

بڑی نفاست سے انہوں نے غازہ، سُرخی اور کاجل وغیرہ استعمال کیا تھا۔ بالوں کا اسٹائل آج بیحد انوکھا اور خوب صورت تھا — ان کے چہرے پر بہت سج رہا تھا — عروج

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

داد دیئے بغیر نہ رہ سکی۔

"امی! آج آپ کے بال بہت پیارے بنے ہوئے ہیں۔"

جواب میں مہ لقا بڑے دلآویز انداز میں مسکرا دیں۔

"تم میری بات سن رہی ہو یا بال دیکھ رہی ہو۔؟"

"اوہ۔! آپ کیا کہہ رہی تھیں۔؟"

"بھئی ماہی! اب جانے دو۔ وہ خود ہی سب کچھ کرے گی۔ میری بیٹی بڑی سیانی ہے۔"

خالہ امی ہمیشہ ہی کی طرح بڑے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"واقعی آپا! بعض وقت یہ بڑی عقل والی باتیں کرتی ہے مگر بعض وقت جانے اسے کیا ہو جاتا ہے۔؟ ضدی بہت ہے۔"

"آج اس کی ضد تو مجھے بھی پریشان کر گئی ہے۔"

"کیوں خالہ امی۔؟"

عروج مسکرائی۔ خالہ امی کی خفگی بھی اسے بڑی پیاری لگی۔

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ چلو بھئی گاڑی بھگاؤ۔"

مراد بیچ میں ہی بول پڑا۔

"یہ لڑکی خود کو کچھ سمجھنے لگی ہے۔ ذرا سب نے منتیں کیں تو شیخی میں آ گئی جھٹ۔ فٹافٹ۔ ایکدم۔ یہ ہے۔"

گاڑی نے رفتار بھی پکڑ لی اور مراد بجانے کیا کیا بڑبڑاتا رہا۔ عروج بس ہاتھ ہلا ہلا کر ہنستی ہی رہی۔

گاڑی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو وہ پلٹ پڑی۔ واپس راہداری میں سے گزرتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوئے ایک ایک کمرے کے اندر جھانکتی گئی۔

ہر کمرہ الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ چیزیں اس بُری طرح بکھری ہوئی تھیں جیسے ابھی ابھی وہاں سے جنّات کا گزر ہوا تھا۔

عروج من ہی من میں مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ سب کیسے چاؤ سے اور کس محبت سے گئے تھے۔

پھر اسی طرح ابّو کے کمرے میں بھی جھانکا۔

"اوہ ــــ!"

ایکدم ہی ٹھٹک کر رہ گئی۔ ابّو اپنے کمرے میں موجود تھے۔

جب وہ گھر پر ہی تھے تو پھر سرمد کی دعوت پر گئے کیوں نہیں تھے؟ سوچ بنا نہ سکی۔

اسی تجسس نے اسے ابّو کے کمرے میں جانے کی ترغیب دی۔

وہ کھڑکی میں کھڑے سگریٹ پی رہے تھے ــــ چپ چاپ ــــ گم سم ــــ!!

باقی سب نے تو خیر جشن میں جانا تھا ــــ ابّو کا اگر ارادہ نہیں تھا تو آرام ہی کر لیتے۔

"ابّو ــــ!"

عروج کے ایک ہی بار پکارنے پر وہ پیچھے مڑے۔

"آپ دعوت پر نہیں گئے ــــ؟"

"ایسے ہی ــــ طبیعت نہیں چاہی۔"

"سُنا ہے وہاں بڑا ہنگامہ اور بڑی رونق ہونے والی تھی ــــ یہ محلوں کی دعوتیں اور جشن تو ابّو جی دیکھنے کی چیز ہوتے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو پھر بیٹے! تم کیوں نہیں گئیں۔؟"

ابو نے اُلٹا اسی سے پوچھ ڈالا — ان سے اس سوال کی وہ متوقع نہیں تھی وہ پہلے ہی جواب سوچ رکھتی۔ گڑبڑا کر جلدی سے کہنے لگی۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

جلدی میں اس کے علاوہ اور کوئی بہانہ سوجھا ہی نہیں۔

"کیوں۔؟ کیا ہوا میری بیٹی کو۔؟"

یکلخت اُن کے چہرے سے گہری تشویش کے آثار جھلک اُٹھے۔

"وہ — وہ ابو! پریشانی کی بات نہیں — صرف سر میں ذرا سا درد تھا۔"

"تو یہ لو — یہ ٹکیاں کھا کر تھوڑی دیر کے لئے سو جاؤ —"

اُنہوں نے جھٹ پٹ جیب سے ایک چمکیلے کاغذ میں بند دو ٹکیوں کا ننھا سا پیکٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔ "ابھی میرے سامنے کھاؤ۔"

"اوہ نہیں ابو —!"

وہ گھبرا سی گئی — اس نے تو صرف بہانہ بنایا تھا اور یہاں دوا کھانی پڑ گئی۔

"دراصل میرے سر میں اتنا نہیں میری ٹانگوں میں زیادہ درد ہو رہا ہے۔"

اس کی اس بات پر ابو بے اختیار مسکرا پڑے۔ پھر یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے عروج کو کھینچ کر سینے سے لگایا اور بڑی شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑبڑائے —

"میں جانتا ہوں تو کیوں نہیں گئی —؟"

"جی — جی —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج سٹپٹائی — تو کیا ابو کو وہ سب کچھ معلوم تھا جو وہ جانتی تھی؟"

گھبرا کر ابو کے سینے سے علیحدہ ہوتے ہوئے ان کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھنے لگی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ابو — ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

یوں ہکلا ہکلا کر، سٹپٹا سٹپٹا کر صفائی پیش کرنے کے انداز میں بولی جیسے امی کی بجائے وہی قصوروار تھی۔ وہی ابو کی مجرم تھی — اور اسی نے ان کو ان حالوں تک پہنچایا تھا۔

"کیسی —؟"

ابو کھوئے کھوئے سے بڑبڑائے

"وہ — وہ —"

اور عروج سے کوئی جواب نہ بن پڑا — مزید کچھ کہے بغیر بات پوری کئے کمرے سے باہر چل دی —

"سارے کمروں کی حالت بڑی ابتر ہو رہی تھی — سردی سے ان کی صفائی کرالوں" دروازے کے قریب پہنچ کر کچھ سوچا اور پھر پلٹی۔

"ابو! کوئی چائے یا کافی چاہیئے آپ کو؟"

ابو کو جانے کیا سوجھیں پڑی رہتی تھیں — وہ پھر دور خلاؤں میں گم سگریٹ کے کش لے رہے تھے۔ عروج کی بات سنی ہی نہیں۔

"ابو! میں پوچھ رہی تھی کہ چائے کی ایک پیالی پئیں گے —؟"

"اوہ — ہاں ہاں۔ گرم گرم بنا کر دو — مگر اپنے ہاتھ سے — سروری چائے اچھی نہیں بناتی —"

"جی بہت اچھا — ابھی ایک منٹ میں بنا کر لائی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانے کیوں ابو کی خدمت کرکے، ان کا کوئی کام کرکے اسے بے انتہا خوشی ہوتی بے انتہا سکون محسوس ہوتا۔ جیسے ابو کو لگائے گئے امی کی بے پرواہی اور لاتعلقی کے زخموں پر وہ تسلی کا مرہم رکھ رہی تھی۔

سردی کو کمروں کی حالت درست کرتے پر لگایا اور خود ابو کے لئے چائے بنانے لگی۔ بن گئی تو خود ہی ٹرالی میں سب کچھ لگا ابو کے کمرے میں لے گئی۔

ابو اب بھی اسی طرح خیالوں میں کھوئے، کھڑکی میں کھڑے سگریٹ پھونک رہے تھے چہرے پر وہی نامعلوم پریشانیاں پھیلی تھیں۔

اے کاش! ابو کے چہرے پر پھیلتے، بکھرتے پریشانیوں کے ان سایوں کو کھرچ ڈالنے کی وہ قدرت رکھتی۔ کاش۔! کاش۔!!

ابو کے لئے سینے کے اندر کوئی جذبہ پھوٹ رہا تھا۔ باپ کی، خون کی محبت کے علاوہ۔ کوئی ایسا۔ جو اسے امی کے لئے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ شاید مظلوم اور ظلم کا معاملہ تھا۔!

دکھی دل سے پیالی میں چائے انڈیلی۔ اور ابو کو اس کی طرف متوجہ کرکے خود چپ چاپ کمرے سے باہر نکل آئی۔

ایک نظر سردی کو دیکھا۔ وہ کام میں لگی ہوئی تھی۔ مطمئن ہو کر اپنے کمرے میں چلی گئی جب سے خالہ امی آئی تھیں اس نے دھیان اور توجہ سے ایک بھی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ کالج بھی بس برائے نام ہی جاتی رہی تھی۔

دل ہی نہیں لگتا تھا وہاں۔ بس یہی من میں آتا کہ جلد از جلد واپس گھر پہنچے۔ اپنی خالہ امی کے پاس۔ جو اپنی اولاد تو اپنی ہی تھی۔ دوسروں کے لئے بھی دل میں ماما رکھتی تھیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کیسی عظیم، کیسی بلند عورت تھیں وہ —!!

انہیں کے متعلق سوچتے ہوئے اس نے کورس کی کتاب کھولی۔

عجیب سی ہی بات تھی نا —! امی خالہ امی کی حقیقی بہن تھیں — اس عورت کی جو دوسروں کی اولاد کے لئے ماتا سے بھرا دل سینے میں رکھتی تھیں۔

اور امی — اپنی اولاد کو بھی — اپنی کوکھ سے پیدا کی ہوئی اولاد کو بھی ماتا نہیں دے رہی تھیں ——

کتنی مختلف تھیں دونوں — جانے کیوں — ؟ جانے کیوں — ؟

یہی کچھ سوچتے سوچتے اس نے کتاب بند کی اور دوسری کھول لی — جو پچھلے دنوں امی کا نفسیاتی علاج کرنے کے لئے اپنے کالج کی لائبریری سے نکلوا کر لائی تھی۔

جانے کتنی دیر اس کا مطالعہ کرتی رہی — نہ وقت کا خیال آیا — نہ ہی کچھ احساس ہوا۔ کتنے ہی اوراق پڑھ ڈالے تھے۔ نہ ہی کچھ پتے پڑا — البتہ نیند آگئی۔

کھلی کتاب سینے پر اوندھی رکھی اور نیند کی پُرسکون آغوش میں جا پناہ لی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عجیب سی آواز تھی ۔ شاید دروازے کے کواڑ آپس میں ٹکرائے تھے ۔ عروج کی نیند کھل گئی ۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

آنکھوں میں نیند کا خمار ابھی تک باقی تھا ۔ وہ مخمور نگاہوں میں خوب صورت سی حیرت لئے سامنے دروازے میں چپ چاپ کھڑے سرمد کو دیکھ رہی تھی۔

لیکن ۔ اس کے محل میں تو آج اور عین اس وقت جشن منعقد ہونے والا تھا ۔ بہت سارے مہمان مدعو تھے ۔ خود اس کی امی اور خالہ امی وغیرہ تقریباً دو گھنٹے ہوئے وہاں جا چکی تھیں ۔

اور ۔ میزبان یہاں موجود تھا ۔ نجانے کیوں ۔؟ نجانے کیوں ۔؟

اگلے ہی لمحے ایک خیال بجلی کی طرح اس کے ذہن میں کوند گیا۔

کہیں ۔ کہیں وہ کسی حادثے کی خبر تو نہیں لے کر آئے تھے ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جب بھی کوئی انہونی یا عجیب سی بات ہو جائے تو دماغ میں ہمیشہ منفی قسم کے خیالات ہی آتے ہیں۔ عروج بھی عین فطرت کے مطابق سوچنے لگی۔

یقیناً اس وقت سرمد کی آمد اسی سلسلے میں تھی۔ یقیناً ایسا ہی تھا۔ یقیناً ایسا ہی تھا۔

بدر، مراد، امی اور خالہ امی۔ کسی کا بھی اُسے خیال نہ آیا۔ بس گل اور بلبل کسی بری رو کی طرح اس کے تن من میں دوڑ گئیں۔

سرمد دروازے میں چپ چاپ کھڑے اسے دیکھے جا رہے تھے۔ نہ کچھ کہہ رہے تھے نہ کچھ بول رہے تھے۔ ان کی یہ گھمبیر خاموشی اور سنجیدہ چہرہ عروج کو بُری طرح سے بُرے ہونے کا یقین دلا گیا۔

گھبرا کر، بوکھلا کر کتاب پرے پھینکتے ہوئے اُٹھ کر اُن کی سمت بھاگی۔

"میری گل اور بلبل کہاں ہیں۔؟ وہ بچ تو گئیں۔؟؟"

اس صدمے نے اس پر کچھ ایسی دیوانگی سی طاری کر دی کہ یہ بھی احساس نہ رہا۔

وہ عروج تھی اور وہ سرمد۔ اجن کے ساتھ اس کا صرف نفرت کا رشتہ تھا۔ اتنی شدید نفرت۔ کہ وہ انہیں ایک آنکھ نہ دیکھنا چاہتی تھی۔

مگر۔ اس وقت اسے کوئی ہوش نہ تھا۔ سرمد کے قریب پہنچ کر اُنہیں کندھوں سے پکڑا اور وحشیانہ انداز میں جھنجھوڑنے لگی۔

"بتائیے وہ کہاں ہیں۔؟ بتائیے بھی؟"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

سرمد نے بڑی مشکل سے خود کو اس سے چھڑایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مجھے سچ سچ بتا دیجئے ــــ للہ مجھ سے کچھ بھی مت چھپائیے ــــ جو بھی حادثہ ہوا جو کچھ ان پر بیت گئی ــــ"

ہاتھوں سے چہرہ چھپا، لڑکھڑاتی ٹانگوں سے جا کر پلنگ پر دھڑام سے بیٹھ گئی اور پھر بڑے زور زور سے رونے لگی۔

سرمد حیران حیران پہلے اسے دیکھتے رہے پھر ہولے ہولے قدم اٹھا کر اس کے قریب گئے ــــ سسکیوں اور ہچکیوں کے باعث سروج کا سارا وجود لرز رہا تھا۔

"ہوا کیا آخر ــــ؟"

سرمد نے اس کے چہرے پر سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی نرمی سے پوچھا۔

"کچھ بتاؤ بھی نا ــــ تم تو بس نردلوں کی طرح روئے ہی جا رہی ہو۔"

"وہ ــــ وہ ــــ گل از بلبل"

ہچکیوں کے باعث وہ فقرہ بھی پورا نہ کر سکی۔

"کیا ہوا انہیں ــــ؟"

"حادثہ ــــ ان کی گاڑی کو ــــ"

رو رو کر اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

"کب ــــ؟ کیسے ــــ؟"

سرمد بھی پریشان ہو گئے۔

"کیا ابھی ہمارے آنے سے پہلے کوئی اطلاع ملی ہے؟"

"آپ بھلا جیسے جانتے نہیں ــــ پلیز! مجھ سے مت چھپائیے ــــ مجھے سب کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آیئے۔"

"کیا بتا دیں۔ ہے یقین کرو ہم تو تم سے کچھ بھی نہیں چھپا رہے۔"

"پھر۔ وہ سب۔؟"

عروج کی سسکیاں یکدم تھم گئیں۔ شدتِ گریہ سے چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ بھیگی بھیگی پلکیں جھک جھک کر وہ سرمد کی طرف دیکھنے لگی۔

"جہاں تک ہمیں علم ہے۔ ہم تو اُنہیں اچھا بھلا چھوڑ کر آئے تھے۔"

"کہاں۔؟"

"جہاں اُنہیں جانا تھا۔"

"تو وہ بخیر و عافیت آپ کے محل میں پہنچ چکے ہیں۔"

"ہاں۔ بالکل ٹھیک ٹھاک۔ مگر تمہیں کیا ہوا۔"

سرمد بڑے پیار اور بڑی ہمدردی سے اس کے بھیگے بھیگے گلابی گلابی رخساروں کو دیکھے جا رہے تھے۔؟

"وہ۔ وہ۔"

اور عروج اپنی بیوقوفی پر شرمندہ ہو گئی۔ بلا سوچے سمجھے، بلا پوچھے گچھے پریشان ہو کر کیسے رونے لگ گئی تھی۔

"آپ کو اس وقت وہاں اپنے محل میں ہونا چاہیئے تھا۔"

عروج خجل سی رُک رُک کر بولی۔

"آپ کی بے وقت آمد سے میں یہی سمجھی کہ کسی حادثے وغیرہ کی اطلاع لے کر آئے ہیں"

"پاگل لڑکی۔!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد بے اختیار ہو کر قہقہے پر قہقہے لگانے لگے۔

"ہم سمجھے پتہ نہیں کیا افتاد آن پڑی۔"

قہقہے کچھ تھمے تو مسکراتے ہوئے ہولے سے بولے۔ "ہمیں تو یہ شک پڑ گیا تھا کہ کوئی آسیب وغیرہ نہ ہو گیا ہو۔"

"آسیب۔؟"

عروج خوف زدہ سی ہو کر بڑبڑائی۔

"ہاں۔ ہم نے اپنی بوڑھی آیا سے سنا ہوا ہے کہ خوب صورت لڑکی کو اکیلے دیکھ کر اکثر جنات اس پر آجاتے ہیں۔"

سرمد نے مسکراہٹ کو ہونٹوں ہی میں بھینچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آور نم بالکل اکیلی تھیں۔"

"میں۔ میں۔ اکیلی۔ ہاں۔"

عروج بوکھلا بوکھلا کر خود کو دیکھنے لگی۔ جیسے وہ جنات ڈھونڈ رہی تھی جو اسے میں اس پر آگئے تھے۔

رنگ فق تھا اور وہ گھبرائی ہوئی سی تھی کہ دوسرے ہی لمحے نگاہ سرمد کی جانب اُٹھ گئی۔

ان کے ہونٹوں پر اب بھی وہی شوخی بھری مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"اوہ۔!"

سرمد کی شوخ مسکراہٹ اس کی شرارت کا پتہ دے گئی۔ عروج سنبھلی۔ پھر اچانک اس کے تمام حواس بیدار ہو گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ اس وقت کمرے میں تنہا تھی — اور سرمد — وہ قابلِ اعتبار انسان نہیں تھے

"ہاں۔"

دوسری ہی سوچ نے ان کے قابلِ اعتبار نہ ہونے کی دلیل بھی دے دی — وہ گھر میں اکیلی تھی سرمد کو یہ معلوم تھا — چنانچہ اپنے سارے مہمانوں کو چھوڑ کر وہ تیس چالیس میل کی مسافت طے کر کے یہاں آ گئے تھے۔

کیوں — کس لئے —؟؟

وہ چونکی — پھر چوکنی ہو گئی — اردگرد دیکھا گھر بھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا —

کسی کی بھی کوئی آہٹ نہ تھی۔

شاید سارا کام ختم کر کے اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی۔ ابو چائے پی کر آرام کر رہے تھے۔

ان کا کمرہ اس کمرے سے فاصلے پر تھا۔

گھبرا کر دوبارہ پھر سرمد کی طرف نگاہ اُٹھائی — وہ اس کے بہت قریب کھڑے تھے۔ عروج کو اپنی طرف دیکھتے پایا تو آہستہ سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ لئے وہ اسے کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ عروج نے بڑے زور سے کندھے پر سے ان کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"آپ اس وقت یہاں کیوں آ گئے؟"

ساتھ ہی وہ ہذیانی انداز میں چلّائی

"چلے جائیے یہاں سے — چلے جائیے —"

"آہستہ بولو۔"

اس کے یکدم چیخ پڑنے سے سرمد حیران رہ گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا ہوا۔۔؟"

"میں کہہ رہی ہوں یہاں سے چلے جائیے۔۔چلے جائیے۔۔چلے۔۔"

سرمد نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چلا کیوں رہی ہو۔۔ ملازمہ کیا کہے گی اور کیا سمجھے گی؟"

بڑی نرمی سے اسے سمجھانے کے انداز میں بولے۔

"جو کچھ سمجھے گی۔۔ ٹھیک سمجھے گی۔"

عروج اب قدرے آہستہ بولی۔۔ سرمد تو تھے ہی آوارہ مزاج انسان۔۔ بگڑا ہوا نواب۔۔کیا ان کی عزت۔۔کیا بے عزتی۔۔! مگر وہ تو باعصمت کنواری لڑکی تھی۔

"تمہارے دماغ میں کچھ زیادہ ہی خرابی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔"

سرمد کے ہونٹوں پر تبسم بکھر اٹھا۔۔ ساتھ ہی جب اس فقرے پر عروج کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا تو جھٹ سے بڑی مدھم اور ملائم سی آواز میں بول پڑے۔

"ہم تمہیں لینے آئے ہیں؟"

"مجھے۔۔۔؟"

"ہاں۔۔تم وہاں پہنچیں کیوں نہیں۔۔؟ ہم نے خاص طور پر تمہیں مدعو کیا تھا۔"

"میری مرضی۔۔"

"کیوں۔۔؟"

"بس! میں نے کہدیا ہے کہ میں وہاں نہیں جاؤں گی۔"

"آخر کیوں۔۔؟ کچھ وجہ بھی تو معلوم ہو؟"

"وجہ وغیرہ میں نہیں جانتی"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"سنو عروج ——"

جانے وہ کیا کہنے والے تھے ۔عروج نے ان کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

"بس ——میں نے کہہ دیا ہے کہ میں نہیں جاؤں گی —— نہیں جاؤں گی نہیں جاؤں گی ۔"

"اور آج ہم نے بھی تہیہ کر لیا ہے کہ تمہیں لے کر جائیں گے ۔لے کر جائیں گے ۔لے کر جائیں گے ۔"

سرمد بھی اسی کے سے لہجے میں بولے ۔

ان کا یہ لہجہ ۔! عروج چونکی —— اس میں چٹانوں ایسی سختی تھی ۔

"لیکن آخر آپ اتنا اصرار کیوں کر رہے ہیں ۔؟"

سرمد کے پُرعزم انداز دیکھ کر وہ ذرا دھیمی پڑ گئی ۔

"دل کی خوشی کی خاطر ۔!"

"وہ تو ہو گئی ۔آپ کے پسندیدہ لوگ وہاں پہنچ گئے ۔"

عروج کا طنزیہ اشارہ مہ لقا کی طرف تھا ۔

"پوری نہیں ہوئی ——تم چلو گی تو تب ہو گی ۔"

سرمد سادگی سے بولے ۔

"اور میرا یہ فیصلہ ہے کہ میں نہیں جاؤں گی ۔"

"دیکھتے ہیں کیسے نہیں جاتیں ؟"

اس کی بلاوجہ کی ضد وجہت پر سرمد کو بھی تاؤ آ گیا ۔

"مہمان سب پہنچ چکے ہونگے اور محل میں ہر طرف ہماری تلاش ہو رہی ہو گی ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے ایک جھٹکا دے کر اسے مسہری سے اٹھا دیا۔

"چلو — جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

عروج کو سرمد کے اس رُعب ڈالنے والے انداز پر غصہ آگیا۔

"دیکھیئے نواب صاحب!"

انتہائی چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"آپ کی نوابی مجھ پر نہیں چلے گی۔ میری نگاہ میں آپ ایسے ہی ہیں جیسے ایک عام انسان — بلکہ — بلکہ —"

مزید کچھ کہتے کہتے جھجک سی گئی — نگاہیں اس کے بلند و بالا، وجیہہ اور شاندار شخصیت پر جمی تھیں۔

"کہہ دو — بلکہ اس سے بھی بدتر۔ نجانے تم ہمیں اتنا بُرا کیوں سمجھتی ہو؟"

"نجانے کیوں —؟"

عروج نے بڑے طنز سے پوچھا۔

"ہاں — جانے کیوں —؟"

سرمد کی صورت پر صداقت برس رہی تھی — مگر عروج کو ان کا یہ انداز بھی عیاری ہی لگا۔

"جب آپ جان بوجھ کر انجان بن جائیں تو پھر کوئی دوسرا کیا کہے؟"

"اچھا بھئی! یہ بحث فی الحال ملتوی۔"

وہ عجلت سے بولے۔

"وقت بہت کم ہے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ آج تمہیں ضرور جانا ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مگر ــ"

"اگر مگر بالکل نہیں "

"عجیب ضد ہے۔"

عروج تپ گئی۔

"چلو جو مرضی سمجھ لو۔"

"نہیں ــ آج میری بھی ضد ہی رہے گی۔"

عروج پھر مسہری پر بیٹھ گئی۔

"نہیں تیار ہو رہیں تو ٹھیک ہے ــ ہم اسی طرح گھسیٹ لے جائیں گے۔"

"دیکھوں گی کیسے گھسیٹ لے جاتے ہیں۔"

"ایسے ــ!"

سرمد نے اس کا بازو مضبوطی سے پکڑا۔ کھینچ کر اٹھایا۔ اور گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے چلے۔

وہ، جو ابھی ابھی اکڑ اکڑ کر کہہ رہی تھی کہ کیسے لے جا سکتے تھے ــ اب ان کے مضبوط بازو اور مضبوط ہاتھ کی مضبوط گرفت میں جکڑی ان کے ساتھ ساتھ گھسٹتی جا رہی تھی ــــ

"چھوڑ دیجئے ــ میرا بازو چھوڑ دیجئے ــ"

سرمد نے اس کی سنی ہی نہیں ــ اسی طرح اسے کھینچتے ہوئے راہداری طے کرنے لگے ــــ

وہ خود کو چھڑا رہی تھی ــ بازو کھینچ کھینچ کر، جھٹک جھٹک کر اور ان کے ہاتھوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پر دانتوں سے کاٹ کاٹ کر۔

مگر۔۔۔ اپنی پوری کوشش کے باوجود وہ خود کو چھڑا نہ سکی ۔۔۔ سرمد کی مردانہ آور مضبوط گرفت نے اس صنفِ نازک کو بالکل بے بس کر ڈالا۔

"سروری۔۔۔! سروری۔۔۔!!"

آخر بے بسی نے مجبور کیا تو وہ سروں کو مدد کے لئے پکارنے لگی۔

سروری بھی مدد کو نہ آئی۔۔۔ راہداری سے اس کے کوارٹر تک آواز پہنچ جانا نہ صرف مشکل تھا بلکہ ناممکن بھی۔۔۔!

عروج تو ہوا میں تیر چلا رہی تھی۔۔۔!!

"ابّو۔۔۔! ابّو۔۔۔!!"

سروری نہ آئی تو اب باپ کو پکارا۔۔۔ مگر اس وقت تک وہ سرمد کے ساتھ گھسٹتی گھسٹتی بیرونی برآمدے تک پہنچ چکی تھی۔۔۔ ابّو تک بھی آواز کا پہنچنا محال تھا۔

سرمد نے اس کی پکار پر، اس کے واویلے پر کوئی توجہ دیئے بنا سیڑھیوں سے اتر کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور عروج کو اندر پٹخ دیا۔

جانتے تھے کہ نکل بھاگنے کی پوری کوشش کرے گی اس لئے ڈرائیونگ سیٹ پر اس سے پھینکا تھا۔ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح عروج پھر اٹھی۔

مگر سرمد نے وہیں سے اسے پرے گاڑی کے اندر دھکیل کر تھوڑی سی جگہ بنائی اور جلدی سے خود بھی وہاں ٹک گئے۔

اتنی تھوڑی سی جگہ تھی۔ پہلو سے پہلو بھڑ جانا عجب نہ تھا۔۔۔ عروج کو تو جیسے کرنٹ لگ گیا۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ ناپاک انسان ۔۔ ! ذرا سی شرم و حیا انہیں چھو کر نہ گئی تھی ۔۔ دروازے کی طرف وہ تھے ۔ ان سے الگ ہٹنے کے لئے ، ان کے قرب سے دور رہنے کے لئے جلدی سے پرلی سیٹ پر لڑھک گئی ۔

سرمد اسی موقع کی تلاش میں تھے ۔۔ جلدی سے سیٹ سنبھالی ۔ دروازہ بھی بند نہیں کیا ۔ پہلے گاڑی سٹارٹ کر دی ۔

عروج نکل بھاگنے کی ایک اور کوشش کرنے کے لئے ابھی سیدھی ہو ہی رہی تھی کہ سرمد نے اپنی سمت والا دروازہ بند کرتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ سے ہی اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لئے کہ وہ دوسری سمت سے دروازہ کھولنے کی کوشش نہ کرے ۔

وہ چلائی ۔ تڑپی ۔ کسمسائی ۔ سرمد یوں بیٹھے تھے جیسے نہ سن رہے تھے اور نہ ہی کوئی اور احساس رکھتے تھے ۔

گاڑی پھاٹک کی طرف مڑ رہی تھی ۔ اسی لمحے پچھلے صحن کے دروازے سے سردی کا پہرہ نمودار ہوا ۔۔ شاید وہ گاڑی کی آواز سن کر آئی تھی ۔

سرمد نے اسے دیکھ کر ذرا رفتار ہلکی کی اور اس سے پہلے کہ وہ قریب پہنچتی اور عروج کو چیخ و پکار سنتی ۔ وہیں سے اسے اپنے اور عروج کے جانے کے متعلق اشارے سے بتا کر سیم روڈ میں گاڑی پھاٹک سے باہر نکال لی ۔

حالانکہ جواب میں سردی کے ہونٹ ہلتے دکھائی بھی دیئے تھے ۔۔ جانے کیا پوچھ رہی تھی ۔۔ ! مگر تب بھی سرمد نے کان نہیں دھرے اور نہ ہی ضرورت محسوس کی ۔

جانتے تھے کہ اس گھر میں سوائے عروج کے سبھی ان کی بے انتہا عزت کرتے تھے ۔ اسے اپنے ساتھ لے جانے پر کسی نے بھی بے اعتباری کا اظہار نہیں کرنا تھا ۔ اور نہ ہی کسی نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

انگلی اُٹھانا تھی۔

نہ ان کے نام پر اور نہ عروج پر — وہ سب کی نگاہ میں اوتار کا درجہ رکھتے تھے اور عروج — وہ تھی ہی چڑچڑی، بدمزاج اور انتہائی غیر سوشل قسم کی لڑکی — اس پر انگلی اُٹھائی ہی نہیں جا سکتی تھی۔

شہر سے باہر نکلتے ہی سمدر نے گاڑی کی رفتار ساٹھ میل کر دی اور تب اُنہوں نے عروج کے ہاتھ بھی چھوڑ دیئے — ایک تو اب وہ بے بس ہو کر خود ہی خاموش ہو گئی تھی۔ دوسرے رفتار اتنی تیز تھی — وہ مزاحمت کر بھی نہیں سکتی تھی — سہمی سہمی سی ہر منٹ بعد سامنے آجانے والے سنگ میل کو دیکھے جا رہی تھی۔

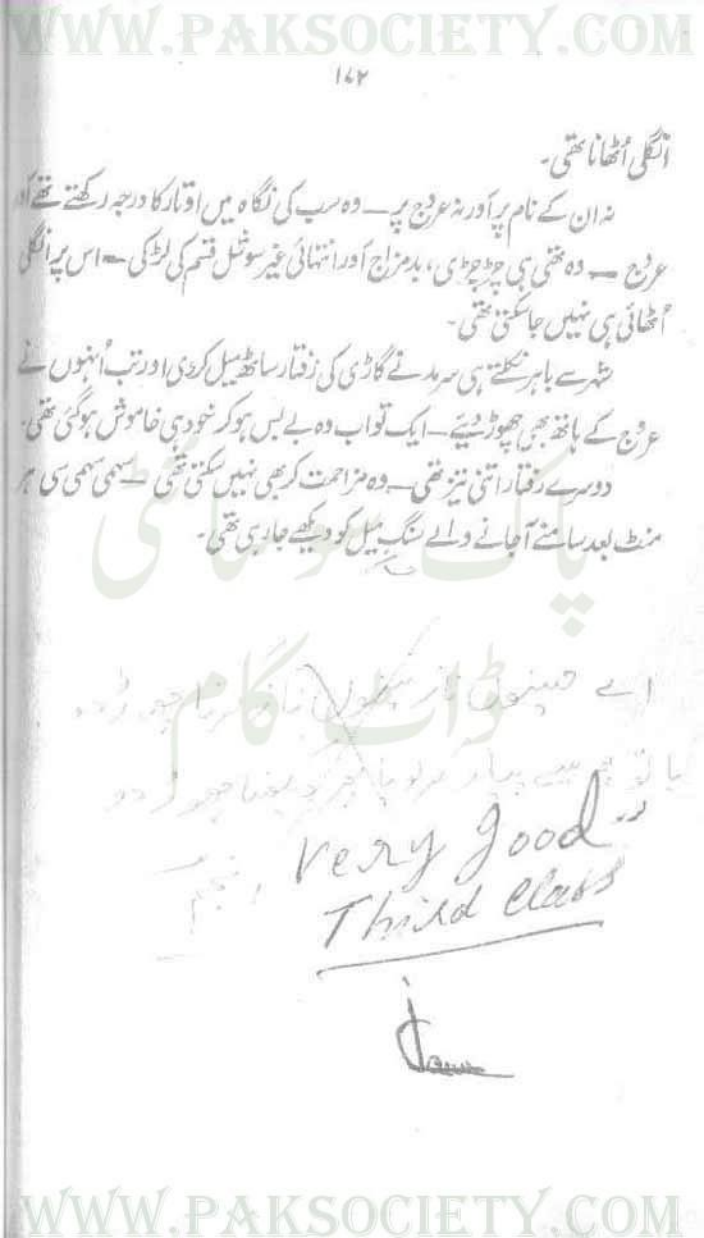

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم نے کہا تھا نا کہ آج تمہیں لے کر ہی جائیں گے۔"

بڑی عجیب قسم کی فتح مندانہ سی مسکراہٹ سرمد کے لبوں پر پھیل رہی تھی۔

عروج نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کسمسا کر، پہلو بدل کر اور اک شکست خوردہ سی نگاہ ان پر ڈال کر رہ گئی۔

سرمد کا موڈ بڑا خوش گوار تھا۔ بے حد۔ جیسے کوئی ناقابلِ تسخیر مہم سر کر کے آ رہے تھے۔

ایسی ہی سرخوشی تن من میں سمائی ہوئی تھی۔

گاڑی چلا رہے تھے اور ساتھ ساتھ سیٹی پر ایک بڑی دلآویز سی طربیہ دھن الاپ رہے تھے۔

عروج چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی ایک کٹیلی سی نگاہ ان کے مسرور چہرے پر بھی ڈال لیتی۔ اسی لمحے کئی شعلے پاؤں سے لپکتے اور پورے وجود میں پھیل جاتے۔ مگر بس کوئی نہیں چل رہا تھا۔!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سیٹی بجاتے بجاتے نجانے سرمد کو کیا خیال آیا۔ اپنے آپ ہی مسکرانے لگے۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر بہت دھیرے سے بولے۔

"وہاں سب مہمان خواتین بڑی سج دھج نکال کر آتی ہیں۔ ان میں تم بالکل ایک جمعدارنی لگو گی ——"

"مجھے کوئی پرواہ نہیں —— بے عزتی نواب زادہ سرمد صاحب ہی کی ہوگی۔"

عروج نے پہلی بار زبان کھولی —— مگر وہ بھی شعلہ ہی اُگلا۔

"تو تمہیں سچ مچ کوئی پرواہ نہیں ہے؟"

سرمد کا موڈ ویسا ہی خوش گوار تھا۔

"جی نہیں —— میری نگاہ میں اعلیٰ لباس اور فیشن کی کوئی وقعت نہیں البتہ ——"

بڑے طنز سے اس نے سرمد کے سراپا کو گھورا۔

"لبوسیدہ سے لبوسیدہ لباس میں ملبوس انسان —— اگر اخلاق اور کردار کے لحاظ سے اچھا ہو تو میں ضرور اس کی قدر کرتی ہوں ——"

"واہ بھئی واہ —— ! ہو تو منّی سی چیز —— مگر بھیجا کافی بڑا رکھتی ہو۔"

سرمد کی اس تعریف پر بجائے خوش ہونے کے اسے غصہ ہی آیا۔

"یہ نواب لوگ خود کو جانے کیا سمجھتے ہیں ——؟" عروج بآواز بلند بڑبڑائی۔

"اگر دھن دولت میں وہ سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں تو عقل و فراست فہم و ادراک اور حسن و سیرت میں بھی خود کو ہی سب سے اعلیٰ سمجھتے ہیں —— اور ہم تو جیسے اللہ میاں کی بالکل ہی گری پڑی مخلوق ہیں۔ ہونہہ ——!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد سکرائے جا رہے تھے۔

"تمہیں یہ کس نے کہا کہ خدا کی گری پڑی مخلوق ہو؟"

"زبان سے کوئی کہے نہ کہے ۔۔ انداز سے تو ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔"

"کیا ہم نے کچھ کہہ دیا ۔۔؟"

"جی نہیں ۔۔"

بڑے کٹیلے لہجے میں ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی۔

"آپ جیسا فرشتہ بھلا کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے؟"

"بھئی دیکھو ۔۔ ہمارا جو بھی قصور ہے ہمیں صاف صاف بتا دو ۔۔ یوں پہیلیاں نہ بجھواؤ ۔۔۔"

"آپ مجھے کیسے زبردستی لے آئے۔"

اندر کی آگ کو آخر اس نے اگل ہی ڈالا۔

"یہ اچھی بات تو نہیں نا ۔۔؟ اور پھر ۔۔ اور پھر ۔۔"

کیسے انجان بن رہے تھے ۔۔!

ایک بار تو جی چاہا کہ ان کے اپنے ہی گھر میں جو ڈرامہ کھیلا جا رہا تھا اور اس میں سرمد کردار ادا کر رہے تھے ۔۔ وہ سب کچا چٹھا کھول کر رکھ دے۔

مگر دوسرے ہی لمحے عزتِ نفس نے زبان بند کر دی۔ ان کے کردار کی خامیاں اگر ہوتی تو ساتھ ایک پردہ نشین کا نام بھی بے پردہ ہو جاتا!"

اور ۔۔ وہ نام ۔۔ وہ کردار ۔۔ اس کی ماں کا تھا ۔۔ اسے جنم دینے والی حقیقی ماں کا اور ہی سے شرمسار ہو جاتی تھی تو زبان سے کوئی لفظ کیسے نکالتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اندر ہی اندر گھٹ کر ۔۔۔ خونِ جگر پی کر ۔۔۔ خاموش ہو گئی۔

"اور پھر کیا ۔۔۔؟ کہو ۔۔۔ شاید تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اور ہم اپنی صفائی پیش کر

"مجھے کسی صفائی وغیرہ کی ضرورت نہیں ۔۔۔"

"اور اگر کسی اور کو ہو ۔۔۔؟"

گاڑی کی رفتار ہلکی کرتے ہوئے اُنہوں نے جھک کر بڑے ہی معنی خیز انداز میں اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"کسی اور کی مجھے پرواہ نہیں ۔۔۔"

سرمد مسکرائے ۔۔۔ گاڑی کی رفتار پھر تیز کر دی اور اب ۔۔۔ غالب کے اشعار کو سی پیارے ترنم سے وہ گانے لگے۔

ان کی بھاری بھاری آواز بیحد اچھی تھی۔ تمام تر کدورتوں کے باوجود اس کے کا ان کی دل کش آواز کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک"

اور پھر وہ بار بار یہی مصرع دہراتے گئے۔

"خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک"

عجیب سا سوز ان کی آواز میں تھا ۔۔۔ اور عجیب سا تاثر عروج کی روح پر طار جا رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت چاہا کہ ان کی آواز کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کھڑکی سے باہر اردگرد پھیلے نظاروں کو دیکھا ۔۔۔ سڑک کے دورویہ قطار در قطار لگے درختوں کو گنا۔

دھیان اِدھر اُدھر ہٹانے کی اپنی پوری کوشش کی ۔۔۔ مگر روح کسی اور طرف متوجہ ہونے کو تیار ہی نہیں تھی ۔۔۔ کان ادھر ہی لگے رہے۔ سرمد کی پرسوز آواز سماعت میں اترتی رہی ۔۔۔

جانے کب تک وہ یہی مصرع دہراتے رہے ۔ نہ انہیں ہوش تھا۔ نہ اسے۔ !!

کہ یکدم خاموشی چھا گئی ۔ جیسے سحر ٹوٹ گیا تھا ۔۔۔

عروج چونک پڑی ۔ غیر ارادی طور پر ہی اس کے منہ سے نکل گیا۔

"آپ خاموش کیوں ہو گئے ۔ ؟"

"اوہ ۔۔۔ !"

بے اختیار سرمد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو تمہیں ہمارا گانا پسند آیا ۔۔۔ ؟"

"وہ ۔ وہ ۔۔۔"

اور عروج عالم ہوش میں آ گئی ۔ سٹپٹا کر دھیرے سے بولی۔

"میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی ۔۔۔"

"اور ہم سمجھے ۔۔۔ اچھا لگا ۔ ویسے خاموش اس لئے ہو گئے۔"

سامنے دور پھیلے سبزہ زاروں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"ہم اپنی ریاست کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں ۔ اور وہ دیکھو ۔ وہ دور پھیلے سبزہ زاروں کے درمیان ابھی تمہیں ایک سفید عمارت دکھائی دے گی ۔۔۔ وہ ہمارا محل ہے"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور جب تک انہوں نے بات پوری کی وہ سبزہ زاروں کے درمیان والی سڑک پر سے گزر رہے تھے۔ پھر۔ چند فرلانگ اور آگے گئے تو عروج کو ایک سفید عمارت بھی نظر آگئی۔

سبزے کے درمیان بالکل سفید عمارت بیحد حسین لگ رہی تھی۔

"ہاں۔ وہ ہے۔ وہ۔"

عروج بے ساختہ بچوں کے سے انداز میں چلائی۔

سرمد کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں بولے۔

"تو کیا یہ سج دھج اس حلیے میں سب کے سامنے چلی جاؤ گی۔؟"

"کیا حلیہ ہے میرا۔؟"

خود کو سر سے پاؤں تک تنقیدی نگاہ سے دیکھتے ہوئے تنک کر بولی۔

"میرا لباس گو قیمتی نہیں۔ مگر صاف ستھرا تو ہے۔ ہاتھ پاؤں بھی سبھی موجود ہیں پھر کسی اور کے سامنے جانے سے کیوں شرماؤں گی۔؟ خدا کے فضل سے میرے ضمیر میں بھی کوئی کانٹا نہیں۔"

"ہوں۔!"

سرمد پھر مسکرا پڑے۔

"ویسے حضور سے اتنا پوچھ سکتی ہوں کہ کیا آپ کے محل میں سادگی نام کی کوئی چیز کبھی داخل نہیں ہوئی۔؟"

"آج ہو جائے گی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے طنز کا جواب سرمد نے بڑے ٹھنڈے، میٹھے اور خوش گوار لہجے میں دیا۔
دور سے یہی محسوس ہوا تھا جیسے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ محل تھا۔ مگر جوں جوں گاڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی محل دور ہوتا جا رہا تھا۔
"یہ تو تقریباً چالیس میل بن گئے۔"
عروج جیسے اپنے آپ سے بولی۔
"چالیس میل آپ گئے اور چالیس میل آپ آئے۔ کتنا وقت فضول گنوایا۔"
"فضول کیوں۔؟ گوہرِ مقصود حاصل کر کے آئے ہیں۔"
سرمد نے بڑے انداز سے اس کی جانب دیکھا۔
"شیٹ اپ۔"
"افوہ۔! تو ابھی تک محترمہ غصے میں ہیں۔"
"جو کچھ آج آپ نے میرے ساتھ کیا۔ یہ کبھی بھول سکتی ہوں۔؟"
"مت بھولنا۔ ایسی باتیں تو ضرور یاد رکھا کرتے ہیں۔ اور یہی یادیں تو زندگی کا حسن ہوتی ہیں۔"
"میری زندگی میں آپ حسن پیدا کرنے کی فکر نہ کیجئے۔ میرے پاس اپنے غم ہی اتنے ہیں کہ....."
"کیا۔؟"
سرمد چونک پڑے۔
"تم منی سی لڑکی کو بھلا غموں سے کیا تعلق۔؟"
"یہی تو نوابی شان ہے۔ کہ سب انسان اپنے جیسے ہی خوش حال اور سکھوں سے بھرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دامن لئے دکھائی دیتے ہیں۔"

"آخر بات کیا ہے۔؟ کیا ہم اس قابل نہیں کہ تمہارے دُکھ اپنے من میں سمیٹ لیں"

جواب میں عروج بے اختیار ہو کر ایک قہقہہ لگا اُٹھی — ایسا قہقہہ — جس کے اندر خوشی و مسرت اور سکون و اطمینان کم اور چیخیں زیادہ تھیں۔

وہ — جو خود ہی دُکھوں کو پیدا کرنے والے تھے۔ وہی علاج کرنے جا رہے تھے۔ وہی دُکھ بانٹنے کو کہہ رہے تھے!!

"نفسیات کی کتابیں پڑھ پڑھ کر۔"

"پلیز — ! پلیز — !!

عروج نے درمیان میں ہی بات کاٹ دی۔

"اس موضوع کو اب یہیں چھوڑ دیجئے —"

"جیسی تمہاری خوشی —!"

سرمد نے ایک نگاہ اس کے وجود پر ڈالنے کے بعد سامنے دیکھا۔

"لو بھئی — ہم منزل پر پہنچ گئے۔"

"آپ پہنچ گئے — ہم بھٹک گئے —"

"کیا مطلب —؟"

"امی سے پٹائی ہو جائے گی — ابو کو شکل دکھانے کے قابل نہیں رہے۔"

"کیا —؟"

سرمد تعجب بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"یہی تو کہہ رہی ہوں کہ نوابوں کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا احساس ہی نہیں ہوتا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کی آواز بھرا گئی ——

"ابو گھر میں موجود تھے۔ مجھے ان کی اجازت کے بغیر قدم باہر نہیں نکالنا چاہیئے تھا۔ اور امی۔ اوہ شاید آپ کے ساتھ بلا اجازت یہاں چلے آنے پر کچھ نہ کہیں مگر میرا حلیہ دیکھ کر سب کے سامنے شرمندہ ضرور ہو جائیں گی —— اور پھر یوں ان سے جھڑکیاں پڑیں گی؟"

"تو تم کیا سمجھتی ہو —— کیا ہم سچ مچ ہی تمہیں اس حلیئے میں سب کے سامنے لے جائینگے؟"

سرمد بڑے پیار سے اسے سمجھانے لگے۔

"ارے پاگل لڑکی! اس کا انتظام ہو جائے گا ——"

پھر ہنسے۔

"لو —— یوں ایک عتاب کا ڈر تو گیا —— رہی کرنل صاحب کی بات —— تو اس کی معافی تم سے بھی مانگتے ہیں اور کل ہی ان سے بھی مانگ لیں گے۔"

لہجے میں پشیمانی کی جھلک تھی۔

"اس گھر میں سبھی ہمیں بہت چاہتے ہیں —— بہت عزت کرتے ہیں —— اسی چاہت اسی عزت کو ہم نے اپنا حق سمجھ لیا اور یہ حرکت کر بیٹھے —— ورنہ یقین کرو ہمارے من میں کوئی کھوٹ نہ تھا۔ آج کے جشن میں موسیقی کا پروگرام بڑا اچھا تھا —— بس یہی دل چاہا کہ تم بھی سنو۔"

سرمد کے ہاتھ سٹیرنگ پر تھے ورنہ شاید سچ مچ اس کے آگے جوڑ دیتے۔ البتہ ایک ہاتھ بڑھا کر عروج کا منا سا، سرد سا لرزتا ہوا ہاتھ تھام لیا —— دھیرے سے دبایا۔

"ہمیں معاف کر دیا نا؟"

معافی مانگنے کی عجیب سی ادا تھی —— کوئی بھی جواب دیئے بنا عروج نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور جلدی سے گردن موڑ کر گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اب وہ جہاں سے گزر رہے تھے وہ شاید محل کا پائین باغ تھا۔ چھوٹی سی سڑک کے دورویہ دور دور تک مجید پیارے پھولوں کے پودوں کے تختے پھیلے تھے۔

ہر قسم اور ہر رنگ کے پھولوں کے پودوں کی کٹائی مختلف شکلوں میں کی ہوئی تھی۔ کوئی قطعہ گول تھا، کوئی تکونہ اور کوئی چوکور۔۔۔ اور یہ انداز بیحد سہانا لگ رہا تھا۔

عروج کھو سی گئی۔۔۔ پھر تب ہی چونکی جب گاڑی کو بریک لگے۔۔۔ نگاہ سامنے اٹھائی ایک باوردی چوکیدار فوجی انداز میں سرمد کو سلیوٹ کر رہا تھا۔۔۔ جواب میں سرمد صرف سر ہلا کر گاڑی سے نیچے اتر گئے۔۔۔

چوکیدار آگے بڑھا۔۔۔ شاید گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے مگر سرمد اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے خود آگے آئے۔ عروج کی سمت والا دروازہ کھولتے ہوئے متبسم ہونٹوں سے بہت ہولے سے بولے۔۔۔

"دیکھ لو۔۔۔ ہم تمہیں محل کی پچھلی طرف سے لے کر آئے ہیں۔"

"شکریہ۔۔۔! احسان مانتی ہوں۔۔۔"

آپ ہی آپ عروج کے لہجے میں طنز بھر گیا۔

"اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارا ہی قصور ہے۔"

سرمد کے جواب پر عروج چونک اٹھی۔۔۔ خاصا ذہین انسان تھا۔۔۔ دل میں آئی بات سمجھ لیتا تھا۔۔۔!

"حضور! آپ کو ہر طرف تلاش کیا جا رہا ہے۔"

چوکیدار نے اپنا سر اور تقریباً آدھا دھڑ بھی جھکا کر بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم تھا۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد نے اسے عجب شانِ بے نیازی سے جواب دیتے ہوئے عروج کا ہاتھ تھام لیا۔

"چلو آؤ ——"

چپکے چپکے ان کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے عروج ان کے ساتھ ساتھ چل پڑی ——

چند قدم آگے جانے کے بعد عروج کو اندازہ ہوگیا کہ انہوں نے اتنی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا کہ وہ نازک سی لڑکی اپنی پوری کوششوں کے باوجود چھڑا نہ سکتی تھی —— چیخنے چلانے اور ہمیشہ کی طرح بدزبان ہوجانے کا بھی کوئی فائدہ نہ تھا۔

یہ ان کا محل تھا۔ یہاں بسنے والے لوگ بھی انہیں کے تھے۔ خاموشی ہی بہتر سمجھی۔ اور تب وہ چپ چاپ ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ان کے ساتھ ساتھ چلتی گئی۔ کہ مصلحت اسی میں تھی جو اس وقت ان کے اشاروں پر چلے۔

محل کے اندر داخل ہوئی تو سرمد کی زیادتی کا خیال اور بھی شدت سے آنے لگا —— آنکھوں میں آنسو بھرے جارہے تھے۔

دو تین بار سرمد نے کوئی بات کی —— مگر اس نے جواب ہی نہیں دیا —— دیا جا ہی نہیں رہا تھا —— حلق میں آواز پھنس رہی تھی۔

سوائے اس باوردی چوکیدار کے جو پھاٹک پر پہرہ دے رہا تھا —— ابھی تک کوئی اور متنفس اس کی نگاہ سے نہیں گزرا تھا۔

عروج کی حالت بد سے بدتر ہوئی جارہی تھی —— ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور پورا وجود لرز رہا تھا ——

جانے وہ اسے کہاں لے آئے تھے —— اور ان کے ارادے کیا تھے ؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لحظہ بہ لحظہ بے اعتباری بڑھتی جا رہی تھی۔

"کیا ہوا تمہیں ۔۔۔؟"

اچانک ہی سرمد نے رُک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ۔۔۔ کچھ نہیں ۔۔۔"

خود کو سنبھالتے ہوئے اور اندر ہی اندر آنسو پیتے ہوئے وہ جلدی سے بولی۔

"کچھ بھی تو نہیں ۔۔۔"

"ہم نے کہا نا کہ یہ محل کا پچھلا حصّہ ہے۔ یہاں عام ملازمین اور دوسرے لوگوں کی آمد و رفت کم ہی ہے۔"

شاید عروج کے انداز سے کچھ سمجھ گئے تھے ۔۔۔ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اپنی جانب اٹھاتے ہوئے بڑی نرمی سے بولے۔

"ہم تمہیں اس لئے اِدھر سے لائے ہیں کہ ابھی تمہاری پوزیشن دوسرے لوگوں کے سامنے جانے والی نہیں ۔۔۔"

عروج تب بھی چپ چاپ پلکیں جھکائے کھڑی رہی۔

"دیکھو۔ تمہارے آگے ہم ہاتھ جوڑ رہے ہیں ۔۔۔ اپنا موڈ درست کرو ۔۔۔ اس ہال سے گزر کر اب ہم اس حصّے میں داخل ہونے والے ہیں جہاں رات دن ایک سا سماں رہتا ہے ۔۔۔ چہل پہل اور رونقیں محفلیں ۔۔۔ ائے ۔۔۔!"

پھر سرمد چونک اُٹھے ۔۔۔

"تم تو رو رہی ہو ۔۔۔ یہ تمہاری بھیگی بھیگی پلکیں ۔۔۔"

سرمد بے اختیار ہو گئے کچھ اور سوجھا ہی نہیں اسے کھینچ کر اپنے چوڑے چکلے سینے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگا لیا ــــــ

" ڈرو نہیں ــ بخدا ہم بڑی نیک نیتی سے تمہیں یہاں لائے ہیں ــ ہم ایسے ان نہیں ــ جیسا تم سمجھ رہی ہو ــ ہم تو تمہاری بہت عزت کرتے ہیں ــ بہت ــ بہت ــ اور ــ اور ــ "

وہ کھوئے ہوئے جانے کیا کیا کہے جا رہے تھے ــ عروج کسمسا کر ان کی گرفت سے نکل گئی۔

یہ ان کی زبان اور یہ انداز ــ کیسے مختلف تھے ــ زبان سے وہ اپنی صفائی پیش کر رہے تھے اور انداز ــ انداز ــ !

عروج لڑکھڑا سی گئی ــ کیسے بے تکلفی سے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا تھا ــ اس کا مطلب تھا آخر ــ ؟ عمل و ذہن میں اتنا فرق ــ !

اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا ــ سر گھوم رہا تھا۔ حواس جواب دیئے جا رہے تھے۔ پھر بھی وہ اس انسان کے ہاتھوں بے بس نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اپنی ساری جواب دیتی ہمتوں کو مجتمع کیا ــ اور سرمد کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے پوری قوت سے انہیں پیچھے دھکا دے کر بھاگی۔

جدھر رُخ تھا ــ ادھر سامنے جو دروازہ دکھائی دیا ــ لپک کر اسے کھول دیا۔

" اوہ ــ ! "

وہ وہیں ٹھٹک کر رہ گئی ــ دروازہ کھلتے ہی موسیقی کی ہلکی ہلکی اور بڑی خوش گوار دھن اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

جلدی سے نگاہیں اُٹھائیں۔

سامنے اتنا بڑا ہال تھا کہ دوسرے کنارے پر موجود چلتے پھرتے لوگوں کی شکلیں بھی اچھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

طرح دکھائی نہیں دیتی تھیں ـــــ پورے ہال کے فرش پر بڑے بڑے دبیز قالین بچھے تھے ـــــ چاروں طرف کنارے کنارے بہت سارے صوفے لگے تھے۔

زرق برق ملبوسات میں بے شمار خواتین اور مرد وہاں تشریف فرما تھے۔ ہلکی ہلکی کی تال پر لہک لہک کر چائے یا کافی پی رہے تھے اور بہت دھیمی دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے ـــــ ہنس رہے تھے اور کھنکتے کھنکتے سے قہقہے لگا رہے تھے۔

روشنیاں ـــ خوشبوئیں ـــ رنگ برنگ ملبوسات ـــ اور سب کی ملی جلی گونج کرنے والی مدہم مدہم آوازیں ـــ عجیب طلسماتی سا ماحول پیش کر رہی تھیں ـــــ

عروج جھجکی ـــ وہ تو اپنے گھر ہونے والی پارٹیوں میں ہی بہت کم شامل ہوا کرتی اور یہ ـــ اتنا بڑا اجتماع ـــ سینکڑوں گنا بڑا ـــ سٹپٹائی ـــ گھبرائی ـــــ

اور پھر ـــ اس سے پہلے کہ کوئی اس کی طرف متوجہ ہوتا ـــ پلٹی ـــ دھڑام سے دروازہ بند کیا اور تیزی سے واپس بھاگی ـــــ

سرمد وہیں کھڑے بڑی حیرت سے اس کی حرکات دیکھ رہے تھے ـــ لرزتی کانپتی ان سے لپٹ گئی ـــــ

"مجھے واپس میرے گھر چھوڑ آیئے ـــ خدا کے لئے مجھے چھوڑ آیئے ـــ میں ان سارے لوگوں میں نہیں جاؤں گی ـــــ"

اس کی ان بے ساختہ اور دیوانوں جیسی حرکات پر سرمد کو بے اختیار پیار آگیا۔

"اچھا اچھا ـــــ"

وہ ان کے ساتھ لپٹی کھڑی تھی ـــ اس کا سر تھپتھپا تھپتھپا کر اسے تسلی دینے لگے۔

"ان سب میں نہیں لے کر جائیں گے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے لرزتے وجود کو سہارا دیتے ہوئے ایک طرف لے چلے۔

"چلو آؤ ہمارے ساتھ۔۔۔"

"نہیں ۔۔۔ میں گھر جاؤں گی۔"

"گھر بھی جانا ہی ہے ۔۔۔ اب آگئی ہو تو دو گھڑی کو رُک جاؤ۔"

بڑی نرمی اور پیار سے اسے سمجھانے لگے۔

"ہم پر اعتبار کر کے تو دیکھو ۔۔۔ ہم خُدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم ہماری عزت ہو۔"

اور یہ کہتے کہتے سرمد اس کا بازو تھامے ایک فراخ سی راہداری میں داخل ہو گئے ۔۔۔ سامنے ہی ایک بڑا خوب صورت منقش چوبی زینہ تھا ۔۔۔ اسے لئے اس پر چڑھنے لگے۔

"یہ اُوپر والی منزل دراصل ہماری رہائش گاہ ہے۔ نیچے والا حصہ تو ایسے ہی جشن اور دعوتوں وغیرہ کے لئے مخصوص ہے۔"

جب آخری زینے پر پہنچے تو لمحہ بھر کے لئے رُک کر بولے۔

"پلیز! ہمارے ساتھ یوں نہ چلو جیسے ہم تمہیں اغوا کر کے لائے ہیں۔"

اور ۔۔۔ سرمد کے اس فقرے اور اس انداز پر عروج کو بے ساختہ ہنسی آگئی یوں بھی اسے کچھ فاصلے پر ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں داخل ہوتی ہوئی دو لڑکیاں دکھائی دے گئی تھیں۔

کچھ حوصلہ ہوا ۔۔۔ اس طرح اطمینان کا سانس لیا جیسے اب خطرے سے باہر تھی۔

"اغوا ہی تو کر کے لائے ہیں ۔۔۔ اپنی خوشی سے تھوڑی آئی ہوں۔"

ہنسی کو ہونٹوں ہی میں بھینچتے ہوئے بہت دھیرے سے بولی۔

"چلو ہماری خوشی کو کچھ دیر کے لئے اپنی سمجھ لو۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ کہتے ہوئے تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھ گئے ۔ عروج بھی جھٹ سے تیز
ان کے قریب پہنچ گئی ۔

"آپ آگے نکل آئے تو مجھے ڈر آگیا ۔"

ان کے پہلو سے ہاتھ لگ کر چلتے ہوئے بالکل بچوں کے سے انداز میں بول

"اور کبھی ہم پاس ہوتے ہیں تو ڈر جاتی ہو ۔ عجیب لڑکی ہو ۔"

سرمد نے مسکرا کر بڑے پیار سے اسے دیکھا ۔

"میری امی اور خالہ امی وغیرہ کدھر ہیں ؟"

عروج نے موضوع بدلنے کی خاطر جلدی سے پوچھ لیا ۔

"وہ وہیں تھیں ۔ جہاں بہت سارے لوگ دیکھتے ہی تم ڈر کر ہم سے لپٹ
پڑی تھیں ۔"

سرمد کے ہونٹوں پر بڑی خوب صورت سی مسکراہٹ پھیلی تھی اور آنکھوں میں
قسم کی چمک ۔!

عروج جھینپ کر رہ گئی ۔ اس وقت کیسے ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی !
شرمندگی سے جبیں عرق آلود ہو گئی ۔ چپکے سے دوپٹے کے پلو سے صاف کر
اسی لمحے سرمد دائیں ہاتھ ایک بہت بڑے کمرے میں داخل ہو گئے ۔

"لو بھئی ! یہ ہمارا کنج قفس ہے ۔"

اور عروج اس کے کنج قفس کو دیکھ کر حیران سی رہ گئی ۔ اس قدر خوب صورت اور نفیس
سامان سے کمرہ مزین کیا گیا تھا کہ اس میں خود اپنا وجود اسے گدلا گدلا سا محسوس ہونے لگا
دروازوں پر دبیز اور کھڑکیوں میں بڑے نازک نازک سے سرسراتے اور لہراتے قیمتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پردے جیسے پردے لٹک رہے تھے۔

صوفے — کرسیاں — بیڈ — قالین — غرض ہر چیز قیمتی تھی اور ہر چیز اعلیٰ اور عمدہ ذوق کی مظہر —!

سب سے زیادہ حیرت اسے اس چھوٹے سے تخت اور اس پر بچھے خوب صورت مخملیں جانماز کو دیکھ کر ہوئی — اور تو اور وہاں ایک تسبیح بھی پڑی ہوئی تھی۔

سرمد — اور یہ جانماز اور تسبیح —!!

سب کیسی متضاد چیزیں اس کمرے میں جمع تھیں۔

اتنی حیرت ہو رہی تھی کہ مڑ کر سرمد کے سراپا کو دیکھے بنا رہ نہ سکی۔

"حیران کیوں ہو رہی ہو — ؟ کیا ہم مسلمان نہیں — ؟"

اس کی نگاہوں کے زاویوں کو سرمد دیکھ رہے تھے۔ پھر اس کی آنکھوں میں پھیلتے حیرت کے سائے بھی دیکھ لئے تھے۔

"اور ایک مسلمان کی روح اس غذا کے بغیر بھوکی رہ جاتی ہے — سکون ہی نہیں ملتا —"

"اوہ —"

ان کے یہ عقائد —

سرمد آخر کیا تھے — ؟ نیکی کا مجسمہ یا بدی کا پیکر —!!

جانے اس انسان کے کتنے روپ تھے — ؟؟

"تم یہاں ٹھہرو — ہم دو منٹ کے لئے اپنے مہمانوں کو شکل دکھا آئیں — اور تمہاری حضوری بھی پریشان ہو رہی ہوں گی —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد نے عجلت سے آگے بڑھ کر ایک دیوار کے ساتھ رکھے خوب صورت سا بورڈ کا دراز نکالا اور عروج کے ہاتھوں میں تھما دیا۔

"اتنی دیر تم ان تصویروں کو دیکھو — تنہا نہیں رہو گی —"

اور خود تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ اجنبی جگہ — غیر گھر اور ناپسندیدہ انسان کے کمرے میں تنہا کھڑی تھی — ہاتھوں میں وہ ڈھیر ساری تصویروں والا دراز تھا جو اسے سرمد تھما گئے تھے اور ——— نگاہیں چاروں اطراف گھوم رہی تھیں — سارے حواس بیدار — دُور سے آتی کسی ذرا سی بھی آہٹ پر فوراً چوکنی ہو جاتی ———

چند لمحے — یا جانے کتنے لمحے — وہ یونہی دراز ہاتھوں میں تھامے بُت کی طرح ساکن کھڑی رہی ———

اچانک سامنے سائیڈ بورڈ پر ٹکی ایک نوجوان وحسین عورت اور مرد کی تصویر پر جا ٹکیں — دور سے وہ تصویر بیحد اچھی لگ رہی تھی یکدم جی چاہا اُٹھا کر پاس سے جا کر دیکھے ———

ہاتھوں میں پکڑا تصویروں والا دراز بے لیے، اِرد گرد دیکھتی، ہولے ہولے اٹھا کر وہاں تک جا پہنچی — بڑی دیر تک کھڑی وہ اس تصویر کو دیکھتی رہی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دُور سے جو نوجوان عورت اور مرد کی لگ رہی تھی قریب آنے پر اندازہ ہوا کہ مرد پچاس اور عورت چالیس پینتالیس کے لگ بھگ ہوگی۔

گو دونوں ہی بڑی باوقار شخصیت کے مالک تھے ۔۔۔ مگر عورت کے حسن اور سادگی نے اسے کچھ اس قدر اپنی طرف متوجہ کیا کہ وہ کتنی ہی دیر کھڑی اسے کھوئی کھوئی سی دیکھتی رہی ۔۔۔

بڑی مقدس اور بیحد پُرکشش تھی وہ ۔۔۔! عروج دیکھے جا رہی تھی اور دیکھتے دیکھتے اچانک اسے احساس ہوا کہ یہ صورت کافی مانوس تھی ۔۔۔ سوچنے لگی ۔۔۔ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا ۔۔۔؟

ذرا دماغ پر زور دیا تو فوراً خیال آگیا کہ سرمد کی شکل بالکل ایسی ہی تھی ۔۔۔ بس فرق تھا تو اتنا ۔۔۔ یہ عورت تھی اور سرمد کی صورت مردانہ تھی ۔۔۔ وہی وقار، وہی وجاہت اور وہی پُرکشش اور متبسم آنکھیں ۔۔۔!!

یقیناً یہ سرمد کی ماں اور باپ کی تصویر تھی ۔۔۔ دونوں ہی اسے بڑے اچھے لگے ۔۔۔ ساتھ ہی یہ خیال آتا رہا ۔۔۔ کہ اتنے اچھے والدین کی اولاد کیسی خراب نکلی تھی ماں کے چہرے پر تقدس کا نور تھا اور بیٹے کے چہرے پر گناہ کی سیاہی ۔۔۔!

عروج کو ان والدین پر بڑا ترس آیا ۔۔۔ بڑی ہی دیر کھڑی انہیں کے متعلق سوچتی رہی ۔۔۔ ہاتھوں میں اسی طرح تصویریں والا دراز تھا ۔۔۔

پھر اچانک اس طرف نگاہ اُٹھ گئی ۔۔۔ بھلا ان کو بھی دیکھے تو سہی ۔۔۔! دلچسپی پیدا ہوئی ۔۔۔

اس تصویر ہی کی طرف دیکھتے دیکھتے پیٹی اور جا کر نیچے قالین

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی — بے شمار تصویریں تھیں — جو کوڑے کے ڈھیر کی طرح دراز میں ڈھیر تھیں —
عروج نے دراز قالین پر الٹ ڈالا — بہت ساری جگہ پر تصویریں پھیل گئیں،
وہ بڑے اطمینان سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور تصویریں دیکھنے لگی —
تقریباً سب کی سب تصویریں بڑی پیاری، بیحد خوبصورت اور جوان جوان لڑکیوں کی
— ان سب تصویروں میں مرد صرف ایک ہی تھا — اور وہ سرمد تھے —
کسی تصویر میں کسی کے ساتھ اور کسی میں کسی کے ساتھ — تو یہ حضرت راجہ
تھے —؟

اور — اور پھر اچانک اس کے ہاتھ میں اپنی امّی کی تصویر آگئی — یہ وہی
تھی جو امّی نے خاص طور پر ہیئر ڈریسر سے بال بنوا کر اور سرمد کے ساتھ
دلوائی تھی — تو اتنے اہتمام سے وہ تصویر صرف سرمد کے لیے اُتروائی گئی تھی،
تھوڑا سا جو موڈ بحال ہوا تھا وہ پھر ویسے کا ویسا ہو گیا اب تو تصویریں دیکھنے
دل نہیں چاہ رہا تھا — انتہائی غصّے سے سب تصویروں کو گڈمڈ کر کے
ہاتھوں سے پرے دھکیل دیا — اور خود پشیمانی پر ناگوار سے شکن لیے اُٹھ
ہوئی —

تنہائی اور بے بسی کا احساس ایک بار پھر بڑی شدّت سے ہونے لگا — دم
گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی دفنا جائے گی — جلدی سے جا کر
کا پردہ ہٹایا —

نگاہوں کے سامنے وہی سبزہ زار تھے اور وہی بل کھاتی سڑک دکھائی دے
تھی جہاں سے ابھی ابھی ان کی گاڑی گزر کر آئی تھی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اُوپر سے تو سب کچھ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ ان رنگ
پھولوں اور باغ کی پُربہار فضاؤں کو لمبے لمبے سانس لے کر دیکھنے لگی۔
اُدھر تھیں اور دماغ سرمد اور اُمّی اور ان بیشمار تصویروں والی لڑکیوں میں اُلجھ
ذرا سی آہٹ نے اسے چونکا دیا۔ وہ چونکی ہو کر پیچھے گھومی۔ سترہ
سالہ ایک نازک نازک سے خدوخال والی سادہ سی لڑکی کھڑی تھی۔
ہاتھوں میں ایک ڈبہ پکڑے ہوئے تھی۔ کچھ جانی پہچانی سی شکل لگ
جانے اسے پہلے کہاں دیکھا تھا۔؟

عروج سوچے بنا رہ نہ سکی۔ شاید ان ڈھیر ساری تصویروں میں
ہاں۔" اس کے دماغ نے پُرزور تائید کی۔

"نوابزادہ صاحب نے یہ ساڑھی بھیجی ہے۔ آپ پہن کر تیار ہو جائیے
جشن کا پروگرام ہونے والا ہے۔"

عروج ایک ٹک اُسے دیکھی جا رہی تھی۔ اس کے لباس اور اس کی
نوعیت سے اس نے بخوبی اندازہ لگا لیا کہ وہ کوئی کنیز وغیرہ ہوگی۔ مگر
کے ساتھ اُس کی تصویر۔!

"جلدی کیجئے نا۔ پہلے ہی ان کی غیر حاضری کی وجہ سے بہت دیر ہو چکی ہے
عروج خاموش رہی تو وہ اس کے قریب آتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"تم کون ہو۔؟"

جانے کیوں عروج کے لہجے میں بڑا تیکھا پن سا آ گیا۔ وہ پڑے انداز
مسکرا دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں بھوجی ہوں ——!"

"بھوجی کون ——"

یہ اندازہ لگانے کے باوجود، کہ وہ اس محل کی کنیز ہوگی، عروج گھبرا کر پھر بھی پوچھ بیٹھی۔ بڑا اچنبھا سا ہو رہا تھا۔ سر مدکے ساتھ تصویر! تو کیا اس محل میں کنیزیں اسی قسم کے لبادوں کے استعمال میں آتی تھیں ——؟؟

"دیکھ لیجیے —— آپ کے سامنے کھڑی ہوں ——"

بھوجی اسی بے تکلفی سے مسکرائے جا رہی تھی۔ عروج اب مزید کوئی بات نہ کر سکی لاجواب سی ہو کر رہ گئی۔ یوں بھی بھوجی کی مسکراہٹ نے اسے پریشان کر ڈالا تھا۔ جانے کیوں دیکھ دیکھ کر مسکرائے جا رہی تھی کہیں وہ یہ تو نہیں سمجھ رہی تھی کہ بھی اس محل میں اس کی سی حیثیت سے لائی گئی تھی ——

اوہ —! ایسی رسوائی —! ایسی ذلت ——!!

"میں یہ ساڑھی ہرگز نہیں پہنوں گی ——"

عروج بڑی تلخی سے بولی ——

"دیکھ تو لیجیے، بڑی نفیس اور خوبصورت ہے ——"

"مجھے نفاست یا خوبصورتی سے کوئی سروکار نہیں۔ بس میرا اپنا ہی لباس ٹھیک ——"

"تو کیا اس طرح جشن میں شامل ہوں گی ——؟"

"نہیں ——"

"پھر ——؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پھر — پھر — پھر کیا — ؟"

بیحد چڑچڑے پن سے چلا پڑی — یہ خیال ہی نہ رہا کہ وہ کسی نواب کے محل میں اور — اور یہ کہ یہاں کے ادب آداب کیا تھے — ؟

"ارے! آپ تو ناراض ہو رہی ہیں —"

صبوحی کے چہرے پر اب بھی تبسم تھا —

اور اس کے اس انداز اور اس بات پر عروج کو جیسے ہوش سا آگیا — اور ذرا ملائمت سے بولی —

"کیا کسی نواب کے محل میں عام سادہ سا لباس پہن کر جانا جرم ہوتا ہے — ؟"

"نہیں نہیں — ایسی تو کوئی بات نہیں —"

وہ عروج کو سر سے پیر تک دلچسپی سے تکتے ہوئے کہنے لگی — "اب مجھے تو لیجیے — کوئی بہت زیادہ فیشن نہیں کیے ہوئے اور لباس بھی سادہ ہی ہے —"

"پھر مجھے کیوں مجبور کیا جا رہا ہے — ؟"

"معلوم نہیں — نوابزادہ صاحب ہی کا حکم تھا —"

"جاکر انہیں کہہ دو کہ میں ان کا یہ حکم ماننے کو قطعی تیار نہیں —"

اسے سرمد کے اس حکم میں جانے کیا سوجھائی دیا — کیسے اسے امی کی غیر موجودگی زبردستی لے آئے تھے — اور پھر اب — اب — سجنے سنورنے کو لباس مہیا کیا جا رہا —

اوہ خدا — ! یہ سب کیا تھا آخر — ؟

"جی بہت اچھا —"

صبوحی اس کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج پھر اکیلی رہ گئی تھی۔ دل اور بھی گھبرانے لگا۔ کیسی عجیب سی خاموشی تھی ——
محل میں جشن ہو رہا تھا۔ اور یہاں اس کمرے میں ہُو کا عالم تھا۔ جانے محل کے کون
سے حصے میں تھی۔ اور سرمد اسے یہاں کیوں چھوڑ گئے تھے ——؟

گھبرائی گھبرائی پرلی سمت والے دریچے میں جا کھڑی ہوئی۔ پردہ سرکایا ——
اس کے کواڑ بھی بند تھے۔ ہولے سے چٹخنی گرا دی ——

کواڑ ابھی ذرا سے ہی کھلے تھے کہ مسحور کر دینے والی موسیقی کی آواز کانوں میں
آئی۔ پہلے تو گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔ پھر کچھ سمجھ میں آیا تو شوق اور تجسس سے
بڑھ کر دریچے کے کواڑ پورے کھول دیئے ——

بہت نیچے وہی بڑا سا ہال تھا۔ جہاں کچھ دیر پہلے بہت سارے مہمانوں کو دیکھ
کر حیران ہو گئی تھی۔ تو کیا اتنا طویل زینہ طے کر کے آئی تھی ——؟ حیران سی ہوتے
ہوئے پھر نیچے دیکھنے لگی ——

اچانک ہی امی وغیرہ کا خیال آ گیا۔ نگاہیں اتنے سارے لوگوں میں امی اور
ابو کو تلاش کرنے کی بے سود سی کوشش کرنے لگیں ——

یوں بھی کسی کا چہرہ تو دکھائی دے نہیں رہا تھا۔ سر ہی سر تھے۔ زنانہ اور مردانہ،
کوئی جُڑے سے جوڑے والا۔ کوئی ترا شیدہ بالوں والا۔ کوئی سیدھی مانگ
چوٹی والا۔ اور بعض تو ایسے سر تھے کہ نیچے سے لباس مردانہ تھے مگر سر کے بال
یقیناً زنانہ ——!!

رنگ برنگے، عجیب عجیب سٹائل کے مختلف قسم کے ملبوسات عورتیں بھی پہنے تھیں
اور مرد بھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہال کے ایک کنارے پر سٹیج سا بنا ہوا تھا۔ شاید یہیں موسیقی کا پروگرام ہونے والا تھا۔ سارے ہال کا جائزہ لینے کے بعد عروج نے ادھر دیکھا۔

جس کھڑکی میں وہ کھڑی تھی۔ اس کے دائیں، بائیں، سامنے غرض چاروں بڑی خوبصورت بالکنیاں بنی ہوئی تھیں۔ جیسے خاص اس مقصد کے لیے بنائی گئی تھیں کہ نیچے سٹیج میں ہونے والے پروگرام اوپر سے بھی بآسانی دیکھے جا سکیں۔

عروج بڑے غور سے سب جائزہ لے رہی تھی۔ امی کی تعریف ہی تھیں۔ ہر چیز کا ہر سٹائل بیحد خوبصورت، بیحد نفیس تھا۔ بے انتہا خوبصورت نقش و نگار والی دیواریں۔ صاف ستھرے عجیب قسم کے چمکیلے فرش۔ بالکنیاں۔ دریچے۔ بڑے بڑے ہال۔ قیمتی سامان۔ نفیس پردے۔ خوبصورت پھولوں والے لان۔

ہر چیز ہی تو وہ دیکھ چکی تھی اور دل ہی دل میں اس کی نفاست، حسن اور خوبصورتی کو سراہ رہی تھی۔ سب سے زیادہ اس انسان کے ذوق کو داد دے رہی تھی جس کی پسند سے یہ محل تعمیر ہوا تھا اور اس کی آرائش کی گئی تھی۔

"ہائے۔!"

کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے ہی وہ ڈر کر پیچھے مڑی۔

"تم نے لباس تبدیل نہیں کیا۔؟"

سرمد کھڑے پوچھ رہے تھے۔

مگر۔ وہ کوئی بھی جواب نہ دے سکی۔ جواب کیا دیتی۔ وہ تو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرے پاؤں تک گھور گھور کر دیکھنے میں مصروف ہوگئی تھی۔

اگر چہرہ وہی نہ ہوتا تو یقیناً وہ سرمد نہیں ہو سکتے تھے۔ عروج نے ہمیشہ انہیں سوٹ میں، سویٹر پتلون یا صرف کرتا اور پاجامہ میں ہی دیکھا تھا۔ مگر اس وقت وہ سیاہ شیروانی اور سفید چوڑی دار پاجامہ پہنے تھے۔ پاؤں میں بڑا خوبصورت سلیم شاہی جوتا تھا۔ اس لباس میں وہ سچ مچ کسی ریاست کا بڑا بانکا اور وجیہہ و باوقار نواب لگ رہے تھے۔

"خاصے خوبصورت ہیں۔ تبھی تو ان پر لڑکیاں پروانوں کی طرح گرتی ہیں۔ اور تو اور۔ میری امی بھی۔ اس عمر میں۔!"

وہ ان کی طرف دیکھے جا رہی تھی اور سوچے جا رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ تصویریں والی سب لڑکیاں بھی نگاہوں میں پھر رہی تھیں۔

"ہماری بات کا تم نے جواب نہیں دیا۔؟"

اس کی محویت کو دیکھ دیکھ کر سرمد زیر لب مسکرائے جا رہے تھے۔

"کس بات کا۔؟"

"تم نے لباس کیوں نہیں تبدیل کیا ہے۔؟"

"میری مرضی۔"

عروج نے بڑے اطمینان سے دوٹوک جواب دیا۔

"اور ہم نے تمہارے آگے التجا بھی کی تھی کہ اپنا موڈ درست رکھنا مگر تم اسی بدمزاجی سے جبوحی سے پیش آئیں۔"

پھر وہ سمجھانے والے انداز میں انتہائی نرمی سے بولے "جانتی ہو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تمہارے اس انداز سے سب کیا سمجھ سکتے ہیں ۔؟ جیسے ہم تمہیں کہیں سے بھگا کر لائے ہیں

"مجھے گھر چھوڑ آیئے ۔۔۔" عروج سسک پڑی ۔

"ارے ارے ۔۔!"

وہ پشیماں پشیماں سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے ۔

"ابھی ۔۔۔!"

"اچھا بھئی ابھی چھوڑ آتے ہیں ۔۔"

سرمد گھبرا گھبرا کر اپنے رومال سے عروج کے آنسو پونچھنے لگے ۔

"لیکن اب اتنی دیر تو انتظار کرو کہ ہم اپنے مہمانوں کو خود اپنے سامنے دعوت کھلا دیں پہلے ہی ہم سے بے پرواہی ہو گئی ہے ۔۔"

پھر عروج کو دلاسہ دینے کے انداز میں دھیرے سے مسکرائے ۔۔"اور ہم تو اپنی امی حضور اور ابا حضور سے بہت ڈرتے ہیں ۔۔۔"

ان کے تسلی دینے سے عروج کو پھر کچھ حوصلہ ہوا ۔۔ دوپٹے کے پلو سے اپنے بھیگے رخسار خشک کرنے لگی ۔۔۔

سرمد اچانک ہی کچھ سوچ کر عجب سے انداز میں بولے "ہماری امی حضور بہنوں سے ملو گی ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔"

عروج کو کسی سے ملنے کا کوئی اشتیاق نہ تھا ۔۔ وہ تو صرف اس قفس سے باہر نکلنا چاہتی تھی ۔۔ اس رنگیلے نواب زادے کی قید سے رہائی پانا چاہتی تھی ۔۔۔

"تو پھر آؤ ۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسی بے تکلفی سے سرمد نے اس کا ہاتھ تھام لیا ——

"اور اب پلیز! اپنا موڈ درست رکھنا — ورنہ سب کہیں گے کہ کیسی چڑچڑی اور بدمزاج سی لڑکی ہے ——"

"کوشش کروں گی ——"

زندگی میں شاید پہلی بار عروج نے سرمد کی اس بات پر بھڑک اُٹھنے کی بجائے سنجیدگی سے جواب دیا تھا — جانے کیوں — ؟ سرمد مسکرا دیئے — پھر بڑے معنی خیز سے انداز سے بولے ——

"دیکھو نا — ہر ایک کی پسند ایک جیسی تو نہیں ہو سکتی نا — کوئی ہم جیسا دیوانہ شعلے کی طرف لپکتا ہے اور کوئی ٹھنڈی ٹھنڈی شبنم کو پسند کرتا ہے ——"

"کیا مطلب ——؟"

عروج —— یکلخت چونک پڑی ——

"یہی کہ تمہاری بدمزاجی اور چڑچڑاپن ہم تو ہنس کر سہہ لیتے ہیں — کیونکہ ہمیں — ہمیں ——"

سرمد خود ہی اپنی بات کو کھا گئے — پھر جلدی سے موضوع بدلا "ہو سکتا ہے — کسی اور کو تمہارا یہ مزاج ....."

جانے وہ کیا کہنے والے تھے مگر عروج نے پہلے ہی ان کی بات کاٹ دی ——

"تو مجھے مت ملایئے کسی اور کے ساتھ — کہیں آپ کی عزت میں کوئی فرق نہ آ جائے ——"

"اب جو ہمارے خدا کو منظور ——!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ شوخی سے مُسکرائے جا رہے تھے ۔ اور ان کی یہ مُسکراہٹ ۔ عروج کو پھر مشکوک کر گئی ۔ کہیں ماں بہنوں سے ملانے کا بہانہ ہی تو نہ تھا ۔؟ نجانے اسے کہاں لیے جا رہے تھے ۔؟

" میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی ۔ میں کسی سے نہیں ملوں گی ۔"

ایک فراخ سی راہداری میں سے گزر رہے تھے ۔ عروج وہیں رُک کر ہذیانی انداز میں چلانے لگی ۔

" پاگل ہو گئی ہو کیا ۔؟"

سرمد اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھ گئے ۔

" ہم تو شکر کر رہے ہیں کہ آج ادھر کوئی ہے نہیں ۔ سبھی ملازم اور ملازمائیں وغیرہ نیچے مہمانوں کے پاس ہیں ۔ ورنہ سبھی یہ تماشا دیکھتے ۔"

عروج ابھی کوئی جواب نہیں دے پائی تھی کہ دور سامنے سے صبوحی آتی دکھائی دی ۔ جلدی سے سنبھل گئی ۔ اس کا ہاتھ ابھی تک سرمد کے ہاتھوں میں تھا ۔ زور سے جھٹکا دے کر چھڑا لیا ۔ سرمد بے اختیار مُسکرا اُٹھے ۔

" کہاں جا رہے ہیں ۔؟"

صبوحی اسی طرح مُسکراتے ہوئے بڑی بے تکلفی سے مُخاطب ہوئی ۔

" تم کہاں جا رہی ہو ۔؟"

" آپ کے پاس ۔!"

" اور ہم خود ہی آ گئے ۔"

" شکریہ حضور ۔ اور ادھر ابا حضور جناب کو یاد فرما رہے ہیں ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ ——! مارے گئے ——"

سرمد جلدی سے پلٹ کر شوخ نگاہوں سے عروج کی طرف دیکھنے لگے۔

"آج اس لڑکی نے ہماری ابا حضور سے پٹائی کروا دینی ہے ——"

پھر صبوحی سے مخاطب ہوئے۔

"صبوحی! تم اسے امی حضور کے پاس لے جاؤ۔ بجیا، آپا اور نادرہ وغیرہ سے اسے ملانا بہت شوق ہے اسے سب سے ملنے کا ——"

"ہونہہ! بہت شوق ہے سب سے ملنے کا ——"

عروج جی ہی جی میں بڑبڑائی۔

"آپ کو خوش فہمی ہے نوابزادہ صاحب —— ورنہ میں تو صرف مجبوری کے تحت ان کے پاس جاؤں گی ——"

"بہت بہتر ——!"

سرمد دوسری طرف مڑ گئے اور صبوحی نے مسکراتے ہوئے، بڑی اپنائیت سے عروج کا بازو تھام لیا ——

"آیئے ——"

عروج چپ چاپ، بلا حیل وحجت اس کے ساتھ چل پڑی دل ہی دل میں سلگ رہی تھی کہ سرمد جیسی بلا سے تو پیچھا چھوٹا ——

"آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں ——؟"

بڑی میٹھی میٹھی نگاہوں سے صبوحی نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا ——

"کیا ضرورت ہے ——؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد کے سمجھانے اور منت سماجت کے باوجود عروج اپنا موڈ درست نہ کر سکی۔

"آخر بات کیا ہے ۔۔۔؟ آپ کچھ خفا خفا سی لگ رہی ہیں۔ کیا بھائی جان نے کچھ کہا ہے ۔۔۔؟"

پھر آپ ہی بھوجی مسکرا دی ۔۔۔

"وہ ہیں ہی بہت شریر ۔۔۔!"

"کون سے بھائی جان ۔۔۔؟"

عروج سٹپٹائی ۔۔۔

"میں تو تمہارے کسی بھائی جان کو نہیں جانتی ۔۔۔"

بھوجی نے کھنکتا ہوا اک بڑا پیارا سا قہقہہ لگایا ۔۔۔

"اور آپ یہاں اس محل میں آئی کس کے ساتھ ہیں ۔۔۔؟"

"سرمد کے ساتھ ۔۔۔"

"وہی ہمارے بھائی جان ہیں ۔۔۔"

"مگر ۔۔۔ مگر میں تو سمجھی تھی کہ آپ کوئی کنیز ہیں ۔۔۔"

عروج گھبرائی گھبرائی سی ہکلائی۔ تو وہ ایک نواب زادی کے ساتھ ایسی بدتمیزی سے پیش آتی رہی تھی ۔۔۔

"تو یہی سمجھ لیجئے ۔۔۔ ایسے اچھے بھائی کی کنیز بننے میں بھی ہم اپنی سعادت سمجھیں گے ۔۔۔"

"اچھے بھائی کی ۔۔۔!" عروج اندر ہی اندر مسکرا پڑی ۔۔۔

"سادہ لوح لڑکی! تمہیں کیا پتہ ۔۔۔ اس محل سے باہر تمہارا بھائی کیا کیا گل کھلاتا پھرتا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"——

عروج کی نگاہوں میں جوان جوان بیشمار لڑکیوں کی تصویروں والا دراز اور ساتھ ہی امّی کی تصویر گھوم گئی ——

"ہر بہن کو اپنا بھائی نیکی ہی کا مجسمہ لگتا ہے ——"

وہ سوچتی گئی — اور صبوحی اسے لیے ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں داخل ہو گئی ——

اپنے خیالات میں کھوئی اندر گئی تھی — نگاہیں اُٹھائیں تو اس کی آنکھیں جیسے چندھیا سی گئیں ——

بے شمار روشنیوں میں بہت سی لڑکیوں کے چمکتے دمکتے پیارے پیارے سے چہرے دکھائی دیئے — دھیمی دھیمی مسکراہٹوں والے یہ نازک نازک سے پیکر کسی اور ہی دنیا کی مخلوق لگ رہے تھے —

لیکن — لیکن — عروج کے جب ذرا حواس درست ہوئے اور اس نے غور سے سب کو دیکھا تو — ٹھٹک سی گئی — یہ سب وہی چہرے تھے جن کی تصویریں سرمد کے دراز میں دیکھ کر آئی تھی ——

جلدی سے صبوحی کی طرف مڑی — وہ بھی تو انہیں میں سے ایک تھی — گھبرائی سٹپٹائی ——!!

"یہ میری روحی آپو ہیں — یہ بجیا — نواب زادہ فواد کی منگیتر —!"

صبوحی آنکھوں میں شرارت کی چمک لیے اس کا سب سے تعارف کرا رہی تھی — جب بجیا کے ساتھ اس نے ان کے منگیتر کا ذکر کیا تو بجیا نے بڑے پیار سے آنکھیں نکال

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرائے گھوڑا ——

صبوحی جلدی سے تیسری لڑکی کی طرف مڑ گئی ——

" یہ میری پھوپھی حضور کی صاحبزادی نادرہ ہیں — آپ انہیں انارکلی بھی کہہ سکتی ہیں کیونکہ — کیونکہ — ان کا شہزادہ سلیم ....."

صبوحی بجھانے کیا کہنے والی تھی — نادرہ نے لپک کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا ادھر سے روحی آپو بول پڑی ——

" غلط کہہ رہی ہے کچھ — اتفاق ہی تو ہے کہ ان کا نام سلیم ہے — تم کیوں چڑتی ہو "

تب نادرہ نے صبوحی کو چھوڑ دیا اور شرماتے ہوئے پرے ہٹ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی

" یہ میری چھوٹی پھوپھی حضور کی چھوٹی دختر نیک اختر ہیں —— مہ پارہ "

صبوحی اس کی طرف دیکھ کر بڑے انداز سے ہنس دی ——

" اس کا مہ پارہ نام کیا رکھا ہے اس میں سچ مچ ہی پارہ بھرا ہے —— بچہ شریر ہے ——"

" تمہارا مقابلہ ہم ابھی بھی نہیں کر سکتے ——"

اور پھر یوں نوک جھونک میں صبوحی نے تقریباً چودہ پندرہ لڑکیوں کا تعارف کرا دو صبوحی کی خالہ تھیں — تین مامیں اور دو ہی پھوپھیاں — ہر کسی کی دو یا تین تین بیٹیاں تھیں —— اس طرح خاصا بڑا خاندان تھا ——

عروج تقریباً ہر لڑکی کے ساتھ سرمد کی تصویر دیکھ چکی تھی — اور بہت کچھ سوچ چکی تھی — مگر ان سب کے انداز سے تو کسی ایسے ویسے تعلق کا بھی اظہار نہیں ہو رہا تھا کوئی شادی شدہ تھی — کسی کی منگنی ہو چکی تھی —— کسی کی ہونے والی تھی — پھر بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سب کا تعارف مکمل ہو چکا تو آخر میں صبوحی شوخی سے بولی ——

" اور اتفاق دیکھئے کہ ہم سب اتنی بہت ساری بہنوں کا بھائی صرف ایک ہی ہے، ہمارے بھیا حضور ——!"

" اوہ ——!" عروج کے منہ سے کلمۂ حیرت نکلتا نکلتا رہ گیا۔

بجیا اور رُوحی آپو نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا ——

" کیا آپ اپنے متعلق ہمیں کچھ نہیں بتائیں گی ——؟"

رُوحی آپو تو اس سے مخاطب تھیں اس لیے اس کی جانب دیکھ رہی تھیں مگر باقی سب لڑکیاں بھی بڑی دلچسپی، بڑے غور سے اسے ہی تکے جا رہی تھیں ——

" جی میرا نام عروج ہے ——"

وہ سہمے سہمے سے انداز میں جھٹ سے بول پڑی ——

جانے ان سب کی مسکراہٹوں نے اور وہاں کے سحر انگیز ماحول نے اس پر کیا جادو کر دیا تھا —— ایکدم سے ہی بڑی باادب ہو گئی — گردن کے ساتھ پلکیں بھی جھکی جا رہی تھیں ——

کچھ اتنی ساری نگاہیں اس پر مرکوز تھیں اس لیے بھی گھبرا گئی تھی اور چپکے چپکے سے اپنی پیشانی پر پھوٹ آنے والے پسینے کے قطرے صاف کر رہی تھی ——

" ارے — اتنا پیارا نام ——!"

بجیا کی نگاہوں میں ستائش کے ساتھ ساتھ اس کے لیے پسندیدگی کی آمیزش بھی تھی ——

" خود بھی بڑی سویٹ ہے ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

رُوحی آپو بجیا سے مُخاطب ہوئیں ــــ

"ان کی صُورت پر مت جایئے روحی آپو ــــ!"

صبوحی کی آنکھوں میں وہی شرارت بھری چمک پھر لہرائی ــــ

"خود بے تحک سویٹ ہیں ــ مگر مزاج میں صرف مرچیں ہی مرچیں بھری ہیں ــــ"

"وہ ــــ وہ ــ دراصل مجھے اس وقت غُصّہ بہت آیا ہوا تھا ــــ"

عروج نے جلدی سے ندامت بھرے لہجے میں اپنی صفائی پیش کی ــــ

"کس پر ــــ؟"

سبھی حیرت سے پوچھنے لگیں ــــ

"وہ ــــ وہ ــــ"

عروج سہم سہم کر ایک ایک کی طرف دیکھنے لگی ــ کیسے سرمد کا نام لے دیتی ــ اتنی ساری بہنوں کا ایک ہی مایہ لاڈلا بھائی تھا ــــ وہ بھی ریاست کا مالک ــــ نواب زادہ ــــ!!

"ہاں ہاں ــــ بتا دو ــــ"

بجیا بڑی شفقت سے بولیں ــــ

"فکر نہ کرو ــ ہم سب مل کر مجرم کو قرار واقعی سزا دیں گی ــــ"

پاس سے مہ پارہ نے پُر جلال لہجہ میں کہا تو سبھی اس کے اس انداز پر قہقہہ لگا اٹھیں

"وہ ــــ وہ ــــ"

عروج پھر ہکلا کر رہ گئی ــــ کہہ کچھ نہ سکی ــــ سبھی بڑے غور سے اسے دیکھے جا رہی تھیں ــــ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں ہاں کس سے ڈر رہی ہو ——؟"

"وہ ——— وہ آپ کے بھائی ——"

ڈرتے ڈرتے اتنا ہی کہہ سکی ——

"اوہ ——! سرمدی نے کوئی شرارت کی ہوگی ——"

بجیا نے بڑے پیار سے بھائی کا نام لیا ——

"انہیں پر غصہ تھا ——؟"

روحی نے اس کے سہمے وجود کو تسلی کا سہارا دینے کی خاطر پشت پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا ——

"جی ——— جی ہاں ——— وہ میری مرضی کے خلاف زبردستی مجھے یہاں لے آئے ہیں ——"

عروج کو اپنی پوزیشن صاف کرنا ہی پڑی ——— ورنہ جانے وہ سب کیا سمجھ لیتیں ——؟

اس طرح تو اس کی عزت و ناموس خطرے میں تھے ——

"تو تم آنا نہیں چاہتی تھیں ——؟"

بجیا نے باقی سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس سے بڑی نرمی سے پوچھا ——

"نہیں ——"

"کیوں ——؟"

"وہ ——— وہ مجھے اچھے نہیں لگتے ——"

بلا ارادہ ہی کھری بات عروج کے منہ سے نکل گئی ——

"ہائیں ——— کیا ——؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سبھی حیرت میں ڈوب کر چلا سی پڑیں ——

عروج سہمے سہمے انداز میں ایک ایک کو دیکھنے لگی — اس نے ولید بن کر ال کی بات کہہ دی تھی — اب بچانے اس کا کیا حشر ہونے والا تھا —— ؟

"کیا سچ مچ تمہیں سردی اچھے نہیں لگتے ——— ؟"

بجیا کو جیسے یقین نہیں آرہا تھا حیران ہو کر دوبارہ پوچھا ——

"نہیں — بالکل نہیں ——"

خوف کے باوجود اس نے سچ بولنے میں ہی عافیت سمجھی ——

"اور تبھی مجھے غصہ چڑھا ہوا تھا کہ وہ مجھے زبردستی یہاں لے آئے ہیں"

"ایسا انہوں نے کیوں کیا بھلا —— ؟"

معنی خیز انداز میں مسکرائی — ساتھ ہی روحی آپو کو آنکھ سے کچھ اشارہ کیا شاید سبھی نے اس کا اشارہ دیکھ لیا تھا — بے اختیار سب کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی ———

پھر بجیا سب کو گھور کر دیکھتے ہوئے بولیں —

"یہ سردی تمہیں کب سے جانتے ہیں —— ؟"

"جی مجھے — ؟ مجھے تو بالکل نہیں جانتے ——"

"کیا مطلب —— ؟"

عروج گھبرا گھبرا کر جلدی سے کہنے لگی —

"وہ تو میری امی کو جانتے ہیں — اور صرف امی ہی کو ملنے ہمارے گھر آیا کرتے ہیں ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے! پھر کوئی تو بہانہ انہیں بنانا ہی تھا — چلو آئی ہی کاہی ——!"
مہ پارہ بیساختہ بولی — سب قہقہہ لگا اٹھیں ——

"نہیں نہیں — ایمان سے ایسی کوئی بات نہیں ——"
سب کی معنی خیز نگاہیں ہی اسے بوکھلائے دے رہی تھیں — اوپر سے یہ شوخ و
شنگ فقرے ——! وہ سٹپٹا سٹپٹا کر ایک ایک کو دیکھنے لگی —

"کچھ بھی ہو ——"

بجیا آپو کی طرف جھک کر دھیرے سے بولیں ——

"ہم سرمدی کے انتخاب پر اسے داد دیتے ہیں ——"

"ہاں — ہمیں بھی اچھی لگی ہے ——"

"بالکل سادہ اور معصوم سی — نہ آج کل کی لڑکیوں کی طرح فیشن اور نہ چالاکی —!"

"سرمد تو چھپا رستم نکلا — میرا پیارا بھائی ——!"

عروج دونوں کے درمیان میں تھی — ان کی سرگوشیاں بلا ارادہ ہی کان
میں اتر گئیں ——

"نہیں نہیں ——"

مضطرب سی بڑبڑائی ——

اتنی دیر سے خوف، گھبراہٹ اور اجنبیت کے احساسات نے اس کے وجود
کو گرفت میں لیا ہوا تھا — ضبط کر کر کے سینے میں گھٹن سی ہونے لگی تھی — آخر
قوتِ برداشت نہ رہی تو سارا غبار آنکھوں کے راستے بہنے لگا —

"آپ بجانے کیا سمجھ رہی ہیں ——؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر وہ سسکیاں بھرنے لگی ——— عجب سی بے بسی کا احساس ہو رہا تھا۔

"ارے نہیں نہیں — تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ رہا ———"

اس کی حالت دیکھ کر بجیا کو پریشانی میں اور کچھ نہ سوجھا تو اسے کھینچ کر گلے لگا لیا۔ بڑے پیار سے اس کی پشت کو تھپکنے لگیں۔ اس کے بالوں کو سہلانے لگیں باقی سب کی مسکراہٹیں غائب ہو کر چہروں پر ندامت و پریشانی بھرے سے لہرانے لگے تھے۔ روحی آپو بھی گھبرا گھبرا کر اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگیں ———

مگر — عروج کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ عجیب بے بسی کا احساس ہو رہا تھا۔ دوسرے ان سب کی مسکراہٹوں اور باتوں نے پریشان کر ڈالا تھا ———

بے گناہ ہوتے ہوئے گناہگار سی بنی جا رہی تھی۔ کوئی معاملہ نہیں تھا مگر بن گئی تھی۔ کسی سے آنکھ نہیں ملا سکتی تھی۔ سرمد نے اس کے ساتھ کیسی زیادتی کر ڈالی تھی ——— !!

خواہ مخواہ ہی وہ ان سب نازک نازک اور پیاری پیاری سی نوابزادیوں کے سامنے ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئی تھی —

بظاہر کسی نے کچھ نہیں کہا تھا مگر دل میں تو سوچ ہی سکتی تھیں نا۔ کہ کیسے ایک جوان نامحرم مرد کے ساتھ سیر سپاٹا کرتی پھر رہی تھی۔ بدنامی اور رسوائی کی تو بات تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور یوں اسے اپنا آپ ان کے تقدس کے سامنے بڑا حقیر سا محسوس ہو
ا۔ اس احساس کے تحت آنسو بہے ہی چلے جا رہے تھے وہ پورے
س سے رو رہی تھی۔ روئے جا رہی تھی ——!

اور پھر —— اسی اثنا میں سرمد آ گئے —— ان کی نگاہ عروج پر پڑی ہی نہیں
منے ہی صبوحی تھی —— اشارے سے اسے پاس بلایا ——
کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ اچانک بجیا کی سمت نظر اٹھ گئی —— وہ عروج کو ساتھ
ائے بیٹھی تھیں ——

"ارے —— یہ کیا ہوا ——؟"

صبوحی سے کوئی بات کیے بنا گھبرا کر آگے بڑھ گئے ——

"بجیا —— ارے کیا ہوا ——؟"

قریب جاتے ہی بڑی بے قراری اور تشویش سے عروج کے سر پر ہاتھ رکھ دیا
ور —— اس پریشانی کے عالم میں بھی نجانے کیوں بجیا کے چہرے پر مسکراہٹ
یل گئی ——

"سرمدی! تم اسے اس کی مرضی بغیر زبردستی یہاں کیوں لے آئے ہو ——؟"

"اوہ ——!"

سرمد کے بھی لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی ——

"وہ بجو جانی! آج کا موسیقی کا پروگرام بڑا اچھا تھا —— ہم نے سوچا یہ لڑکی ہر وقت
ر میں گھسی رہتی ہے —— ذرا اس کی بھی تفریح ہو جائے گی ——"

بجیا کی مسکراہٹ جانے کیسی تھی ——؟ سرمد نظریں چرانے پر مجبور ہو گئے —— مہ پارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنی جگہ سے اُٹھ کر بجیا کے صوفے کے پیچھے آکھڑی ہوئی تھی۔ سرمد خفت کے مارے ا
سے اُلجھ پڑے ——

"پارو! تم ہماری طرف اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو۔؟"

"بھیا حضور! ہمیں آپ کے چہرے پر آج کچھ اور ہی انوکھے سے رنگ دکھا
دے رہے ہیں ——"

مہ پارہ نے شوخی سے مُسکراتے ہوئے جواب دیا۔ سرمد جھینپ کر رہ گئے

"لیکن بھیا حضور! آپ یہاں کس لیے آئے تھے ——؟"

عبو جی، جواب تک بھائی کے حکم کی منتظر کھڑی تھی قریب آکر پوچھنے لگی ——

"اوہ ——!"

وہ چونکے۔ پھر عروج کی سمت دیکھا ——

"ہم اسی کا پتہ کرنے آئے تھے ——"

"بہت فکر تھا اس کا ——؟"

نادرہ بھی شرارت سے باز نہ رہ سکیں ——

"خیر اس کا فکر کیا ہوگا ——؟"

اِرد گرد سے سبھی ان پر فقرے چست کیے جا رہی تھیں، لہذا سرمد بھی ہوشیار
ہو کر ہر ایک کو ترکی بہ ترکی جواب دینے لگے ——

"البتہ۔ اس وقت سے اب تک تینوں شہزادہ سلیم کے آگے پیچھے ہی پھرتے
آئے ہیں ——"

پھر جلدی سے نادرہ کی طرف جُھک کر سرگوشی کے انداز میں بولے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ اپنی انار کلی کا ....."

ان کی بات بھی پوری نہیں ہوئی۔ نادرہ اپنے کانوں تک سُرخ ہوتے رُخسار وہاں سے ہٹ گئیں اور چپکے سے جاکر اپنی جگہ پر بیٹھ گئیں ——

"بجیا حضور ——!"

دروازے میں ایک مُلازم کا چہرہ نمودار ہوا ——

"بیگم حضور پوچھ رہی ہیں۔ سب ان کے پاس جاکر کھانا کھائیں گی یا ادھر ہی لگا دیا جائے ——"

"مہمان کھا چکے ہیں ——؟"

بجیا نے پوچھا تو سرمد ملازم سے پہلے ہی بول پڑے ——

"جی بجو حضور ——! مہمانوں کو کھلا کر ہی ہم اُوپر آئے تھے۔"

"وہ تو ہم پہلے ہی جانتے ہیں کہ ہمارے بھیّا حضور اپنے کسی بھی فرض کی طرف سے لاپرواہی نہیں برتتے ——"

مہ پارہ نے شوخی بھری مُسکراہٹوں کے ساتھ یہ کہتے کہتے عروج کی جانب اشارہ کر دیا —— سبھی پھر ہنس پڑیں ——

"بجو جانی ——!"

سرمد شرمیلے سے لہجے میں بولے ——

"سنبل کو تو کوئی جواب دے دیجیے —— اُمّی حضور انتظار کر رہی ہوں گی ——"

"انہیں جاکر کہدو کہ ہم ادھر ہی کھانا کھائیں گی ——"

بجیا کی بات سُنتے ہی سنبل سرخم کرکے چلی گئی تو سرمد دھیرے سے کہنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگے ــــ

"امّی حضورؒ پھر اکیلی رہ جائیں گی ــــ"

"لیکن سرمدی ــــ!"

بجیا آنکھ سے عروج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بہت ہولے سے بولیں

"اسے اس حالت میں نہ ہم اکیلا چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی امّی حضورؒ کے روبرو لے جا سکتے ہیں ــــ"

"بجو جی! تعلیم فواد بھائی حاصل کر رہے ہیں اور عقل آپ کو آتی جا رہی ہے ــــ"

سبھی اشاروں کنایوں سے سرمد کو چھیڑے جا رہی تھیں اور تو اور بجیا بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی تھیں ــ تو سرمد انہیں کیوں بخشتے ــــ؟

"کیوں بھیّا حضورؒ ــــ! فواد بھائی میں آپ کو کوئی بیوقوفی کی بات نظر آئی ــــ"

مہ پارہ شریر کسی کو بھی نہیں چھوڑتی تھی ــ اب بجیا کے پیچھے پڑ گئی ــ اس کی بات سُن کر سب بجیا کی طرف دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگیں ــــ

"چچ چچ بیچاری بجیا ــــ!"

سب کی شوخ نگاہی سے گھبرا کر بجیا نے سرمد کو پرے دھکیل دیا ــ پھر لجاتے ہوئے سے انداز میں بولیں ــــ

"سرمدی! تمہاری عقل بھی دیکھ لی ہے ہم نے ــــ"

اپنے سینے سے لگی عروج کی طرف دیکھا ــــ

"آج تو تم نے بالکل ہی بیوقوفی کی حرکت کر ڈالی ــــ"

"بس تو پھر دیکھ لیجیے ــ ایسے معاملات میں عقل کا یہی حال ہو جاتا ہوگا ــ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

غیر ارادی طور پر ہی سرمد کے مُنہ سے نکل گیا۔ اتنا زبردست قہقہہ پڑا کہ وہ
بوکھلا اُٹھے ——

یہ انہوں نے کیا کہہ ڈالا تھا۔ جلدی سے پاسبانِ عقل کو پاس بُلایا اور عجلت سے
بول پڑے۔

"ارے! ہم تو نواب زادہ فواد کی بات کر رہے تھے ——"

"دوسروں کی کیا پڑی اپنی نبیڑیے بھیا حضور ——!"

پاس سے صبوحی بڑے معنی خیز انداز میں گنگنائی۔

"لو بھئی! ہم ذرا نپٹے اپنے مہمانوں کی خبر لے آئیں ——"

اس وقت سبھی شرارت پر آمادہ تھیں۔ کس کس سے نمٹتے۔ سرمد نے
اس سے بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی ——

مگر —— دروازے تک جاتے جاتے پھر رُک گئے ——

"صبحی ——!"

"جی بھیا حضور ——!"

صبوحی لپک کر پاس چلی گئی ——

"اسے کھانا وغیرہ ذرا دھیان سے کھلا دینا ——"

"سرمدی! ہماری عقل موجود ہے۔ ہم سب کچھ جان گئے ہیں —— تم جاؤ ——"

بجیا دیں سے بول پڑیں ——

سرمد جھینپ کر سب کے قہقہوں کی آواز سنتے ہوئے جلدی سے باہر نکل گئے
بہت سارا رو لیا تھا۔ بہت دل کا غبار نکل گیا تھا —— اور اب —— عروج چھپا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بجیا کے سینے سے لگی تھی — جانے کیا تھا —؟

بجیا کے سینے کی گرمی اور لمس ایسے ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے اپنی حقیقی بڑی بہن کی پرسکون آغوش میں تھی — جیسے وہ سب آفات سے بچ بچا کر کسی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچ گئی تھی —

بجیا نے بہت ہولے ہولے، بڑے پیار سے، بڑی اپنائیت سے، اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کا سر سینے سے اٹھایا —

"چلو آؤ ذرا منہ پر پانی کا ایک چھینٹا دے لو —"

بجیا نے خود اسے بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا — اسی دلار سے، اسی محبت سے جیسے واقعی وہ ان کی منی سی بہن تھی — بالکل ایسے ہی جس طرح عروج گل و بلبل سے پیش آیا کرتی تھی — وہ اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کر رہی تھیں —

عروج کو غسل خانے میں لے جا کر خود انہوں نے اس کا منہ دھلایا —

عروج "نہ — نہ" ہی کرتی رہی مگر وہ نواب زادی تو لیہ لیے پاس کھڑی تھی وہ ہکا بکا سی تھی —

یہ سب کیسے لوگ تھے — ؟ خاندان نوابی تھا — لیکن — مزاج نوابی نہ تھے ان کے مزاجوں میں تو فقیروں جیسی عاجزی تھی — !!

منہ ہاتھ وغیرہ دھو کر وہ بجیا کے ساتھ غسل خانے سے باہر نکلی تو اب وہاں کوئی بھی نہ تھا — بجیا اسے ساتھ والے کمرے میں لے گئیں —

وہاں سارے کا سارا چاندنی کا فرش تھا کمرے کے بیچوں بیچ اس کی پوری طوالت میں بیحد خوبصورت دسترخوان بچھا تھا — اُوپر قسما قسم کے کھانے چنے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

—

سینوں اور ڈونگوں میں سے بڑی گرماگرم اشتہا انگیز بھاپ اُٹھ رہی تھی اور دسترخوان کے دونوں طرف قطاروں میں سب نواب زادیاں تشریف فرما تھیں۔ بیا اور عروج کے انتظار میں ابھی تک کھانے کی طرف کسی نے بھی ہاتھ نہیں بڑھایا تھا ——

وہ بیٹھیں تو پھر سب کھانا کھانے میں مصروف ہوگئیں سبھی شوخ و شریر بھی تھیں مگر بے حد شائستہ اور مہذب بھی —

بڑی تمیز اور نفاست سے کھانا کھایا جا رہا تھا — عروج بوکھلائی ہوئی تھی — اور بجیا اور رُوحی آپا اس کے احساس کمتری کو رفع کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھیں ——

شاید انہی کوششوں کی وجہ تھی کہ باوجود اس کے — عروج زبردستی یہاں لائی گئی تھی اور اس معاملے میں سرمد پر اسے غصہ بھی بہت آیا ہوا تھا مگر پھر بھی — اسے وہ سب اور یہ پاکیزہ اور صاف ستھرا ماحول بیحد اچھا لگ رہا تھا ——

سب لڑکیوں نے علیحدہ کھانا کھایا تھا — ان کے ہاں کے ڈنر اور پارٹیوں کی طرح عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ بیٹھیں بے حیائی سے گفتگو نہیں کر رہی تھیں — اور بلا امتیاز غیر عورت اور غیر مرد کے رشتے کے ایکدوسرے کی پلیٹ سے، انتہائی بے تکلفی سے لے لے کر کھا نہیں رہی تھیں —

ہلکی مذاق بھی ہو رہا تھا، ایک دوسرے پر فقرے بھی چست کئے جا رہے تھے مگر سب کچھ حیا و ادب کے دائرے میں تھا —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کی عجب کیفیت تھی — ایک طرف سرمد اور اس کی کمپنی، جس میں مرد اور ان کی بیشمار رنگے والیاں تھیں، جگاہوں میں گھوم رہی تھی —

دوسری طرف سرمد کا یہ پاکیزہ سا خاندان تھا — کتنا تضاد تھا دونوں میں — !

عروج کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا وہ سرمد سے نفرت — ! یہ اس کے خاندان کے لیے پسندیدگی — !!

کس جذبے کو دل میں جگہ دے —

ایک بار پھر اپنے اندر کو ٹٹولا —

ویسے سرمد کی بھی تو دوہری شخصیت تھی — سراپا نفرت وہ بھی نہ تھے — امی کے ساتھ ان کی دوستی — اور خود اس کے ساتھ اس کا گاہے بیحد باعزت اور محبت بھرا برتاؤ اور کبھی بیحد غلط — جیسے ابھی اسے زبردستی چنچی چلاتی کو پکڑ لائے تھے —

پھر — ان کے کمرے میں بچھا نماز کے لیے چھوٹا تخت اور تسبیح اور رہنوں کے ساتھ شائستہ اور مہذب گفتگو —

اور ادھر — ان کے دراز میں امی کی تصویر اور ان کے کندھے پر امی کا سر اور اکٹھا اکٹھے رہنا، اکٹھے آنا جانا اور ساری ساری رات جاگنا اور گپیں مارتے رہنا یہ ان کے دو قسم کے طور و اطوار — ! اسے عجب تخمے میں ڈالے دے رہے تھے —

وہ آخر کیا تھے — اور کیا نہیں تھے — ؟؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کس کے ساتھ نفرت کرے۔ کسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے۔ سب کچھ ہی گڈمڈ سا ہوا جا رہا تھا۔ نفرت۔ پسندیدگی۔!

پسندیدگی۔ نفرت۔!!

اور پھر انہیں سوچوں میں کھوئے کھوئے کھانا ختم ہوا۔ آخر اپنی سوچوں سے خود ہی تنگ آ کر اس نے سر جھٹک ڈالا ——

بھلا اسے اتنی جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی ——؟ کوئی نیک ہو یا کوئی بد۔ اسے تو کسی سے کوئی سروکار نہ تھا کسی کو پسند کرنے یا کسی سے نفرت کرنے کی اسے ضرورت بھی نہ تھی ——

البتہ۔ البتہ۔ اپنے گھر کی بے اطمینانی اور بے سکونی کے پیش نظر۔ اپنے گھر کے حالات دیکھتے ہوئے۔ لاکھ سرمد اچھے تھے۔ بہت اچھے۔ مگر اسے ان سے نفرت ہی تھی۔ سخت نفرت۔!! شدید نفرت!!!

ایک بار پھر سر کو جھٹک کر عروج نے بھٹکے ہوئے دماغ کو درست کیا اور آخری ایک نوالہ لے کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا ——

شاید سب اسی کی منتظر تھیں۔ اس نے کھانا ختم کیا تو اٹھ پڑیں ——

واپس اسی کمرے میں آ کر بیٹھی ہی تھیں کہ سنبل پھر آ گئی ——

"پروگرام شروع ہونے والا ہے بجیا حضور۔! اور بیگم حضور فرماتی ہیں نماز وغیرہ سے فارغ ہو جائیں تو بہتر ہے۔ پھر نجانے کب ختم ہو۔ شاید رات کے ایک دو بج جائیں ——"

سنبل اتنا کہتے ہوئے سر خم کر کے واپس چلی گئی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج نے اندازہ کیا کہ سبھی مستعد خبردار تھیں - اتی حضور کا حکم سنتے ہی اسی وقت گئیں کوئی نماز پڑھنے لگی کوئی دھونکرنے چلی گئی — اور جو پڑھ نہیں رہی تھیں باقی کے احترام میں خاموش بیٹھ گئیں ——

عروج دم بخود سی بیٹھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہی تھی ——

جب سب فارغ ہوگئیں تو اسی ہاں کی مشرقی دیوار میں بنے سب بند دروازے کھول دیئے گئے — دروازے کھلے تو عروج نے دیکھا آگے وہی بالکنیاں تھیں اور سرمدکے کمرے میں سے دیکھ کر آئی تھی ——

ہر بالکنی کے آگے بڑے مہین مہین اور خوبصورت پردے آویزاں تھے — دروازے کھلے تو ہوا سے سرسرانے لگے — عجب طلسماتی سا ماحول بن گیا تھا — بجیا اسے ساتھ لے کر ایک بالکنی میں جا بیٹھیں — شوخ و چنچل مہ پارہ بھی ان کے پاس ہی آگئی ——

پورے کمرے کی طوالت میں پانچ بالکنیاں تھیں اور ہر بالکنی میں چار چار کے بیٹھنے کی جگہ تھی ——

روحی آپو بھی انہیں کے پاس آرہی تھیں کہ نادرہ انہیں دوسری بالکنی کی طرف کھینچ لے گئیں - نادرہ اور روحی آپو کو اکٹھے دیکھا تو صبوحی بھاگی بھاگی آکر مہ پارہ سے سرگوشی کرنے لگی —

"پارو! ادھر تو آؤ — نادرہ بی کے پاس بیٹھیں - دیکھیں گے کہ وہ اپنے شہزادہ سلیم کو کس طرح گھورتی ہیں — "

جدھر کوئی شرارت کی بات ہوتی - مہ پارہ وہاں فوراً پہنچتی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں — آؤ —"

بھٹ صبوحی کے ساتھ نادرہ والی بالکنی کی طرف چل دی۔

بجیا اور عروج اکیلی رہ گئیں ——

"تم تعلیم سے فارغ ہو چکیں یا ابھی پڑھ رہی ہو ——؟"

پروگرام ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ بجیا عروج سے باتیں کرنے لگیں —

"جی — جی — جی میں ابھی پڑھ رہی ہوں ——"

جانے کیوں —؟ اس نازک اور بے حد رسی نواب زادی کا رعب اس پر طاری ہوا جا رہا تھا — حالانکہ وہ اسے اچھی بھی بیحد لگ رہی تھی — یہ بھی جی چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے پاس بیٹھی رہے اور اسی طرح ہولے ہولے اور میٹھی میٹھی آواز میں باتیں کرتی رہے ——

اور اب — جو دل کی خواہش پوری ہوئی — بجیا نے اسے مخاطب کیا تو وہ گھبرانے لگی — اچھی طرح اس کی بات کا جواب ہی نہیں دیا جا رہا تھا ——

"کونسی جماعت میں —؟"

بجیا نے عروج کا دل بہلانے کی خاطر سلسلۂ کلام جاری رکھا ——

"جی۔ اے کا آخری سال ہے —"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے — کون کون سے مضامین لیے ہیں ——؟"

"نفسیات —!"

عروج کے ذہن پر آج کل نفسیات ہی سوار رہتا تھا — بیساختہ سب سے پہلے اسی کا نام منہ سے نکلا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے ——!"

بجیا مسکرا اٹھیں ——

"ہم نے بھی نفسیات میں ہی ایم۔ اے کیا ہے ——!"

"ایم۔ اے ——؟"

عروج حیرت سے اس سادگی اور پاکیزگی کے مجسمے کو گھورنے لگی ——

"حیران کیوں ہو رہی ہو ——؟"

"آپ —— آپ اتنی تعلیمیافتہ ہیں ——؟"

"صرف ہم ہی نہیں —— رُوحی، نادرہ اور باقی بھی بھی ایم۔ اے ہیں۔ ایم۔ اے صرف صبوحی اور پارو ابھی زیرِ تعلیم ہیں۔ دونوں ہی بی۔ اے کے پہلے سال میں ہیں"

عروج کی حیرت کی انتہا نہیں تھی۔ اتنی تعلیمیافتہ تھیں —— سبھی —— اور اتنی سادہ، مہذب اور مذہب سے آشنا ——!!

ماڈرن زمانے کی تو ان میں کوئی بات نہیں تھی۔ نہ عجیب و غریب قسم کے ہیئر سٹائل —— نہ عریاں اور نہ زیادہ چست لباس —— اور نہ باتوں، حرکات اور ادا میں چھچھورا پن ——!!

اتنی دیر سے عروج اس محل میں تھی —— کئی کمرے، ان کا اعلیٰ اور نفیس فرنیچر، پائیں باغ، انواع و اقسام کے کھانے —— غرض سب کچھ اس نے دیکھا تھا۔ ہر چیز قیمتی تھی۔ ہر چیز نادر تھی ——

امارت —— ! آسائشیں ——!! سکون ——!!! اطمینان ——!!!

اس محل کے باسیوں کے پاس کیا کچھ نہیں تھا۔ ہر نعمت میسر تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہ — وہ کسی سے بھی مرعوب نہ ہوئی تھی —
اس کا اپنا چھوٹا سا گھر، وہ بھی جو سرکاری تھا، اپنی ملکیت نہیں تھا — ایسا اعلیٰ
درجے کی اس گھر میں سامان بھی نہیں تھا۔ اور ایسے انواع و اقسام کے کھانے بھی میسر نہیں
تھے۔ اس کے علاوہ زندگی پریشانیوں سے عبارت تھی۔ سکون و اطمینان مفقود تھا —
مگر پھر بھی — اس نے لمحہ بھر کے لیے بھی خود کو ان سب کے سامنے کم تر یا چھوٹا
محسوس نہیں کیا تھا —
اور اب — ایکدم ہی وہ مرعوب سی ہوگئی —
حسن و دولت کی فراوانی کے باوجود نہ کسی میں بے حیائی تھی — نہ بے حجابی — !
اتنی تعلیم ہونے کے باوجود کسی میں تکبر نہیں تھا۔ ورنہ آج کل تو تعلیم کو بھی لوگ
اوڑھ و نخوت بنا لیتے ہیں — ان میں صرف عاجزی ہی عاجزی تھی —
اور یوں — وہ اب انہیں اپنے سے برتر و اعلیٰ سمجھنے لگی تھی —
بجیا نے اسے اپنے اور اپنے خاندان کے متعلق اور بھی بہت ساری باتیں بتائیں
پیاری پیاری — ! بڑی دلچسپ — !!
پھر موسیقی کا پروگرام شروع ہوگیا۔ ملک کے سب شہرت یافتہ فن کار موجود تھے
اساتذہ کا کلام اتنے خوبصورت انداز اور اتنی پیاری دھنوں میں سنایا کہ
ہال سے واہ واہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں — بے حد با ذوق قسم کا
پروگرام تھا —
عروج ان کے مذاق کی دل ہی دل میں داد دیئے جا رہی تھی —
بجیا باتوں ہی باتوں میں اسے بتایا کہ ان کے ہاں ہر لڑکی نے موسیقی کی تعلیم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

حاصل کی ہوئی تھی ـــ مگر آج تک کبھی کسی غیر مرد نے کسی کی آواز نہیں سنی تھی ـــ

صرف سرمد تھے جو سبھی بہنوں کا بے حد لاڈلا بھائی تھے ـــ وہ سب کے ساتھ ہی کھیلتے رہے اور ان سب کے ایکدوسرے سے مقابلے ہوتے رہے ـــ

عروج سحر زدہ سی بیٹھی تھی ـــ

کچھ اس دل نواز موسیقی کا اثر تھا ـــ کچھ اساتذہ کے کلام کا ـــ اور کچھ بجیا کی باتوں کا ـــ!!!

ابھی کچھ دیر پہلے وہ گھر جانے کی رٹ لگائے تھی ـــ لیکن اب سب کچھ بھولی ہوئی یہاں تک ـــ یہاں تک ـــ کہ خود کو بھی فراموش کر چکی تھی ـــ!

جانے کب تک یہی عالم رہتا کہ سرمد کی مداخلت نے اسے چونکا دیا ـــ

"بجو جانی ـــ! تھوڑی سی جگہ ہمیں بھی دیجئے ـــ"

اور وہ دونوں کے درمیان گھس کر بیٹھ گئے ـــ عروج جلدی سے کھسک کر پرے ہٹ گئی ـــ

"ارے ـــ ارے! سرمدی! کیا کر رہے ہو ـــ؟"

"کرنا کیا ہے ـــ جی چاہا تھا کہ باقی پروگرام اپنی بجو جانی کے پاس بیٹھ کر سنیں ـــ"

"بجو جانی کے پاس ـــ؟"

بجیا نے بڑے معنی خیز انداز میں ہولے سے پوچھا ـــ

"اوہ بجو جی! آپ بھی ہمیں چھیڑنے لگیں ـــ!"

سرمد شرمیلے سے انداز میں بجیا کے کندھے پر جھک گئے ـــ پھر سرگوشی میں بولے ـــ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بجو جانی! اگر ہم نے کوئی غلط کام کیا ہے تو بیشک ہمیں پیٹ ڈالئے — اسی طرح —
طرح کسی غلط حرکت پر آپ بچپن میں ہمیں پیٹا کرتی تھیں — "

"تمہارا اپنا کیا خیال ہے — ؟"

الٹا بجیا نے سوال کر ڈالا —

"ہمارا ضمیر تو ہمیں ذرا ملامت نہیں کر رہا —"

"مگر اس کی مرضی کے خلاف تمہیں اسے زبردستی یہاں نہیں لانا چاہیئے تھا —"

"آپ بھی سن رہی ہیں نا — ؟ کیسا مزے کا پروگرام ہے — ! اور ہمارا بس یہی جی
تھا کہ یہ بھی سنے — ایمان سے بجو جانی! اور کوئی بات نہیں تھی —"

"کہو کیا جی چاہا تھا — ؟"

بجیا کے ہونٹوں پر بڑی شوخ سی مسکراہٹ لہرائی اور آنکھوں میں ستارے
اٹھے —

"ہمیں بھی معلوم نہیں —"

سرمد کی نگاہیں بے اختیار جھک گئیں —

"ہم بتا دیں — ؟"

بجیا مسکرائے جا رہی تھیں —

"نہ نہ —"

سرمد نے جلدی سے ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا — بجیا کی آنکھوں سے بھائی
لیے ڈھیروں پیار چھلک پڑا —

"اچھا بھئی! پھر خود بھی خاموشی سے سنو اور ہمیں بھی سننے دو —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بجیا نے نگاہ سامنے سٹیج پر مرکوز کر دی ——

بہت سارے فن کار آئے —— اپنا اپنا فن بکھیرتے رہے —— سبھی چپ چاپ بیٹھے تھے —— عروج سمٹ کر بالکنی کے پرلے کنارے سے جا لگی تھی ——

کہ —— اچانک ہی ایک فن کار نے اُستاد غالب کی وہی غزل چھیڑ دی جو سرمد سارا راستہ گنگناتے آئے تھے ——

پھر جانے کیا ہوا —— ؟ جب یہ شعر آیا ——

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

سرمد نے ہاتھ بڑھایا اور چپکے سے عروج کا ننھا سا ہاتھ تھام لیا —— یوں —— کہ بجیا کو خبر بھی نہ ہو سکی ——

عروج نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر سرمد کی گرفت اتنی مضبوط تھی —— کہ وہ چھڑا ہی نہ سکی ——

شور بھی نہ مچا سکتی تھی کہ اپنی ہی بدنامی اور رسوائی کا خوف تھا —— ہاتھ اسی طرح سرمد کے ہاتھ میں تھا —— چھڑانے کی ہر کوشش کر کے تھک گئی تو آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو لے کر بیٹھ رہی ——

مگر —— سرمد کو جیسے کوئی ہوش ہی نہ تھا —— کوئی احساس بھی نہ تھا —— مسحور سے بیٹھے غزل سن رہے تھے اور بڑے والہانہ انداز میں عروج کے ہاتھ کو دبائے جا رہے تھے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

غسل ختم ہوئی ——— اس کے بعد اور بھی کئی فن کار آئے — فن کا جادو جگاتے رہے —

مگر ——— عروج کا ہاتھ سرمد کی گرفت سے نہ چھوٹا ———!!

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مہ لقا نے رات بخانے کیسے گزاری تھی ۔۔۔ عروج صبح نماز پڑھ کر بیٹھی ہی تھی کہ ان کا بلاوا آگیا ۔۔۔ وہ فوراً سمجھ گئی کہ بات کیا ہو سکتی تھی ۔۔۔

ان کے تیوروں کا اسے رات ہی اندازہ ہو گیا تھا ۔۔۔ جب وہ پروگرام کے خاتمے پر محل سے نکلیں تو سرمد خود گاڑی لیے موجود تھے ۔۔۔

سرمد پر بڑی دلفریب سی مسکراہٹیں نچھاور کرتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھنے لگیں تو عروج کو پہلے ہی وہاں موجود دیکھ کر ٹھٹک سی گئیں ۔۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ اپنی حیرت کا اظہار کرتیں یا عروج کو کچھ کہتیں سرمد جلدی سے بول پڑے تھے ۔۔۔

"پروگرام بہت اچھا تھا اس لیے اسے ہم خود جا کر لے آئے تھے ۔۔۔ اسے کچھ نہ کہیئے گا ۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امّی خاموش تو رہ گئی تھیں مگر ان کی نگاہیں ـــ عروج کو بہت کچھ سمجھا گئی تھیں ـــ
ان کے اندر کی کیفیت کا پتہ دے گئی تھیں ـــ وہ یکلخت خوف سے پیلی پڑ گئی ـــ سارا راستہ
ان کا تھر تھر کانپتے ہی کٹا ـــــــ

اسے تو خدشہ تھا کہ رات کو گھر پہنچتے ہی اس کی شامت آ جائے گی ـــ مگر ایسا
نہ ہوا ـــــــ

شاید اس لیے ـــ کہ سرمد انہیں چھوڑنے آئے تھے تو آتے ہی کافی کی فرمائش کر
ڈالی ـــ بنانے کیوں ـــ ؟ حالانکہ پروگرام ختم ہونے کے بعد کافی کا ایک دور پھر چلا تھا
اور پھر سب مہمان رخصت ہوئے تھے ـــ

لیکن پھر بھی انہوں نے گھر پہنچتے ہی کافی کے لیے کہہ دیا ـــ شاید وہ بھی امّی کے
انداز سے کچھ سمجھ گئے تھے اور ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے وقت گزار رہے
تھے ـــــــ

ہمیشہ کی طرح امّی نے اسے کافی بنانے کے لیے نہیں کہا ـــ بلکہ خود چلی گئیں ـــ
بلا امّی تھکی ہوئی تھیں ـــ وہ اسی وقت جا کر سو گئیں ـــــــ

بدر اور مراد بیٹھے سرمد سے اسی پروگرام کے متعلق باتیں اور تعریفیں کرتے
رہے ـــ بدر کے اصرار پر عروج کچھ دیر وہاں بیٹھی مگر پھر امّی کی جھڑکیوں کے خوف سے اٹھ
کر اپنی خواب گاہ میں بھاگ گئی ـــ بہانہ گل و بلبل کا لباس تبدیل کرانے کا بنا لیا ـــــــ

عروج کمرے میں آئی تو دونوں اسی طرح پڑ کر سو چکی تھیں ـــ وہ بھی چپ چاپ
لیٹ گئی ـــ نیند بالکل نہیں آ رہی تھی ـــــــ

اندر ہی اندر سہمی ہوئی تھی ـــ کہ اب بھی امّی شعلہ جوالہ بنی ہوئی آئیں گی ـــ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اب بھی آئیں گی ۔ جانے کتنی دیر منتظر رہی ۔ پھر آپ ہی آپ آنکھیں بند گئیں
لاشعور میں چھپے اسی خوف نے بہت صبح اسے بیدار کر دیا۔ یقیناً سرمد رات کو
دیر سے واپس گئے ہوں گے ۔ تبھی تو وہ امی کے عتاب سے بچ گئی تھی یا ہو سکتا
کہ پہلے کی طرح وہ پھر انہیں کے گھر رہ پڑے تھے ۔

اور آج پہلی بار اس کے دل سے یہ دعا نکل رہی تھی کہ سرمد واپس نہ گئے
بلکہ رات انہوں نے وہیں گزاری ہو ۔ کیونکہ ان کی موجودگی میں امی نے اسے کچھ
کہنا تھا ——

اور پھر ۔ نماز کے بعد بھی اس نے یہی دعا مانگی ۔ بڑے خلوص سے ۔
بڑے خشوع و خضوع سے ——!!

لیکن ۔ لیکن ۔ اسی وقت سردری اسے بلانے آ پہنچی ۔ ویسے اتنی صبح امی
اسے بلا بھیجا تھا ۔ اس کی اسے حیرت بھی بہت ہوئی ۔ وہ تو نو دس بجے سے پہلے کمرے
جاگا کرتی تھیں ——

دوسرے ہی لمحے خیال آیا ۔ یقیناً انہیں اس پر کچھ زیادہ ہی غصہ ہوگا جو اپنی نیند
پوری نہ کر سکیں ۔ لرزتی، کانپتی، پیلا پڑا ہوا چہرہ لیے چل دی ——

آج کل امی کی خواب گاہ میں ہی خالہ امی بھی سویا کرتی تھیں ۔ امی پلنگ پر دراز
تھیں اور خالہ امی جانماز پر بیٹھیں تسبیح پھیر رہی تھیں ——

کمرے کے اندر عروج نے قدم رکھا ہی تھا کہ امی کی زبان کھل گئی ۔ خالہ امی شاید کوئی
وظیفہ کر رہی تھیں ۔ اس لیے انہوں نے بولنا نہیں تھا ——

بس" اوہنوں ۔ اوہنوں ۔ ! کیے جا رہی تھیں ۔ مگر امی جیسے صرف بولنا جانتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں سننا نہیں جانتی تھیں — بولے ہی چلی جا رہی تھیں ——

عجب قسم کا جلال ان کے چہرے پر چھایا تھا — دہن سے کف اُڑ رہا تھا — سارے کا سارا وجود غصّے کی زیادتی کی وجہ سے کپکپا رہا تھا ——

اور یوں انہوں نے زخمی ناگن کی طرح بل کھا کھا کر عروج کو وہ سنائیں — وہ سنائیں کہ توبہ ہی بھلی ——

اس پر تسلّی نہ ہوئی تو پھر ساتھ ساتھ اس کے خاندان اور اس کے باپ دادا کو بھی تو لے ڈالا ——

عروج نے بہت کچھ کہنا چاہا — اپنی صفائی پیش کرنے کی بھی کوشش کی کہ وہ اپنی مرضی سے وہاں نہیں گئی تھی بلکہ زبردستی لے جائی گئی تھی —

مگر — امی نے تو جیسے قسم کھا رکھی تھی کہ اس کی نہیں سُنیں گی، توجہ ہی نہیں دی — کان ہی نہیں دھرے — بس جو مُنہ میں آتا رہا اُنہی ہی کہتی رہیں ——

اور تو اور انہوں نے یہ تک کہہ ڈالا کہ وہ جوان ہو گئی تھی اور اس کی جوانی اب بُرا مانگنے لگی تھی — تبھی وہ ان سب کے ساتھ نہیں گئی تھی اور اکیلے سَرمد کے ساتھ چلی گئی تھی ——

امی تو کچھ سُن ہی نہیں رہی تھیں — عروج کو اور کچھ نہ سُوجھا — وہ رونے لگی جی تو بہت چاہا کہ ایک بار اتنا ضرور کہدے ——

"امی! پہلے اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھ لیجئے پھر مجھے کچھ کہئے گا"

مگر شروع سے ہی ماں کا یا اس کی زبان کا ایسا رُعب اس پر طاری رہا تھا کہ سامنے کبھی بھی نہ بول سکی — یوں بھی تعلیمیافتہ تھی، ماں کا ادب، احترام کرنا —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانتی تھی اور یہ بھی سمجھتی کہ آج اس نے زبان کھول دی تو کل بُلبل اور گُل بھی یہی کہہ کر
اب تو وہ اپنی صفائی میں بھی کچھ کہنے کی کوشش نہیں کر رہی تھی — بس
روئے جا رہی تھی —

خالہ اُمّی تسبیح پڑھتے میں نہ بول سکتی تھیں — اور آنکھیں جو تماشہ دیکھ رہی تھیں
کان جو کچھ سُن رہے تھے — اس کے تحت نہ رہی خاموش رہ سکتی تھیں —
اور پھر — جب بہن کی زبان بالکل ہی حدّ دسے تجاوز کر گئی تو خالہ اُمّی نے تسبیح
پرے رکھدی —

" ماہی ! کیا ہو گیا ہے تمہیں — کبھی جوان اولاد کے ساتھ بھی یوں کرتے ہیں "

" میری کوئی اولاد نہیں ہے — "

اُمّی اسی بُلند آواز میں بولیں —

" لے جائے ان کا باپ انہیں — جہاں اس کا جی چاہے — "

" ہائیں ہائیں ! یہ تم کیسی باتیں کرتی ہو — "

" ٹھیک کہہ رہی ہوں — اس بوڑھے نے اور اس کی اولاد نے میری زندگی
حرام کر چھوڑی ہے — "

وہ پھر اسی ہذیانی انداز میں چلائیں —

" ہائے ہائے ماہی ! کچھ ہوش کی دوا کرو — ایسی اولاد اور ایسے اچھے شوہر کے
متعلق تم ایسے خیالات رکھتی ہو — "

" آپ کو کیا پتہ — ؟ "

وہ اب خالہ اُمّی سے اُلجھ پڑیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ان سب کے متعلق میں ہی کچھ بہتر جانتی ہوں ——"

"اتنے دنوں سے آئی ہوں — میں نے نہ تو قیصر میں کوئی عیب دیکھا اور نہ تمہاری بہنوں میں ——"

"جانے دیجئے آپا! یہ سب دکھاوا ہے — ورنہ آپ کو کیا علم کہ میں کس جہنم میں رہی ہوں ——"

"ماہی! میں نے تو تمہارے اردگرد کوئی جہنم نہیں دیکھا بلکہ جیسی تمہاری اولاد ہے اور جیسا تمہارا شوہر ہے ایسی مثال کم ہی کہیں ملے گی ——"

خالہ امی بڑی ہمدردی بھری نگاہوں سے عروج کے سسکیاں بھرتے، کانپتے وجود کو دیکھے جا رہی تھی۔

"تو قیر نے تمہیں سب اختیار دے رکھے ہیں — سیاہ کرو — سفید کرو — جہاں مرضی لے جاؤ — میں نے تو کبھی اسے تم پر پابندی لگاتے دیکھا نہیں — پھر بخانے کس ستم کا تم ذکر کر رہی ہو ——"

"ہاں ہاں — میں ہی سب میں بُری ہوں ——"

مہ لقا نے بہن کی طرف سے رُخ پھیر کر سگریٹ سُلگا لیا ——

"ایک تو اس مصیبت کی بخانے تمہیں کس نے عادت ڈال دی ہے ——"

خالہ امی نے امی کے سُلگتے سگریٹ اور ان کے ہونٹوں سے نکلتے ہوئے دھوئیں کی طرف بڑی نفرت سے دیکھا —

"یہ مصیبت نہیں — میرے لیے رحمت ہے — رحمت —!"

وہ تیکھے لہجے میں بولیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جب یہ لوگ سب مجھے ذہنی اذیت پہنچاتے ہیں تو تب ہی مجھے سکون بخشتے ہیں ——"

امی نے بڑے لوفرانہ انداز میں سگریٹ کا کش لگایا —— خالہ امی نے ٹوک پھیر لیا ——

نگاہ پھر عروج پر جا ٹکی - کمرے کے وسط میں کھڑی طوفان کی زد میں آئی کسی تنہا درخت کی طرح ڈول رہی تھی ——

خالہ امی نے جلدی سے اُٹھ کر اسے بازوؤں میں بھر لیا ——

"نہیں بیٹی! یوں دل چھوٹا نہیں کرتے ——"

خالہ امی بڑی زیرک خاتون تھیں —— بیٹی کے سامنے سارے کا سارا آسمان ماں کے سر پر بھی نہیں ٹھہرا - عروج کو سمجھانے لگیں ——

"ویسے تم سے بھی غلطی ہوئی - ہم سب کے اصرار پر گئی نہیں اور سرمد کے ساتھ چلی گئیں —— جوان جہان لڑکی کو اکیلے مرد کے ساتھ کہیں آنا جانا نہیں چاہیئے - بُری بات ہوتی ہے ——"

"وہ —— وہ —— خالہ امی! وہ مجھے زبردستی لے گئے تھے ——"

خالہ امی کی شفقت بھری باہنوں کا سہارا ملا تو ہچکیوں کے درمیان ایک بار پھر اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی - شاید وہی سُن لیں ——

"اگر میں اپنی مرضی سے جاتی تو کیا اس حلیے میں —— جو رات آپ نے میرا دیکھا تھا ——"

"یہ اس سے بھی زیادہ غلط حرکت کی —— اس طرح بھی میری بے عزتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اس طرح بھی میری بے عزتی ——"

امی پہلے سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں بولیں ——

"اس لڑکی نے تو مجھے کسی کی صورت دکھانے کے قابل نہیں رہنے دینا ——سرمد کے گھر والے کیا کہتے ہوں گے ——کس ماں کی بیٹی ہے ——جس نے اتنی بھی تہذیب نہیں سکھائی کہ کسی کے گھر خود کو درست کر کے جایا کرتے ہیں ——"

"اچھی بھلی ہی تھی ——"

خالہ امی پھر اس کی طرف داری کرنے لگیں ——

"صرف آج کل کی لڑکیوں کی طرح نخرہ نہیں تھا تو کیا ہوا ——؟ مجھے تو یونہی سادہ سی ہی زیادہ اچھی لگتی ہے ——"

"اور اس نواب زادہ صاحب کی بھی سنیئے ——"

اب امی نے سرمد کے متعلق بڑے عجیب سے طنزیہ لہجے میں کہا ——

"اسے لے کر گیا بھی تو محل کے اندر ——"

زیادہ غصہ تو امی کو یہی تھا کہ عروج اس کے گھر والوں کو مل کر آئی تھی اور ان کی ہاوٹ نوابزادیاں دیکھ ہی نہ سکی تھیں ——جانے کیوں وہ انہیں متاثر کرنا چاہتی تھیں ——؟

آہستہ آہستہ امی کا وہ غصہ بھی باہر آ رہا تھا ——

"اور گھر والے بھی ایسے مہمان نواز کہ کوئی سامنے آیا ہی نہیں ——"

"وہ سب پردہ دار لڑکیاں ہیں ——"

ان سب نوابزادیوں کے اخلاق و مزاج نے عروج کے دل پر کچھ ایسے گہرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نقوش چھوڑے تھے کہ ماں کی زبان سے ان کے خلاف ایک لفظ نہ سن سکی — جھٹ سے ان کی حمایت میں بول پڑی —

"ہاں پردہ دار — اور ہم تو جیسے مرد تھے — جس طرح تمہیں لے کر گیا تھا ہمیں بھی ان کے پاس ان سے ملانے کی خاطر لے جا سکتا تھا —"

"کس کس کو لے کر جاتے — اتنے سارے تو مہمان تھے — پھر سب کے ساتھ ہی مرد بھی تھے — اور ریوں برا لگتا تھا — کہ عورتوں کو اٹھائے جاتے —"

سرمد کی طرف داری کرنا مقصود نہ تھی — صرف حق بات کہہ رہی تھی — مگر امی یہی سمجھیں کہ وہ اس کی حمایت کر رہی تھی — بالکل سیخ پا ہو گئیں —

"دیکھ لیجئے آپا! اس کے ڈھنگ — اب اس کی طرفداری ہونے لگی ہے — چوری اور اوپر سے سینہ زوری —"

امی کے دہن سے کف اڑنے لگا اور آنکھوں سے انگارے برسنے لگے اور زبان شعلے اگلنے لگی —

"میں تو کہتی ہوں پہلے سے ہی ان کی بی جگت تھی کہ دونوں اکیلے جائیں گے تبھی پہلے اس نے ڈرائیور بھیجا — اور یہ ہمیں انکار کرتی رہی — اور پھر ...."

"امی — امی —!"

ناکردہ گناہ کی عزت پر ہاتھ پڑا تو اس کا صبر، حوصلہ، برداشت سبھی کچھ جواب دے گیا — یہ مصلحت بھی نگاہ میں نہ رہی کہ گل و بلبل جو دیکھیں گی وہی کریں گی — خالہ امی کا احترام بھی اس کی زبان بندی نہ کر سکا —

آخر — بے اختیار ہو کر چیخ پڑی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"خدارا اپنے جیسا ہر ایک کو نہ سمجھ لیجئے ——"

"کیا ——؟"

مہ لقا کی حالت قابل دید تھی —— جوش میں بھری ہوئی اُٹھ کر بیٹھ گئیں —— اُبلتی ہوئی عروج کے پورے سراپا کو نگل لینے والے انداز میں گھورے جا رہی تھیں ——

"یہ تم ماں سے بات کر رہی ہو ——؟ بدتمیز —— گستاخ —— ذلیل ——!!!"

پھر وہ اٹھ کر عروج کی طرف جھپٹیں —— یوں —— کہ جیسے آج اسے زندہ نہیں چھوڑیں گی ——

"ہائیں ہائیں —— یہ کیا واہیات ہے ——"

خالہ امی چیخ پڑیں ——

"یہ ماں بیٹی کی گفتگو ہے ——؟"

پھر انہوں نے لپک کر جلدی سے عروج کو گھسیٹا اور کھینچتے ہوئے کمرے سے لے گئیں ——

"جانے اس گھر میں یہ کیا ہونے لگا ہے —— میں تو یہاں کے ڈھنگ دیکھ کر حیران ہی جا رہی ہوں ——"

عروج روئے جا رہی تھی اور خالہ امی اسے گھسیٹتے ہوئے اس کے کمرے تک لائیں ——

"نجانے کو بھی نجانے کیا ہو گیا ہے —— ایسا مٹی کا مادھو بنا ہے کہ نہ کچھ بولتا ہے نہ چالتا ہے —— یہ تو اس کا گھر لگتا ہی نہیں ——"

ساتھ ساتھ خالہ امی بڑبڑائے جا رہی تھیں ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

" گھر کا مرد یوں گھر بھر سے بے خبر ہو جائے تو ایسے ہی گھر کا شیرازہ بکھر جایا کرتا ہے — نہ ماں کو جوان بیٹی کا کچھ لحاظ ہے اور نہ بیٹی ماں کا ادب کرتی ہے — توبہ توبہ —!! "

خالہ امی نے عروج کو اس کے پلنگ پر پٹخ دیا ——

" چند سالوں میں ہی اس گھر کی کایا پلٹ ہو گئی ہے —"

وہ خود بھی اس کے پاس ہی بیٹھ کر ہانپنے لگیں ——

" اپنے خاندان میں کاہے کو ہم نے کبھی ایسے جھگڑے دیکھے تھے — اور اب اسی خاندان کی عزت کا یہ عالم ہے — اللہ رحم کرے —!! "

بڑبڑاتے بڑبڑاتے پھر وہ یکدم عروج کی جانب پلٹ پڑیں ——

" میں پوچھتی ہوں عروج! آخر یہ سب کیا ہے —؟ جیسا با ادب اور تمیز دار تمہیں چھوڑ کر گئی تھی — نہ تم وہ رہی ہو — اور جیسی مہ لقا اور توقیر تھے — وہ بھی ویسے نہیں رہے — کیا ہو گیا تم سب کو —؟؟؟ "

" میں نے تو کچھ نہیں کیا خالہ امی —؟ "

" اور یہ جو ماں سے ایسی گستاخی سے پیش آئیں — یہ شاید میں بول رہی تھی "

" وہ — وہ —"

عروج ابھی تک روئے جا رہی تھی — کچھ کہنا چاہتی تھی — امی کے بارے میں خالہ امی کو سب کچھ بتا کر، ننھے سے دل پر جو بوجھ لیے بیٹھی تھی، اُتار پھینکنا چاہتی تھی

مگر — مگر — پھر وہی سوچ —! مہ لقا اس کی ماں تھیں — اور ماں کی ایسی بات کسی کو بھی، حتیٰ کہ خالہ امی کو بھی بتاتے ہوئے بیحد شرم محسوس ہوتی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہے کہے — کیا کہے — ؟؟ زبان پر آ آ کر الفاظ رُک گئے ——

بہت کوشش کے باوجود وہ اس راز میں کسی کو شریک نہ کر سکی — سینے کے اس
کو ہلکا نہ کر سکی — ناسور اسی طرح دُکھتا رہا اور آخر خود ہی قصوروار بن گئی ——

" مجھے معاف کر دیجئے خالہ امّی — ! مجھ سے غلطی ہو گئی — آئندہ کبھی ایسا
نہیں کروں گی ——"

" میں کیا معاف کروں — ؟ معافی مانگو ماں سے — جس سے گستاخی کی ہے —
اس کی بے ادبی کی ہے ——"

اور — وہ بھلا ماں سے کیا معافی مانگتی — ؟ اس نے تو ابھی کچھ کہا ہی نہیں تھا،
ان سے تو وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی ——

ان کی ذمہ داریوں کا انہیں احساس دلانا چاہتی تھی — ابّو کا ہر وقت پریشانیوں
میں گھرا چہرہ دکھانا چاہتی تھی ——

ان کی سوئی مامتا کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرنا چاہتی تھی جن کی گُل و بُلبل کو شدید ضرورت
تھی — اور — اور ان کے گھر اور خود ان کی عزت کی طرف ان کی توجہ دِلانا چاہتی تھی —
مگر — مگر — وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی — کچھ بھی تو نہیں — سوائے بے بسی
کے آنسو بہانے کے —— !!

اور — وہ بڑی وافر مقدار میں بہائے جا رہی تھی — بہائے
جا رہی تھی —— !!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کالج سے لوٹی ــــ راھداری میں سے گزر رہی تھی کہ ڈرائینگ روم میں سے خالہ امّی کی آواز سُنائی دی ــــ

جانے کس سے باتیں کر رہی تھیں ــــ عروج بھی اندر داخل ہوگئی ــــ

سامنے والے صوفے پر ہی خالہ امّی نظر آگئیں ــــ ان کا مُسکراتا چہرہ جب بھی دکھائی دے جاتا سارے وجود میں جیسے خوشیاں سی بھر جاتیں ــــ کچھ ایسا ان کی ہستی کا اعجاز تھا ــــ

ایک ماں کا صحیح تصور ان کی شخصیت پیش کرتی تھی ــــ ان کی تو جھرکیاں بھی عروج کو یوں لگتیں جیسے دُعائیں بِل رہی تھیں ــــ

کاش ــــ کاش ــــ!! وہ بھی ایک ایسی ہی ماں کی بیٹی ہوتی ــــ امّی خالہ امّی جیسی ہوتیں ــــ!!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور خالہ امی ہی کے وجود میں کھوئی کھوئی اِرد گرد دیکھے بنا وہ آگے بڑھ گئی،
"آداب خالہ امی ۔۔!"
سیدھی جا کر خالہ کے پاس بیٹھتے ہوئے ان کے گھٹنوں پر جھک گئی ۔۔۔
"جیتی رہو ۔ نیک نصیب ۔۔!!"
انہوں نے اسے انہیں مشفق مسکراہٹوں کے ساتھ گود میں بھر لیا ۔۔۔
"دیکھ لی آپا! اس کی تمیز ۔۔ جیسے کمرے میں کوئی اور موجود ہی نہ ہو۔"
اچانک سی ماں کی آواز کان میں پڑی تو عروج نے گھبرا کر خالہ امی کی گود میں
چہرہ نکالا ۔۔ جو خفت کے مارے یکدم ہی گلابی سا ہو اُٹھا تھا ۔۔۔
اس نے دانستہ تو یہ حرکت نہیں کی تھی ۔۔ بس خیالوں اور خالہ امی کی پرخلوص
مسکراہٹوں میں ایسا کھوئی کہ اردگرد دیکھنے کا ہوش ہی نہ رہا تھا ۔۔۔
تین چار دن تک خالہ امی جانے والی تھیں ۔۔ اور عروج یہ باقی تھوڑی سی
گھڑیاں اکٹھی کر لینا چاہتی تھیں ۔ اپنے من میں سمیٹ لینا چاہتی تھی ۔۔۔
امی نے جس ماما سے اسے محروم کر رکھا تھا ۔ اس کی تشنگی کچھ تھوڑی سی خالہ امی
پیار بجھا دیتا تھا ۔ اور وہ اس تشنگی کو چند ساعتوں کے لیے اور بجھا لینا چاہتی
تھی ۔۔۔

پھر بخانے کب تک وہ اس کے لیے بھی ترستی رہے اور تڑپتی رہے ۔!
"اوہ ۔۔! سلام علیکم امی ۔۔!"
خفیف سی ہو کر اس نے ماں کی طرف دیکھا ۔ ان کے ساتھ ہی صوفے پر پہلو
بہلو لائے سرمد تشریف فرما تھے ۔ اور بڑی عجیب سی مسکراہٹوں کے ساتھ اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہی تک رہے تھے ——

"سلام علیکم ——!"

گھبرا کر اس نے سرمد کو بھی سلام کر ڈالا ——

اس سرمد کو، جنہیں اس نے کبھی اس قابل سمجھا ہی نہیں تھا اور اس دن تو اسے اور بھی زیادہ ان سے نفرت اور چڑ ہو گئی تھی جس دن، ان کی وجہ سے اسے امی سے بے بھاؤ کی جھڑکیاں پڑی تھیں — بے عزتی ہوئی تھی اور خالہ امی کی نگاہوں میں بھی وہ گناہ گار سی ہو کر رہ گئی تھی ——

سرمد نے کوئی اچھی حرکت تو نہیں کی تھی ——

"وہ — دراصل آپ دروازے کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی ہیں نا — مجھے دکھائی نہیں دیں ——"

عروج گھبرا کر جلدی سے ماں کے روبرو اپنی صفائی پیش کرنے لگی — اس کا چہرہ بھی تو بیحد غصیلا ہو رہا تھا ——

جانے کیا وجہ تھی — ؟ حالانکہ سرمد پاس بیٹھے ہوئے تھے — جن کی موجودگی میں ہمیشہ امی کا مزاج باغ و بہار ہی ہوا کرتا تھا — اور یہ آج — خلاف توقع ایسا کیوں تھا — ؟ بگڑا بگڑا اور تیکھا سا —!

"عروج سنائیے نا ——"

خالہ امی اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے اور گویا نگاہوں ہی نگاہوں اس پر سے فدا ہوتے ہوئے بولیں ——

"سرمد کہتا ہے — اس کی بہنوں کو تم بے حد اچھی لگی ہو اور وہ تمہیں بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتی ہیں ——"

اپنی تعریف سن کر یکدم عروج کے چہرے پر حیا بھری خوبصورت سی سُرخی دوڑ گئی ——

بیقراری طور پر ہی نگاہیں سرمد کی طرف اُٹھ گئیں — جیسے خالہ امی کی بات کی تصدیق چاہتی تھی ——

"ہاں ——"

سرمد شاید اس کی نگاہوں کے انداز کو سمجھ گئے تھے — جھٹ سے اُنہوں نے خالہ امی کی بات کی تائید کر دی ——

"ہونہہ —!"

امی بڑی رکھائی سے بولیں —

"اچھی لگی ہے — کبھی گھر میں اسے دیکھا نہیں نا — ایک بار دیکھ لیں تو سب پتہ چل جائے ——"

عروج کے چہرے پر بکھری حسین سی سُرخی یکدم زردی میں بدل گئی ——

تو اس لیے امی کا موڈ خراب تھا —!

"ماہی! بیٹی جوان ہو جائے تو ہر ایک کے سامنے اس کے عیوب نہیں گنوایا کرتے ——"

خالہ امی بڑی سنجیدگی سے مہ لقا کو نصیحت کرنے لگیں —

"میری عروج تو پھر بھی لاکھوں میں ایک ہے — مگر میں نے دیکھا ہے کہ عیب دار بیٹیوں کی مائیں دُوسروں میں بیٹھ کر ....."

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپا! میں سب کچھ جانتی ہوں ——— "
امی نے درمیان میں ہی ان کی بات قطع کر دی ———
"سرمد کوئی غیر نہیں ہیں ———"

پھر جیسے انہیں یہ موضوع سخت ناگوار گزر رہا تھا۔ اس لیے اسے بدلنے کی خاطر پہلو بدل کر، اور بھی سرمد کے ساتھ چپک کر بیٹھتے ہوئے بڑے میٹھے سے لہجے میں کہا

"سرمد! آپ فلم کا پروگرام بنا رہے تھے ——"

"بنائیں گے ——— مگر پہلے عروج کو کہیے کہ اپنے ہاتھ سے ہمیں گرما گرم چائے بنا کر پلائے ———"

جس کے بعد سرمد آج ہی آئے تھے اور پہلے کی نسبت بڑی بے تکلفی سے عروج سے مخاطب ہوئے ———

"کیوں عروج ——؟"

وہ چونکی ——— گھبرا کر امی کی جانب دیکھا۔ کہیں وہ پھر اس پر اسی قسم کا شک نہ کر بیٹھیں ——— یا سرمد کی بے تکلفی اس دن کے پیدا شدہ شک پر یقین کی مہر نہ لگا دے ——— !

اور اس نے اندازہ کیا۔ زبان سے تو وہ خاموش تھیں ——— مگر ان کی نگاہوں نے عروج کے خدشے کی تصدیق کر ڈالی ———

"بھئی دیکھو سرمد بیٹے ——— ! کچھ وقت کی مہلت دو ——"
خالہ امی سادگی سے بولیں ——

"تھکی ہوئی میری بیٹی آئی ہے ——— پہلے لباس تبدیل کرے گی۔ پھر کھانا کھائے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گی اور پھر تب چائے بنا کر لائے گی ۔"

"میں خود بنا لاتی ہوں ——"

مہ لقا جلدی سے اُٹھ پڑیں ——

"انشاء اللہ اس سے اچھی ہی بناؤں گی ۔"

عروج حیرت سے انہیں دیکھنے لگیں ۔ ایک وہ وقت تھا ۔ وہ خود اس کی فرمائشیں کر کر کے اس سے چائے بنوایا کرتی تھیں اور ایک یہ وقت ——!

انہوں نے تو ہم عمروں کی مانند اس سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا تھا ۔ جی چاہا ۔ کہہ دے ——

"امی! آپ غلط سمجھ رہی ہیں ۔ میرا سرمد سے کوئی تعلق نہیں ۔ آپ تو خواہ مخواہ ہی مقابلہ لگا بیٹھیں ——"

مگر ہمیشہ کی طرح صرف سوچ کر ہی رہ گئی ۔ زبان تک ایک لفظ نہ لا سکی ۔

مہ لقا کمرے سے باہر نکلیں تو وہ بھی جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی ۔ جہاں سرمد ہوں وہاں وہ موجود نہیں رہنا چاہتی تھی ——

"کہاں جا رہی ہو ۔؟"

خالہ امی نے پوچھا ——

"کپڑے بدل کر تھوڑا سا آرام کروں گی ۔"

یہ کہتے کہتے جلدی سے دروازے کی سمت مڑ گئی ——

اب اس کا رُخ عین سرمد کی طرف تھا ۔ جاتے جاتے اچانک نگاہ ان پر جا پڑی ۔ وہ اسے ہی تکے جا رہے تھے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانے کیوں ان کی یہ گہری گہری نگاہیں اسے گھبراہٹ میں ڈال دیتی تھیں۔
اس وقت بھی کچھ ایسا سٹپٹائی کہ گھبراہٹ میں سینے کے ساتھ لگی ساری کتابیں نیچے گر پڑیں ——!

اس سے پہلے کہ وہ انہیں اٹھاتی سرمد نے جھک کر اٹھالیں۔ اور اسے پکڑتے پکڑتے اس کا ہاتھ تھام کر ہولے سے دباتے ہوئے ملتجی لہجے میں دھیرے سے بولا "ہم صرف تمہارے ہاتھ کی چائے پئیں گے۔ تیس چالیس میل کا چکر اسی لئے لگایا ہے ——"

عروج نے گھبراتے ہوئے جلدی سے گردن پیچھے موڑ کر دیکھا۔ کہیں خالہ امی کچھ سن تو نہیں لیا تھا ——؟ کہیں اس کی بے گناہی گناہ تو نہیں بنی جارہی تھی ——!
مگر —— اطمینان کا ایک لمبا سانس اس کے ہونٹوں سے نکل گیا۔ وہ پڑوسن انہماک سے ایک رسالہ دیکھ رہی تھیں ——

عروج نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچ کر سرمد کی گرفت سے نکالا اور تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گئی ——

اپنے کمرے میں ابھی قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ گل و بلبل کی کھی کھی کرتی ہنسی کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ تن من میں عجب سی بجلیاں کوند گئیں جلدی سے پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوئی —— دونوں پلنگ پر لیٹی تھیں اور پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسے جارہی تھیں —— ہنسے جارہی تھیں ——

عروج نے دوسرے پلنگ پر کتابیں پھینکیں اور مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھ گئی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔؟"

"آپی آگئیں ۔۔ آپی آگئیں ۔۔"

"میری آپی آگئیں ۔۔"

"میری تم سے زیادہ ہیں ۔۔"

"نہیں میری تم سے زیادہ ہیں ۔۔"

دونوں میں اکثر یہ جھگڑا چلتا رہتا تھا۔ دونوں اُٹھ کر اس سے لپٹ گئیں۔

"دونوں کی ایک جیسی ہوں ۔۔"

عروج دونوں کو اپنے بازوؤں میں لیتے ہوئے بولی ۔۔

"یہ میرا جسم ۔۔ یہ میری رُوح ۔۔"

پھر اس نے دونوں کو اکٹھے اپنے ساتھ بھینچ لیا۔

"اچھا یہ بتاؤ تم اتنا ہنس کیوں رہی تھیں ۔۔؟"

"وہ آپی ۔۔!"

گل پھر کھی کھی کر کے ہنسنے لگی ۔۔ ہنسی کی زیادتی سے اس سے بات ہی نہیں ہو پا رہی تھی ۔۔

"آپی! کل جب باہر بالکنی میں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے تو خالہ امی کو ایک بھڑ کاٹ گئی ۔۔"

گل کی بجائے بلبل بات سنانے لگی مگر اتنا بتانے کے بعد اسے بھی ہنسی کا دورہ پڑ گیا ۔۔

"بھئی پہلے بات تو پوری کر لو۔ پھر ہنس بھی لینا ۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپی! بھڑ کے کاٹنے سے خالہ امی کو بڑی درد ہوئی تھی ان کا بازو سوج گیا تھا اور پھر ان کی آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے تھے ——"

اتنا کہنے کے ساتھ ہی دونوں پھر اپنے ننھے ننھے چہرے ہاتھوں میں چھپا چھپا کر ہنسنے لگیں ——

"پھر ——؟"

عروج کچھ الجھ سی پڑی ——

"بات پوری کرتی نہیں اور ہنسے جا رہی ہیں ——"

"ہم کہہ رہی تھیں آپی! کہ کتنا اچھا ہوتا اگر وہی بھڑ خالہ امی کی بجائے امی کو کاٹ لیتی ——"

"اور وہ بھی چہرے پر ——"

"اُف! امی کا سوجا ہوا چہرہ۔ کیسا عجیب لگتا ——؟"

دونوں نے باری باری کر کے مشکل سے بات ختم کی —— اور ایک بار پھر ننھے ننھے قہقہوں کا فوارہ چھوٹ پڑا ——

"سوجے ہوئے گال کے اوپر امی کی منی سی آنکھ ——!"

ہنس ہنس کر دونوں بے حال ہوتی جا رہی تھیں —— ان کی اس معصوم سی خواہش اور ادا کا جو وہ حلیہ بیان کر رہی تھیں، اس پر ہنسی عروج کو بھی آئی مگر مصلحتاً وہ جلدی سے ضبط کر کے سنجیدہ ہو گئی —— دونوں کو گھورا ——

"پاگل لڑکیو! وہ تمہاری امی ہیں —ایسی باتیں نہیں کیا کرتے ——"

"مگر پیار تو ہمیں خالہ امی کرتی ہیں ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کی ڈانٹ نے دونوں کو سہما دیا۔ یکدم ان کے قہقہے تھم گئے۔

"اور امی تو ہر وقت جھڑکیاں دیتی رہتی ہیں۔"

"خواہ جھڑکیاں دیں یا پٹائیں۔ مگر امی پھر بھی امی ہیں۔"

عروج نے انہیں ڈانٹ تو کر دی۔ مگر ساتھ ہی خود سوچوں میں بھی کھو گئی، ان ننھی ننھی بچیوں کے دلوں میں ماں کی حیثیت کیا تھی اور مقام کیا تھا۔ اس ماں کا۔ جس کے پاؤں کے نیچے اولاد کے لیے جنت ہوتی ہے۔

کاش! امی آپ سمجھ سکتیں۔ جان سکتیں۔ اور ان کی اس آرزو کے پیچھے جو ناکام حسرتیں ہیں ان کا اندازہ کر سکتیں۔

کاش! امی! آپ ہمیں بھی وہ جنت پا لینے دیتیں اور خود بھی اس عظمت کے مزے لوٹتیں جو ماں بن کر اور جنت دے کر آپ کو ملتی۔ کاش۔ کاش!!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نیند کھلتے ہی اسے سب سے پہلا جو خیال آیا وہ خالہ امّی کا تھا۔ بدر اور مُنّا تو چھ سات روز پہلے کے جا چکے تھے اور اب کل وہ بھی واپس جانے والی تھیں۔ یعنی — اب صرف چند گھڑیوں کے لیے ان کی محبت اور ماما بھری ٹھنڈی میٹھی چھاؤں میں وہ سانس لے سکتی تھی —

یکدم ہی دم گھٹتا ہوا سا محسوس ہوا — جانے زندگی میں پھر کبھی یہ گھڑیاں لوٹ کر آئیں بھی یا نہیں ——

جلدی سے کمبل پرے پھینکا۔ ساتھ والے پلنگ کی طرف نگاہ دوڑائی — دونوں بچیاں ابھی گہری نیند میں ڈوبی تھیں —

اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کھڑکی سے باہر نظر جا پڑی۔ صبح کا روشن ستارہ ماند پڑتا جا رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑی ہوئی — نماز قضا ہوئی جا رہی تھی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جلدی جلدی وُضو کر کے جانماز پر جا کھڑی ہوئی — نماز بھی جلدی جلدی ہی پڑھی
اماں بھی واجبی سی مانگی — ورنہ ہمیشہ نماز سے کہیں طویل اس کی دُعائیں ہوا
کرتی تھیں ——

گل اور بُلبل کے لیے — اَمّی اور ابُو کے لیے — گھر کے سکون کے لیے — !!!
مگر آج اس نے کسی بھی طرف توجہ نہیں دی — اسے تو بس خالہ امّی کے پاس
پہنچنے کی جلدی تھی ——

کل انہوں نے چلے جانا تھا — یہ سوچ سوچ کر آنکھوں میں آنسو آئے جا رہے
تھے — جنہیں پی پی کر اس کا حلق دُکھنے لگا تھا ——

فارغ ہو کر گل و بُلبل کے نیند میں ڈوبے بیحد پیارے اور پُرسکون چہروں پر
پیار کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی ——

خالہ امّی، امی ہی کی خواب گاہ میں ہوتی تھیں — سیدھی وہاں جا پہنچی ——
تھوڑا سا پردہ سرکا کر اندر جھانکا ——

خالہ امی نماز اور وظیفے وغیرہ سے فارغ ہو کر بستر پر اوڑھے لیٹی تھیں ——
آنکھیں مندی ہوئی تھیں اور ہونٹوں پر اب بھی ذکرِ خدا ہی تھا ——

دوسرے پلنگ پر امّی نیند میں مدہوش بے سُدھ پڑی تھیں — خالہ کے بعد ماں
پر نگاہ پڑی تو جی ہی جی میں شرمسار سی ہو اُٹھی ——

جب کبھی اس نے اپنی ماں کے لیے خدا سے راہِ ہدایت کی دُعا کی —— اس
کے ذہن میں ایسی ہی مقدس ماں کا تصور تھا — جیسی خالہ امّی تھیں ——

اور — اسے جو ماں ملی تھی — ایسا تو اس نے کبھی بھی نہ سوچا تھا — یہاں تک

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ جب کبھی اس کی سوچ میں کسی اور کی ماں کا تصور آیا تو وہ بھی ایسا نہ تھا ——
بچپن میں وہ زیادہ تر خالہ امی کے پاس رہی تھی۔ اور جو کچھ انہیں کرتے دیکھا تھا وہی کچھ اس کے شعور میں بس گیا تھا اور ماں کا امیج بن گیا تھا ——!!
تبھی اسے اپنی امی کبھی بھی پسند نہ آئیں —— اتنے مہ و سال بیت گئے۔ اس کی نگاہیں لاشعوری طور پر ایسی ہی ماں تلاش کرتی رہیں ——

"خالہ امی ——!"

ان کے قریب آکر بہت ہولے سے پکارا ——

"کیا سو رہی ہیں ——؟"

عروج کی آواز پر انہوں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں ——

"نہیں تو ——"

انہیں بولتے پایا تو عروج جھٹ سے ان کے ساتھ لیٹ کر کمبل میں گھس گئی۔

"خالہ امی ——!"

بالکل بچوں کے سے انداز میں وہ ان سے لپٹتے ہوئے بولی ——

"جی میری جان ——!"

"کوئی کہانی سنائیے ——"

"کہانی ——؟"

خالہ امی مسکرا دیں ——

"اب تو بیٹی ماشاء اللہ تم خود اتنی بڑی ہو کہ کہانیاں سناؤ ——"

"نہیں خالہ امی! اس وقت مجھے چھوٹی سی بچی ہی سمجھئے —— بالکل وہی عروج،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

آپ کے سعودی عرب جانے سے پہلے تھی اور جسے آپ ایسے ہی اپنے ساتھ لپٹا کر
کہانیاں سنایا کرتی تھیں ——"

جانے کیوں بہت ڈھیر سارے آنسو اس کی آنکھوں میں آ گئے ——

"جی چاہتا ہے خالہ امی! وہی دن، وہی گھڑیاں لوٹ آئیں — میں ویسی ہی ناسمجھ
سی بچی بن جاؤں اور آپ مجھے کہانی سنائیں ——"

اس نے خالہ امی کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا ——

"میرا دل چاہتا ہے خالہ امی! میں اپنے ماضی کے کھنڈروں میں کھو جاؤں وہیں کہیں
کھو جاؤں — ایسی — کہ میرے حال کے ریگستانوں کی تپتی ریت میرے پاؤں کے
تلوے جلا نہ سکے ——"

وہ بہت ہولے ہولے بڑبڑائے جا رہی تھی ——

"مجھے کہانی سنائیے خالہ امی — پلیز سنائیے ——"

وہ ان کے سینے سے لپٹی جا رہی تھی — غیر ارادی طور پر ہی خالہ امی کی نگاہیں سوئی
ہوئی مہ لقا پر جا پڑیں ——

تین بیٹیوں کی ماں — بڑی لاپرواہی کی نیند سوئی ہوئی تھی ——

کسی اندرونی جذبے کے تحت انہوں نے عروج کو بڑے زور سے اپنے سینے کے
ساتھ بھینچ لیا — جیسے وہ اسے اپنے میں جذب کر لینا چاہتی تھیں ——

اور پھر — اس کی خواہش کے مطابق — اس کی آرزو کے احترام کے لیے — ان پر بھی
ایسا موڈ طاری ہو گیا کہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے ایک کہانی سنانا شروع
کر دی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایک بہت بڑے شہر میں ایک بہت بڑا گھر تھا۔ اس میں بہت سارے لوگ رہتے تھے۔ بہت سارے لوگ رہتے تھے اس لئے بہت سارے بچے بھی تھے۔ تقریباً ہر عمر کے بچے اس گھر میں موجود تھے۔

جوان — نوعمر — اور معصوم — !!!

کچھ تعلیم حاصل کر چکے تھے — کچھ ابھی کر رہے تھے اور کچھ، جو ابھی بہت چھوٹے تھے انہوں نے شروع کرنا تھی۔

تین تین چار چار بچوں کا ایک ایک گروپ بنا ہوا تھا۔

جوان علیحدہ اپنی محفلیں سجائے رکھتے — درمیانی عمر کے علیحدہ اور چھوٹے چھوٹے علیحدہ — ایک گروپ دوسرے میں مداخلت نہیں کرتا تھا۔

یہ کہانی بہت چھوٹے بچوں کے ایک گروپ کی ہے — وہ گروپ ایک لڑکی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ماں پر مشتمل تھا۔ لڑکے دونوں چھ اور سات سال کے تھے اور لڑکی تقریباً ساڑھے سال۔ یا اس سے ایک آدھ ماہ کم یا ایک آدھ ماہ بڑی ہوگی۔ لگتے تینوں ایک ہی تھے۔

تینوں ہمیشہ اکٹھے ہی کھیلا کرتے تھے۔ ان میں سے کبھی ایک کو بھی کسی نے اپنی پارٹی علیحدہ نہیں دیکھا تھا۔

کمروں میں۔ باہر صحن میں۔ باغ میں۔ سیڑھیوں میں۔ کوٹھے پر۔ غرض ہر جگہ اکٹھے ہی پائے جاتے۔

"سگے بہن بھائی تھے۔؟"

عروج کے اس سوال پر خالہ امی بے اختیار قہقہہ لگا اٹھیں۔

"چھ، ساڑھے چھ اور سات سال کے کیسے سگے ہو سکتے ہیں؟"

"اوہ۔!"

عروج کو اپنے آپ پر ہی ہنسی آگئی۔ کھسیانی سی ہوتے ہوئے بولی۔

"یہ میں نے خیال ہی نہیں کیا تھا۔"

"ایک لڑکا لڑکی کا چچازاد تھا اور ایک پھوپھی زاد۔"

"تو وہ سب ایک ہی گھر میں کیوں رہتے تھے۔؟"

عروج متحیر سی پوچھنے لگی۔ کیونکہ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا خود اپنے خاندان میں بھی اور ملنے جلنے والوں میں بھی اتنے سارے لوگوں کو کبھی اکٹھے رہتے نہیں دیکھا تھا۔

"اس زمانے میں لوگوں میں بہت اتفاق ہوا کرتا تھا۔"

خالہ امی جیسے اس زمانے کی اقدار میں گم ہوتی ہوئی بولیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"علیحدہ علیحدہ کی بجائے سب مل جل کر رہنا پسند کرتے تھے۔ اس لئے ان
رزق میں بھی برکت ہوا کرتی تھی اور انسانوں پہ بھی اللہ کی خاص رحمت ہوا کرتی تھی
سب کو ہی دکھ کم اور سکھ زیادہ ملتے تھے۔ سب اچھے اچھے کام کرتے تھے
کے ذہنوں کو سکون جیسی نعمت میسر ہوا کرتی تھی۔"

"خالہ امی یہ کوئی سچی کہانی ہے۔؟"

"ہاں بالکل سچی۔!"

"آپ نے اپنے بڑوں سے سُنی ہوگی۔؟"

"سنا کیا ہے۔ خود اپنی آنکھوں سے دیکھی۔"

"اچھا۔!"

"ہاں تو وہ تینوں ہمیشہ سکول بھی اکٹھے ہی جایا کرتے تھے۔ تینوں کو ایک دوسرے سے بہت پیار تھا۔

یونہی اکٹھے کھیلتے، کھاتے پیتے وہ تینوں ہی جوان ہوگئے۔

لڑکی کو اپنے سے بڑے لڑکے کے ساتھ کچھ زیادہ ہی لگاؤ تھا۔ اس کی ہر بات کا سے زیادہ خیال رکھتی۔

ویسے۔ دوسرے ساتھی سے بھی اسے کوئی عداوت نہیں تھی۔ پیار اس سے بھی تھا مگر نسبتاً اس سے ذرا کم۔

جب تینوں بڑے ہوگئے تو صاف ظاہر ہے والدین نے سب کے گھر بسانا تھے میں لوگ لڑکی کی بہت چھوٹی عمر میں شادی کر دیا کرتے تھے

مگر۔ اس لڑکی کے گھر والے اس کا رجحان دیکھتے ہوئے خاموش تھے۔ اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لڑکیوں کی شادیاں ہوتی جارہی تھیں لیکن اس کے والدین پھر بھی خاموش تھے جانتے ہوئے بھی کہ زمانے کے دستور کے مطابق اس کی عمر بڑی ہورہی تھی ۔۔۔ کسی گھر بسنے والے کو انہوں نے منہ نہ لگایا۔

صرف انہیں اس لڑکے کا انتظار تھا ۔۔۔ کہ جب وہ کسی قابل ہوجائے تو پھر سلسلہ جنبانی ہو ۔۔۔ وہ بھی تو اس لڑکی میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔

ان دنوں والدین زیادہ عقلمند اور سمجھدار ہوا کرتے تھے ۔۔۔ لڑکا اپنی تعلیم مکمل کرکے روزگار پر لگ گیا تو اس کے گھر والوں نے بھی بیٹے کا رجحان دیکھتے ہوئے یہی مناسب جانا کہ اسی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی کردی جائے۔

ہم ذوق اور پسند کی بیوی ملے گی تو زندگی سکھ اور اطمینان سے کٹے گی۔

یہی سوچتے ہوئے لڑکے والوں نے لڑکی کے گھر رشتے کی درخواست کردی۔

گو دلوں کے اندر یہی خواہش کروٹیں لے رہی تھی ۔۔۔ اسی بات کا انتظار بھی تھا۔

پھر بھی بڑوں نے اپنے بزرگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ چاہا۔

بڑوں کے بزرگوں نے سب کچھ سنا ۔۔۔ سوچا ۔۔۔ اور پھر ۔۔۔ فیصلہ دے دیا۔

لڑکی یا لڑکا ۔۔۔ کسی میں بھی کوئی عیب نہیں تھا ۔۔۔ نہ جسمانی ۔۔۔ نہ اخلاقی ۔۔۔ لہٰذا وہ رشتہ فوری طور پر طے پا جانا چاہیئے تھا۔

اس فیصلے پر لڑکی کے والدین تو خوش تھے ہی اب وہ بھی اپنی جوان بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہوجائیں گے مگر خود لڑکی بھی خوش تھی ۔۔۔ بے حد خوش ۔۔۔!! جیسے اسے کسی نے حسین اور پُرمسرت مستقبل کی نوید دے دی تھی۔

منگنی کی رسم ادا ہونا تھی ۔۔۔ لڑکا اپنی ملازمت کے سلسلے میں کسی دوسرے شہر میں تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خوشی خوشی اسے اطلاع بھیج گئی۔

مگر ۔۔۔ بجائے کوئی خط کے ذریعے جواب دینے کے دو دن بعد چند چیزیں لے کر خود ہی چلا آیا۔

گھر آتے ہی اس نے خوب طوفان بپا کیا۔ کہ اس کی پوری زندگی کا معاملہ تھا اس کے والدین نے اس سے پوچھ کر بات کیوں نہیں طے کی تھی ۔۔۔؟

گھر والوں نے اسے سمجھایا کہ اس کے انداز ایسے تو نہ تھے کہ وہ رشتہ ناپسند کرتا۔ اس پھر وہ رشتہ لینے چلے گئے ۔۔۔

اکثر اکٹھے سیر کو جانا ۔۔۔ اکثر کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر بحث مباحثہ کرنا۔ لڑکے کا لڑکی کے شاپنگ کرنا اور لڑکی کا اس کے لئے بنائی وغیرہ کرنا ۔۔۔ اس کی قمیضوں کے بٹن وغیرہ اور دوسرے بہت سے چھوٹے موٹے کام کرنا ۔۔۔

پھر بھلا اور کس طرح اس کا عندیہ لیا جاتا ۔۔۔؟

"یہ سب کچھ تو دوست بھی آپس میں کر سکتے ہیں ۔۔۔ آپ سب نے یہ کیسے لیا کہ زندگی بھر کا ساتھی بھی میں اسے ہی بناؤں گا ۔۔۔"

لڑکے کا جواب سن کر سب گھر والے حیران پریشان رہ گئے۔

پھر ۔۔۔؟ پھر وہ سب کیا تھا ۔۔۔!

"وہ میرے بچپن کی ساتھی ہے ۔۔۔ میری دوست ہے اور مجھے بیحد عزیز۔ اس کے لئے یہ سب کچھ تو ہمیشہ ہی کرتا رہوں گا۔ اس کے لئے شاپنگ کروں گا ۔۔۔ اس سے بحث اس سے چھیڑ چھاڑ ۔۔۔ غرض سب کچھ اسی طرح ہوگا ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ جہاں تک زندگی کے ساتھی کا تصور ہے ۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور پھر اس نے اپنے سے چھوٹے گروپ کی ایک لڑکی کا نام لے دیا۔ کہ رفیقۂ حیات کے لئے اسے وہ پسند تھی۔ جو پہلی لڑکی سے بہت خوب صورت بھی تھی اور عمر میں کافی چھوٹی بھی۔

خیال اپنا اپنا ہوتا ہے۔

اس لڑکے کے خیال میں بیوی بہت خوب صورت اور کم عمر ہونی چاہیئے تھی۔

مرد کی نسبت عورت جلد بڑھاپے کی منزل پر جا کھڑی ہوتی ہے۔ اور جو عورت شادی کے وقت ہی مرد کی ہم عمر ہو اس کا مرد سے بہت پہلے بوڑھا ہو جانا بھی لازمی تھا۔ ایک دو بچے پیدا کرنے کے بعد ہی جوانی نے بڑھاپے کی دہلیز پر کھڑے ہو جانا تھا۔

اور وہ۔ وہ تو چاہتا تھا کہ وہ نہ خود اور نہ اپنی بیوی کو بڑھاپے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے دیگا۔ اس نے تو بہت عرصہ تک جوان رہ کر پوری طرح زندگی سے لطف اندوز ہونے کے خواب دیکھے تھے۔

ایک ہی بار تو زندگی ملتی ہے۔ اور وہ بھی عام سی صورت والی بڑی عمر کی بیوی کے ساتھ کٹ گئی۔ کوئی حسرت، کوئی آرزو پوری نہ ہوئی تو کیا پایا اور کیا حاصل کیا۔

کچھ اسی قسم کی بے شمار باتیں اس نے کر ڈالیں۔ ہر ممکن طریقے سے اس کے والدین بہن بھائیوں نے سمجھایا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔

آخر۔ والدین کو اپنی جوان اولاد کی بات ماننا ہی پڑی۔

ایک ہی تو گھر تھا۔ لڑکے کی سب باتیں، اس کے ساتھ شادی نہ کرنے کے لئے جو جواز اس نے پیش کئے تھے۔ سب جوں کے توں لڑکی کی تک بھی پہنچ گئے۔

اسے دلی صدمہ ہوا۔ ہونا تو تھا ہی۔ ایک تو اس کا رشتہ دار تھا۔ پھر بچپن کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ساتھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کے لئے اور ایک دوسرے کے ساتھ بے شمار بے شمار گھڑیاں گزاری تھیں ——

اور سب سے بڑی بات ۔ وہ اسے پسند بھی بہت تھا۔ جانے کیوں بہت ہی اچھا لگتا تھا۔ اور اسی محبوب اور عزیز ترین ہستی نے یہ سب کچھ کہا تھا۔ ایسی باتیں کی تھیں ——

دل ٹوٹنے کے صدمے کے علاوہ اندر ہی اندر اسے گویا اپنی شکست کا بھی احساس تھا گھڑی کی ایک اور لڑکی کو اس پر ترجیح دی گئی تھی۔

اس کی انا، اس کی خودداری چکنا چور ہوگئی ۔ اس کا اندر ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگیا اس کے من میں بھونچال سا آگیا۔

اور تب —— وہ یہ سب کچھ برداشت نہ کر پائی —— ان سب احساسات نے اسے پیس ڈالا ۔ اسے بیمار کر دیا۔ ایسا بیمار ۔ کہ وہ بستر کے ساتھ لگ گئی۔

دوسرا لڑکا، جو اس سے عمر میں چند ماہ چھوٹا تھا —— بڑا سنجیدہ اور کم گو تھا۔ سب کی کانوں سے سُنا اور آنکھوں سے دیکھا۔

جانے کیا جی میں آئی —— ؟ شاید بچپن کی دوستی کا حق نبھاتے ہوئے اس کے ٹوٹے دل پر مرہم رکھنا چاہتا تھا۔ یعنی اس کے لئے قربانی دینے سے کوئی دریغ نہ کیا۔

وہ بیمار تھی ۔ بستر پر پڑی تھی —— ایسی حالت میں کوئی بھی اس کا خواستگار نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر اس نے اپنی بہنوں کے سامنے اس کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کر دیا۔

بہنوں سے چلتی چلتی بات ماں باپ تک جا پہنچی۔ ایک کارروائی ہوا رشتہ انہیں اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لائق لڑکے کے لئے گوارا نہ تھا۔

"دوسرے خاندان کا معاملہ — تنازعہ پڑ جانے کا خدشہ — بیٹے کو بہت سمجھایا۔

دوسری بہت ساری لڑکیوں کے نام لے ڈالے — جو ایک سے ایک بڑھ کر خوبصورت اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں — کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی پر رضامند ہو جائے۔

مگر — اس کی ایک ہی ضد — شادی کرے گا تو اسی کے ساتھ — ورنہ پھر تمام عمر کنوارا ہی رہے گا۔

اسے اپنے ارادے پر اس قدر ثابت قدمی سے جما دیکھا تو آخر گھر والوں کو ہی ہار ماننا پڑی —

لڑکی کے والدین کو اور کیا چاہیئے تھا — یہ لڑکا تو پہلے والے سے بھی کہیں زیادہ لائق فائق اور اچھی عادات والا تھا — انتہائی متین اور پُرخلوص سا —!

بصد خوشی انہوں نے منظور کر لیا۔

"اور لڑکی —؟"

عروج بڑے تجسس سے پوچھنے لگی۔

"لڑکی خاموش رہی — اس زمانے میں اپنے رشتے ناطے کے معاملات میں لڑکیاں دخل نہیں دیا کرتی تھیں۔ ویسے بھی لڑکی نے کیا کہنا تھا۔ اسے ٹھکرانے والے سے اپنانے والا ہر لحاظ میں بہتر تھا۔"

"پھر —؟"

عروج اس کہانی میں بیحد دلچسپی لے رہی تھی۔

"پھر کیا —؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خالہ امی پیار بھرے انداز سے مسکرائیں۔

"پھر دونوں کا جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوگیا اور وہ ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔"

"بس ۔۔۔؟"

عروج تعجب سے بولی۔

"اتنی سی کہانی ہے ۔۔۔؟ لیکن خالہ امی! یہ تو ادھوری سی لگتی ہے۔"

"کیوں ۔۔۔؟"

خالہ امی نے مسکراہٹ ہونٹوں ہی میں بھینچی۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا ۔۔۔ ایک لڑکے نے لڑکی کو ٹھکرایا اور دوسرے نے اس سے شادی کرلی ۔۔۔ بھلا یہ بھی کوئی کہانی ہے ۔۔۔؟"

عروج تشنہ تشنہ سی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اس لڑکے نے ایسی کمینی حرکت کی اور دوسرے نے ایسی بلندی کا ثبوت دیا ایک کی بدی کا ۔۔۔ دوسرے کی نیکی کا ۔۔۔ کچھ صلہ، کچھ انجام تو ہونا چاہیئے تھا ۔۔۔"

"تو پھر کہانی مکمل کردوں ۔۔۔؟"

خالہ امی نے معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں ۔۔۔"

عروج انتہائی بے تابی سے بولی۔

"پھر عجیب سی بات ہوئی ۔۔۔ اس لڑکے نے حسین اور کم عمر بیوی چاہی تھی وہ اسے مل گئی ۔۔۔ مگر ۔۔۔ خدا کا انصاف تو اپنی جگہ ہے نا ۔۔۔"

بتائیے کیوں ۔۔۔؟ اب خالہ امی آواز دبا کر بہت ہولے ہولے بولنے لگیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"خدا کا کرنا کیا ہوا ۔۔۔ جس کم عمر اور حسین لڑکی کو اس نے اپنی زندگی کا ہم سفر بنایا تھا ۔۔۔ چند برسوں میں ہی وہ کافی معمر اور عام سی صورت والی عورت دکھائی دینے لگی۔

"سچ خالہ امی ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ اور جس لڑکی کو اس نے ٹھکرایا تھا ۔۔۔ وہ دن بدن جوان اور خوبصورت ہوتی گئی ۔۔۔ تو بیٹے اموی کے قوانین نرالے ہیں ۔۔۔ کبھی کسی کو بات نہیں بتایا کرتے۔ کسی کو بڑا بول نہیں بولا کرتے ۔۔۔"

خالہ امی ناصحانہ انداز میں بولتی چلی گئیں۔

"دیکھ لو ۔۔۔ اس لڑکے کے بڑے بول کیسے اس کے آگے آئے۔ ایک دل دکھایا تھا کیسے اس کے اپنے سارے خواب بکھر گئے ۔۔۔ اور ۔۔۔ دوسرے لڑکے کی صدق دل سے کی گئی قربانی کا اجر اسے کتنا خوب صورت ملا ۔۔۔"

"کیا ۔۔۔؟"

"یہی ۔۔۔ کہ اس کی وہی معمر اور عام سی صورت شکل والی بیوی ایسی حسین و جمیل ہو گئی اور ایسی کم عمری لگنے لگی کہ ہر محفل میں ہر کسی کی نگاہ اسی پر اٹھتی ۔۔۔ لوگ ایسی بیوی کا شوہر ہونے پر اسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ۔۔۔"

پھر خالہ امی اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

"پلو جی ۔۔۔ کہانی ختم پیسہ ہضم ۔۔۔ اب تو مکمل ہے نا ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ مگر ۔۔۔ شاید ابھی بھی نامکمل ۔۔۔!"

عزج سوچوں میں کھوئی کھوئی سی بڑبڑائی۔

"نامکمل کیسے ۔۔۔؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خالہ امی اس کے گہری سوچوں میں ڈوبے معصوم چہرے کو حیرت بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولیں۔

"خالہ امی! مجھے سچ سچ بتائیے کہ یہ کس کی کہانی ہے۔۔۔؟"

ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے عروج یک لخت اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی

"کہانی والوں کی کہانی ہے۔۔۔"

خالہ امی نے بات مذاق میں ٹالنے کی کوشش کی۔

عروج بڑے غور سے ان کے چہرے کو تک رہی تھی۔ بڑی سنجیدگی سے پھر کہنے لگی

"آپ جانتی ہیں اور مجھے بتاتی نہیں۔۔۔"

"تو میں نے کب کہا کہ نہیں جانتی۔۔۔"

"پھر مجھے بتائیے نا۔۔۔"

"تم نے کہانی سننے کی خواہش کی۔ میں نے پوری کر دی۔ اب آگے کچھ مت پوچھو۔۔۔"

"نہیں خالہ امی! بتائیے نا۔۔۔"

عروج اب منت کرنے لگی۔

"جانے کیوں۔؟ مجھے ایسے لگتا ہے۔ جیسے اس کہانی کے کردار میرے ہی ارد گرد کہیں ہیں۔۔۔"

"کیا۔۔۔؟"

خالہ امی نے بڑی حیرت سے اس بھولی بھالی مگر انتہائی دانش مند لڑکی کی طرف دیکھا

"ہاں خالہ امی۔۔۔!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ سوچوں میں کھوئی کھوئی سی بولی۔

"مجھے ایسے لگتا ہے جیسے وہ لڑکی میری ہی امی ہوں۔"

"یہ ۔۔۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا؟"

خالہ امی حیرت کے سمندر میں ڈوبی ڈوبی ہکلائیں۔

"اس بڑھتی عمر میں بھی ٹین ایجرز کی طرح جوان رہنے اور بے انداز خرچ کرنے کا شوق ۔۔۔ انہیں دو وجوہات کی بنا پر اس لڑکے نے لڑکی کو ٹھکرایا تھا نا۔؟"

عروج اسی طرح کھوئی کھوئی سی بولے جا رہی تھی۔

"اور اس کی یہ بات کچھ اس طرح اسے جھنجھوڑ گئی ۔۔۔ اسے کچھ ایسا صدمہ پہنچا گئی کہ وہ ہمیشہ کے لیے طور پر تو بھلا دیا مگر لاشعور سے محو نہ کر سکی ۔۔۔"

"کیا ۔۔۔؟"

خالہ امی سمجھ کو بھلائی ہوئی تھیں ۔۔۔ مگر عروج اپنی ہی کہے جا رہی تھی۔

"اور پیسے دوسرے لڑکے کی قربانی ۔۔۔ بجائے اس کے کہ اس کے درد کا مداوا بن جاتی ۔۔۔ زخموں پر مرہم کی طرح پھیل جاتی ۔۔۔ اسے مزید زخم لگا گئی۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو ۔۔۔؟"

عروج اس کی سن ہی نہیں رہی تھی۔

"وہ لڑکا زیادہ خوب صورت تھا ۔۔۔ اور عمر میں اس سے بھی کچھ چھوٹا۔ یوں بھی بہت امیر تھا ۔۔۔ وہ خود ہر لحاظ سے اس سے کم تر ۔۔۔ اس لئے یہ قربانی اس کا ذہن قبول نہ کر سکا۔ ایک اور دھچکا لگا ۔۔۔ پہلے نے اس کو ٹھکرا کر خودداری کو مجروح کیا تھا تو دوسرے نے قربانی دے کر ۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کی زیادتی نے اسے غلط راہ پر ڈال دیا۔ وہ جوان اور خوب صورت بننے کی
اور لاشعوری اور جائز و ناجائز کوششیں کرنے لگی اور دوسرے کی قربانی نے اسے قرار
دلا دیا ہے متنفر کر دیا ہے۔"

جانے تم کیسی باتیں کیے جا رہی ہو۔؟"

خالہ امی اب خوف زدہ نگاہوں سے عروج کو دیکھتے ہوئے قدرے اُلجھ سی
کیسی عجیب لڑکی تھی وہ۔! اچھا ہی ہوتا ہو وہ یہ قصہ نہ چھیڑتیں۔ عروج
سمجھدار تھی۔؟ وہ تو پریشان ہوئی جا رہی تھیں۔

"خالہ امی۔!"

اب عروج ڈوبی ڈوبی اُبھری۔

"وہ لڑکی امی ہی ہیں نا۔؟"

جانے یکدم اسے کیا ہو گیا تھا۔؟ خالہ امی ہی کو پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

"کہہ دیجیے کہ وہی ہیں۔ اور ابو ان کے لئے قربانی دینے والا انسان۔ مجھے یقین
اور الیقین ہے۔ آپ مجھے کبھی نہیں جھٹلا سکتیں۔ کبھی بھی نہیں۔ کبھی بھی نہیں"
وہ ہذیانی انداز میں بولے جا رہی تھی۔

"ابو! کاش آپ نے یہ قربانی نہ دی ہوتی۔ کاش ابو! آپ اتنے عظیم نہ ہوتے
میری امی کو ایک کی بدی نے اور دوسرے کی نیکی نے برباد کر ڈالا۔ نفسیاتی مریض
ابو! آپ قربانی نہ دیتے تو اس شخص کے دیئے گئے صدمے امی سہہ لیتیں۔ مگر
صدمے دو ہو گئے تو۔ تو۔ اوہ میرے خدا۔!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کو جانے کیا ہوا۔۔۔، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

خالہ امی اب بھی دم بخود سی اسے تکے جا رہی تھیں۔۔۔

"جانے یہ لڑکی کیسی باتیں کر رہی ہے۔۔؟"

"میں غلط نہیں کہہ رہی۔۔ بہت عرصے سے مجھے ان حالات کا پس منظر معلوم کرنے کی جستجو لگی تھی۔۔۔"

"کن حالات کا۔۔؟"

خالہ امی نے نرمی سے پوچھا۔۔۔

"ہمارے گھر کے جو حالات ہیں۔۔۔"

"کیا ہیں۔۔؟ تم مجھے کچھ کیوں نہیں بتاتیں۔۔؟ پہلے بھی کئی بار میں نے پوچھا ہے۔"

وہ۔۔ وہ۔۔ خالہ امی۔۔!"

عروج کے آنسو یک بیک ہی تھم گئے اور ایک بار پھر اسی احساس نے زبان پکڑ لی۔ ماں کی بات کس منہ سے بتاتی۔

"کچھ نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اُٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

"زیادہ سوچیں انسان کو پاگل نہیں تو نیم دیوانہ ضرور بنا دیتی ہیں۔"

خالہ امی بڑبڑائیں۔۔۔

"اور یہ لڑکی۔۔ بھئی میں نے تو اس عمر میں اتنی عقل مند لڑکی آج تک نہیں دیکھی تھی۔۔۔ اللہ! اسے زندگی دے۔۔۔"

عروج کی عجلت میں سرشار وہ اپنے آپ سے ہی باتیں کئے جا رہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خالہ امی چلی گئیں تو گھر کے حالات پھر اسی ڈگر پر چل پڑے۔ وہی مہ تھا تھیں اور وہی اُن کے طور اطوار ــــ!

ویسے عروج اب ماں کے معاملہ میں بہت نرم پڑ گئی تھی ــ کوئی بات ہو جاتی تو ہنس میں ٹال جاتی۔ ماں سے بدتمیزی اور چڑچڑے پن سے پیش نہ آتی ــــ

البتہ ــ اس کی میز پر نفسیات کی کتابوں میں اضافہ ہو گیا تھا ــ امی کا کیس بھی نفسیاتی تھا اور علاج بھی نفسیاتی ہونا چاہیئے تھا۔

اچانک وہ گرہ تو ہاتھ لگ گئی تھی مگر اب اسے کھ نے کے لئے بھی خاص ہنر کی ضرورت تھی ــ اور اس ہنر سے ابھی وہ ناواقف تھی ــــ

کئی کئی گھنٹے وہ مطالعے میں مصروف رہتی ــــ اور جب پھر بھی کچھ سمجھ نہ پاتی۔ الجھی ہوئی گرہیں سلجھا نہ سکتی تو مارے جھنجھلاہٹ کے اسے بہت سارے لوگوں پر غصہ آجاتا ــــ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جن لوگوں پہ غصہ آتا۔ ان میں سرفہرست سرفراز چچا کا نام تھا۔ وہ تو اسے بالکل ہی زہر لگنے لگے تھے۔

سرفراز چچا۔ جنہوں نے امی پر ایسا ظلم کیا تھا۔ ایسا زہریلا گھاؤ لگایا تھا کہ امی کی ساری زندگی اور ان کی اولاد اور شوہر اور گھر گرہستی کے لئے بربادی کا سامان بن گیا تھا۔

خالہ امی نے جو کہانی سنائی تھی۔ اس کا تیر اکردار یہ سرفراز چچا ہی تو تھے۔ بڑی مشکل سے عروج خالہ امی سے پوچھ پائی تھی۔

اور سب سے مزے اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ سارے خاندان میں سے ایک ابی تھے جن کی ان کے ہاں بہت آمد و رفت تھی۔

باقی رشتہ دار تو رسمی طور پر کبھی کبھار ہی آتے۔ گھنٹہ آدھ گھنٹہ بیٹھتے اور امی، ابو سے مل کر رخصت ہو جاتے۔

مگر یہ سرفراز چچا۔ دوسرے تیسرے آ پہنچتے اور پھر بڑی بڑی دیر تشریف فرما رہتے۔

پہلے جب عروج کو کسی بات کا علم نہیں تھا اسے وہ بہت اچھے لگا کرتے تھے۔ خود وہ بھی تو اسے بے حد پیار کیا کرتے تھے۔ اتنا کہ اپنے بچوں سے بھی زیادہ۔

مگر اب۔ جب سے اسے حالات کا علم ہوا تھا۔ اس کا جی چاہتا۔ سرفراز چچا اسے روئے زمین پر کہیں دکھائی نہ دیں۔ ایسے ظالم شخص کا وجود بالکل ہی نیست و نابود ہو جائے۔

ظالم کے علاوہ کیسے بے غیرت سے تھے۔ کہ پہلے خود ہی جس عورت کو ٹھکرایا۔ اب اسی کے در کے چکر لگاتے رہتے تھے۔ اسی کے پاس گھنٹوں صرف کر ڈالتے تھے۔ اور انہیں اپنے کئے پر ذرا حیا نہیں آتی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ادھر مہ لقا بھی عجیب تھیں ۔ سرفراز بے غیرت اور بے حیا ہو گئے تھے تو وہ ہی گھر میں ان کی آمد پہ ناگواری کا اظہار کرتیں ۔

مگر جائے کیا بات تھی ۔؟ عروج سوچے بنا رہ نہ سکی ۔ انہوں نے ایسا ذکر بے شک وہ امی کے رشتہ دار تھے اور بچپن کے ساتھی ۔ مگر جب رشتہ دار بچپن کی رفاقت انہوں نے ہی نہ نبھائی تو امی پر کب کوئی ایسی پابندی عائد ہوتی تھی انہیں تو چاہیئے تھا کہ پہلی بار جب سرفراز چچا نے ان کے گھر قدم رکھا تھا تو اسی منہ نہ لگاتیں ۔ صاف صاف کہہ دیتیں کہ انہیں اپنے گھر ان کی آمد بالکل گوارا نہ تھی مگر ۔ وہ ہر دوسرے تیسرے آتے رہتے تھے ۔ اور بڑی بڑی دیر بیٹھے رہتے تھے پھر جتنی دیر رہتے ۔ امی ہی کی تعریفیں کرتے رہتے ۔ امی ہی کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہتے ۔

امی کے ساتھ ان کی گفتگو کا موضوع اکثر ان کی بیوی ہی ہوتا ۔ اپنی بیوی کی بابت میں امی سے بیشمار باتیں کرتے رہتے ۔ امی سن سن کر خوش ہوتی رہتیں ۔ مسکراتی رہتیں اور اگر بھولے بھٹکے کبھی کبھار وہ اس موضوع سے ہٹ کر کوئی اور موضوع لے بیٹھتے امی فوراً کسی نہ کسی طرح پھر انہیں اسی ذکر پہ لے آتیں ۔ ساتھ کچھ اپنی طرف سے ہوا بھی اور سرفراز چچا پھر شروع ہو جاتے ۔

ویسے یہ صحیح بھی تھا ۔ ان کی وہی خوب صورت اور کم عمر بیوی امی کے مقابلے میں کہیں زیادہ معمر لگتی تھیں ۔ اور رہی شکل و صورت کی بات ۔ تو وہ تو امی کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی تھیں ۔

بہت سارے بچوں کو جنم دینے اور ان کی پرورش وغیرہ کرنے کے سلسلے میں وہ تو اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دنیا سُن اور یہاں تک کہ اپنی ہستی ہی کو ختم کر چکی تھیں ——

لہٰذا اب وہ چھ سات مختلف عمروں کے بچوں میں پھنسیں انتہائی چڑچڑی اور غیر سوشل قسم کی ادھیڑ عمر سی خاتون ہو کر رہ گئی تھیں ——

مہ لقا کو ان سب باتوں کا احساس تھا۔ وہ یہ بھی سمجھ چکی تھیں کہ سرفراز اب اپنے اس قدم پر پچھتا رہے تھے۔ انہیں ٹھکرا کر وہ بیحد پشیمان تھے۔ اور مہ لقا اس بسمل کو مزید تڑپتے دیکھنا چاہتی تھیں —— انہیں مزید مزید پچھتاوؤں تلے پسا دیکھنا چاہتی تھیں۔ اور اسی جذبے کے تحت شاید امّی کو ان کا اپنے گھر میں آنا جانا ناپسند نہ تھا —— اور ناگوار نہ گزرتا تھا ——

سرفراز چچا کی موجودگی میں ہی امّی کے دوسرے ملنے والے آیا کرتے —— کیپٹن اظہر، ڈاکٹر سلیم اور جاوید وغیرہ —— امّی ان سے بڑی بے تکلفی سے ملتیں۔

جان بوجھ کر ایسے ایسے موضوع نکالتیں کہ وہ ان کی تعریفیں کرتے —— ان کے رکھ رکھاؤ کی —— ان کے اخلاق کی —— ان کی خوب صورتی کی —— اور ان کی بظاہر دکھائی دینے والی کم عمری کی ——!!

امّی زیرِ لب مسکراتی رہتیں اور سرفراز چچا کو دیکھتی رہتیں —— دوسرے تعریفیں کرتے رہتے وہ بڑی بے چینی سے پہلو بدلتے رہتے اور ساتھ ہی ان کے چہرے پر عجیب قسم کے تاریک سے سائے لہرانے لگتے۔

اور پھر انہیں اس عالم میں دیکھ کر امّی کے چہرے پر عجیب سے، بڑے انوکھے سے رنگ بکھر بکھر اٹھتے —— ان کا انگ انگ مسکرانے لگتا۔ وہ اپنے ان ملنے والوں سے اور بھی قریب ہو ہو جاتیں —— اور بھی بے تکلف ہو ہو جاتیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تب انہیں قربتوں اور انہیں بے تکلفیوں نے امی کو بربادیوں کی طرف دھکیل دیا وہ انہیں چڑانے، انہیں جلانے کڑھانے کی خاطر اور ان سے انتقام لینے کے سلسلے میں خود کو ہی لٹا بیٹھیں ـــــ خود کو ہی برباد کر بیٹھیں۔

عروج یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی اور دیکھ رہی تھی ـــ کبھی خاموش ہو رہتی ـــ کبھی غصہ آجاتا ـــ کبھی سب کو معاف کر ڈالتی ـــ کہ ـــ

ہر کوئی اپنے خول میں پھنسا اپنے ہی مفدر سے برسرِ پیکار تھا ـــ سرفراز چچا کو ہمیشہ کے پچھتاووں اور بے سکونی کی صورت میں ان کے کئے کی سزا مل چکی تھی ـــ اور امی ـــ اور امی آخر میں اس کی سب سوچیں، سب فکریں صرف امی ہی کے لئے ہو کر رہ جاتیں وہ تحت الشعور میں بے شکست کے احساس کو فتح یاب کرنے کے لئے جو کچھ کر رہی تھیں وہ ان کی اولاد اور ان کے گھر بار کے لئے بربادی ہی کا سامان تو تھا ـــ

اور اس طرف امی دھیان ہی نہیں دے رہی تھیں ـــ کوئی احساس ہی نہیں تھا انہیں ـــ کوئی پرواہ ہی نہیں تھی ـــ اتنی ڈوب چکی تھیں وہ خود میں اور اپنے لاشعور میں اتنا عرصہ بیت گیا تھا ـــ بہت انتقام لے چکی تھیں وہ اس انسان سے ـــ اسے بہت جلا اور تڑپا چکی تھیں ـــ اب سب عداوتیں وغیرہ فراموش کر کے انہیں اپنی اولاد کی طرف توجہ دینی چاہیئے تھی ـــ اپنے گھر بار کے وقار کو سنبھالنا چاہیئے تھا ـــ

اور یہی سب احساسات عروج ماں کے خفتہ شعور میں بیدار کرنا چاہتی تھی ـــ کئی کتابیں پڑھ ڈالیں اور کئی طریقے سوچ ڈالے۔

مگر ـــ امی کے مزاج کے لئے کوئی بھی مناسب نہیں معلوم ہو رہا تھا ماضی کی اس شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں وہ اتنا آگے جا چکی تھیں کہ اب ان کا پلٹ کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

...انہائی مشکل لگتا تھا۔

اس گناہ بھری زندگی کی دلچسپیوں اور رنگینیوں نے انہیں یوں جکڑ لیا تھا کہ اب وہ ...ان سے انہیں چھوڑ ہی نہیں سکتی تھیں ——

کیسی بربادی تھی —— ؟ کیسی مجبوری اور کیسی بے بسی تھی —— ؟ ؟

بہت سوچ بچار کے بعد کوئی بھی راہ سوجھائی نہ دیتا تو پھر کبھی کبھار اسے ابو پر بھی غصہ ...

امی کے لئے اتنی بڑی قربانی دی تھی تو اسے نبھاتے بھی —— اسے محبت کا رنگ دے ...

پھر —— شاید امی انہیں کی محبت میں ڈوب کر سب کچھ بھلا ڈالتیں —— ذہن سے ...یادوں کو کھرچ ڈالتیں۔

تب —— لاشعور میں بسا وہ احساس شکست اور پھر اس کا یہ ردعمل بھی نہ ہوتا —— وہ ...کچھ نہ کرتیں —— جو وہ کر رہی تھیں۔

اس کے علاوہ امی گرامی ہر طرف سے لاتعلق اور بے پرواہ تھیں تو ابو کب دوسرے ...کی طرح اپنے گھر اور بچوں میں دلچسپی لیتے تھے —— وہ بھی تو دامن جھٹک کر علیحدہ ہو ...تھے ——

اگر وہی اپنی دلچسپی برقرار رکھتے تو شاید امی کسی نہ کسی دن پلٹ پڑتیں —— پریشانی حد سے ...جاتی تو وہ ابو کو بھی ذمہ دار ٹھہرانے لگ جاتی ——

رات دن سوچوں میں کھوئے رہنے کے بعد آخر اس نے ابو ہی کے ذریعے امی کا نفیاتی ...لینے کا فیصلہ کیا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے یقین تھا — ابو اگر امی کو اپنی سچی محبت کا یقین دلا دیتے۔ کسی نہ کسی طرح بے تُک دل پر جبر کر کے ہی — امی کے ذہن سے اپنی دی گئی قربانی کا احساس پیار سے مٹا ڈالتے تو امی بالکل ٹھیک ہو سکتی تھیں۔

عروج اب چھوٹی سی بچی نہ تھی — باشعور تھی — سمجھدار تھی — وہ اگر ابو سے اس معاملے میں بات کرتی تو انہوں نے سنجیدگی سے سننا تھی۔ بچی کہہ کر ٹال نہ دینا تھی — اس بھی وہ ان کی سب سے بڑی اولاد تھی۔ اسے یہ مقام تو انہیں دینا ہی چاہیئے تھا کہ گھر کے کسی بھی مسئلے پر بلا جھجک والدین سے گفتگو کر سکے۔

کچھ بھی ہو وہ ابو سے بات کرے گی۔

اور — یہ فیصلہ کرنے کے بعد اپنے آپ ہی اسے یقین بھی ہو گیا کہ وہ اور ابو مل کر امی کو ٹھیک کریں گے۔

محبت اور پیار کا جذبہ پتھر کو بھی موم کی طرح پگھلا سکتا ہے — اور ایک انسان — وہ تو پھر بھی انسان ہوتا ہے — اینٹ پتھر نہیں ہوتا۔

امی ٹھیک ہو سکتی تھیں — امی ٹھیک ہو سکتی تھیں!!! وہ نوٹ کر ان کی دُنیا میں آ سکتی تھیں — وہ ایک انسان تھیں — ایک عورت — نرم و لطیف جذبات رکھنے والی اور سینے میں ماتا بھرا دل رکھنے والی عورت !!!

اور — یہ تسلی دے کر عروج نے اپنے پراگندہ اور منتشر خیالات کو بڑی مشکل سے تھپک تھپک کر سلایا۔

اگلے دن کچھ کر گزرنے کی سوچ کے ساتھ ساتھ خود بھی نیند کی پُرسکون آغوش میں چلی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی صبح کی اپنی کسی سہیلی کے ساتھ کہیں گئی ہوئی تھیں — گل اور بلبل دوپہر کا کھانا کھا کر تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے کو لیٹیں تو ایک دوسرے کو کہانیاں سناتے سناتے سو گئیں —

ابو بھی دفتر سے آکر، کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آرام کر رہے تھے۔

سروری اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی۔

ابو سے بات کرنے کا یہ موقع اچھا تھا — عروج دبے دبے پاؤں ان کی خواب گاہ کی طرف چل دی — کمرے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ وہاں سے آنے والی دبی دبی سسکیوں کی آواز نے چونکا دیا —

وہ وہیں ٹھٹک گئی۔ اب سسکیوں کے ساتھ آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز بھی اسے سنائی دی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج نے جلدی سے بڑھ کر دروازے کو دھکیلا ۔۔۔ مگر وہ تو اندر سے بند تھا۔

یہ ۔۔۔ یہ ابو کے کمرے میں کون تھا جس سے وہ باتیں کر رہے تھے ۔۔۔ ؟

عروج کا تجسس بھرا جذبہ سوچے بنا رہ نہ سکا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے خیال آیا ۔۔۔ گھر میں کوئی آیا بھی نہیں تھا ۔۔۔ گل دبئی گئے ہوئے تھے۔ چند لمحے پہلے کمرے میں سوتا چھوڑ کر آئی تھی ۔ امی بھی گھر میں نہیں تھیں۔

پھر ۔۔۔ ؟ پھر کیا وہ تنہا ہی تھے ۔۔۔ اور اپنے آپ سے ہی باتیں کر رہے تھے۔

یہ اپنے آپ سے باتیں اور پھر سسکیاں ۔۔۔ ایک مرد ۔۔۔ میدان جنگ میں توپوں اور بندوقوں سے کھیلنے والا مرد اور سسکیاں ۔۔۔ !!

وہ گرتی پڑتی واپس بھاگی ۔۔۔ پرلے برآمدے سے ہو کر باہر صحن میں نکل گئی ۔۔۔ ابو کے کمرے کی ایک کھڑکی اس طرف کھلتی تھی۔

اتفاق سے کواڑ اندر سے بند نہ تھے ۔۔۔ عروج نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چپکے سے ایک کونے کی طرف سے بالکل تھوڑا سا پردہ پرے ہٹایا ۔۔۔ ابو کی سسکیوں نے اتنا پریشان کیا ایسا بے تاب کر ڈالا تھا کہ اخلاقی پابندیوں کی حدود بھی پھلانگ گئی۔

باہر روشنی تھی ۔ اس لئے پہلے تو اندر تاریکی کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا پھر تھوڑی دیر جب آنکھیں اس ملگجے سے اندھیرے کی عادی ہوئیں تو سب کچھ صاف نظر آنے لگا۔

داہنی سمت والی دیوار کے ساتھ جو میز لگی تھی وہاں کہنی میں چہرہ چھپائے ابو سسکیاں بھر رہے تھے اور کچھ بڑبڑا رہے تھے۔

کیا ۔۔۔ ؟

یہ اسے کچھ بھی سنائی نہ دے سکا ۔۔۔ البتہ جب وہ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر سامنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پردہ کسی چیز کی طرف غور سے دیکھتے تو عروج کو بھی ان کا نقص سے زیادہ چہرہ دکھائی دے جاتا۔

عجب حسرت و یاس ان کے چہرے پر پھیلے تھے۔

کیوں ——؟ آخر ابو اتنے دکھی اور پریشان کیوں تھے ؟

اور —— اور سامنے میز پر کیا تھا جسے بار بار اتنی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ——

کہیں —— کہیں امی کے لئے قربانی دیتے دیتے وہ اپنی کوئی محبت تو قربان نہیں کر بیٹھے تھے ——؟

یقیناً ایسی ہی کوئی بات ہوگی —— ورنہ ایک عورت کے مقابلے میں مردوں شکست کھا جائے کہ عورت جہاں چاہے عیش کرتی پھرے۔ جس سے چاہے ملے —— جو دل چاہے وہی کرے ——

اور —— مرد بے بس ہو کر ساری ساری رات جاگے —— سگریٹ پھونک پھونک کر خود کو جلائے اور بند کواڑوں میں پڑا آنسو بہائے۔

ضرور اس کے پیچھے بھی کوئی داستان تھی۔ ابو کو کوئی اور یاد آتا رہتا تھا —— ابو کی پریشانی بھری باتیں امی کے لئے نہیں بلکہ کسی اور کے لئے تھیں۔

اور امی کو یہ بات معلوم تھی —— تبھی وہ بھی ابو سے زیادہ سے زیادہ بے پرواہ ہوتی جا رہی تھیں اور ادھر اُدھر دل لگاتی پھرتی تھیں۔

ورنہ —— محبت کرنے والا شوہر ہو —— اچھے حالات ہوں —— تو کون عورت ہے جو یوں گھر بھر سے بے پرواہ ہو جائے —— شاید وہ انتقاماً یہ سب کر رہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یک لخت اس کی ساری ہمدردیاں امی کی طرف منتقل ہوگئیں ——

اور پھر —— دوسرے لمحے وہ خود پریشان ہو اُٹھی — تو گویا اس نے جو اندازے لگائے تھے سب غلط تھے —— امی کے نفسیاتی علاج سے پہلے اسے ابو کو سمجھانا تھا ——

"اوہ —! امی ابو! کاش آپ دونوں نے ہی یہ سوچا ہوتا کہ اب آپ اولاد والے ہیں اولاد بھی لڑکیاں ہی لڑکیاں — آپ دونوں اپنے اپنے ماضی کو بھلا کیوں نہیں ڈالتے اب تو آپ دونوں کی جوانی بھی گزر گئی — ہماری خاطر ہی حالات سے سمجھوتہ کر ڈالیے ہم —— جو ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی یتیموں مسکینوں جیسی زندگی گزار رہی ہیں کچھ سوچیے — کچھ سمجھیے — گزری باتوں کو فراموش کر کے ہم میں دلچسپی لیجیے — کہ ہمیں آپ کی ضرورت ہے —— اور ہم آپ کی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں — ان کو سنبھالیے، ان سے سبکدوش ہو جایئے آپ کو سکون و اطمینان ملے گا۔"

یہی کچھ سوچتے ہوئے وہ جانے کب تک کھڑکی سے لگی کھڑی رہی۔ ابو بھی اسی طرح کہنیوں میں چہرہ چھپائے بیٹھے تھے — کہ کسی آہٹ نے اسے چونکا دیا — ابو بھی چونک کر کھڑے ہو گئے تھے۔

کہیں اسے کوئی دیکھ نہ لے —— اس کی یہ حرکت انتہائی نازیبا تھی کہ وہ یوں چھپ چھپ کر ابو کو دیکھ رہی تھی — یہ احساس اسے اب ہوا ——

شرمندگی میں سُرخ سا چہرہ لیے جلدی سے مُڑی تو پیچھے دیکھا — وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا — پھر یہ آہٹ کیسی تھی —؟

وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ امی کی آواز نے اسے اور بھی گھبراہٹ میں ڈال دیا ——

امی — شاید امی واپس آچکی تھیں — عروج گڑبڑا کر بھاگی — رُخ سیدھا اپنے کمرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

راہداری میں سے گزرتی پڑتی گزری تو امی کی غضب ناک آواز اس کی روح تک کو لرزا
ں — جانے کس پر برس رہی تھیں ——

عروج ابو کے کمرے کی طرف بھاگی — آواز بھی وہیں سے آرہی تھی — کمرے تک پہنچی
اندر جانے کی ہمت نہ پڑی — پھر لرزتی، کانپتی، لڑکھڑاتی واپس کھڑکی کے پاس جا
ی ہوئی —

"میں کہتی ہوں تم نے میری زندگی تو برباد کر ڈالی اب مجھ سے اور کیا چاہتے ہو۔"

"ماہی! ذرا آرام سے میری بات تو سنو —"

جواب میں ابو گھگھیائے — جانے کیوں امی کے سامنے ان کی کرنیلی جرنیلی سب
ت ہو جاتی تھی — اور پھر ایک دم سے ہی یوں لہجے میں التجا بھر جاتی جیسے ان سے
ب میں کچھ مانگ رہے ہوں — !

"میں کچھ نہیں سنتی — بس مجھے صرف اس بات کا جواب دے دو کہ میری غیر موجودگی
م میرے کمرے سے یہ تصویر لائے کیوں تھے — ؟"

جانے ابو کس کی تصویر اٹھا لائے تھے جو امی یوں خفا ہو رہی تھیں — کہیں اس کا
یہ تو نہ تھا کہ ابو کی کوئی محبت . . . . . .

سوچ آگے نہ بڑھ سکی —

"تمہیں علم نہیں کہ کیوں لایا تھا — ؟"

اب ابو قدرے دلیری سے امی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولے۔

"میں علم رکھنا بھی نہیں چاہتی — سب کچھ فضول — سب کچھ واہیات —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر جیسے کسی کاغذ کے پھٹنے کی آواز آئی ۔ عروج نے سہمے سہمے جلدی سے پردہ سرکا کر دیکھا ۔ شاید وہی تصویر تھی ۔ جس کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھیں ۔ چہرے پر عجب قسم کا جلال تھا ۔ آنکھیں دہک رہی تھیں ۔ پھر انہوں نے ٹکڑے وہیں فرش پر پھینک کر پاؤں سے مسل ڈالے ۔ اور انتہائی غرور و تکبر سے قہقہہ ہوئی بولیں ۔

"تم بڈھے کھوسٹ ۔ کبھی آئینے میں خود کو دیکھا ہے ۔؟"

پھر دھپ دھپ پاؤں پٹختے ہوئے اور ابو کے کپکپاتے وجود پر ایک انتہائی سی نگاہ ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئیں ۔

عروج حیران پریشان سوچوں میں کھو گئی ۔

امی خود ابو سے چھ سات ماہ بڑی تھیں مگر انہیں پھر بھی بوڑھا کہہ رہی تھیں ۔ چچا کا دیا ہوا بڑی عمر کا طعنہ ، ہر وقت کم عمر بنا رہنے کے باوجود تحت الشعور میں ایسا بسا اب بھی اکثر اوقات شعور کی سطح پر آ ابھرتا تھا ۔ حقیقت بہر حال حقیقت تھی ۔ ویسے ۔ ویسے ۔ اور عروج نے بڑے انصاف سے اپنے آپ ہی یہ تسلیم بھی کر ہونے کے باوجود امی ، ابو کے مقابلے میں بہت کم عمر لگتی تھیں ۔ انہیں خود پر جو ٹھیک ہی تھا ۔

مگر یہ سوچ بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی ۔ اس کے ذہن میں پھر اس تصویر متعلق کھد بد ہونے لگی جو ابھی امی نے پھاڑی تھی ۔

ابو کی یہ حرکت تھی بھی تو بہت خراب ۔ بیوی اور اولاد والے ہو کر کسی اور میں گم رہتے تھے ۔ امی کو غصہ آنا ہی تھا ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر کس کے تصور میں ۔؟ وہ کونسی ہستی تھی ۔؟ وہ تصویر کس کی تھی ۔؟

اسی جستجو نے اُسے ابّو کے کمرے کے دروازے پر لا کھڑا کیا ۔ تھوڑا سا پردہ سرکایا ۔

ابّو اسی جگہ ساکت بیٹھے تھے ۔۔۔۔

"ابّو! چائے یا کافی کچھ پئیں گے ۔۔۔"

عروج نے اندر جانے کا یہ بہانا بنایا اور اتنے نارمل انداز میں پوچھا ۔ جیسے ابھی کچھ پہلے اس کمرے میں جو ڈرامہ کھیلا گیا تھا اس کا اسے مطلق علم نہ تھا ۔۔۔۔

ابّو گم سم بیٹھے رہے ۔ جیسے عروج کی آواز انہوں نے سُنی ہی نہ تھی ۔ عروج پردہ ہٹا کر اندر چلی گئی ۔۔۔۔

"ابّو جی! میں پوچھ رہی تھی کوئی چائے یا کافی ۔۔۔۔۔"

بات ادھوری چھوڑ کر وہ یکدم جھکی اور فرش پر پھیلے ان ٹکڑوں کو سمیٹنے لگی ۔

"ابّو! یہ کس کی تصویر ہے ۔ اور کس نے پھاڑ دی ۔۔۔؟"

بڑی سادگی سے پوچھتے ہوئے ساتھ ساتھ ان ٹکڑوں کو دیکھے جا رہی تھی ساتھ ساتھ سمیٹے کئے جا رہی تھی ۔۔۔۔

"اوہ! یہ ۔ یہ مجھے پکڑا دو ۔ سب اکٹھے کر کے دو ۔۔۔"

ابّو مضطرب سے جلدی جلدی بولے ۔

"مجھ ہی سے پھٹ گئی ۔ اچانک ہی ۔ اپنی دانست میں جیب سے نکال کر ردّی اخبار پھاڑا تھا ۔۔۔ دھیان اور طرف تھا ۔ یہ پھٹ گئی ۔۔۔"

ابّو بیحد گھبرائے ہوئے تھے ۔۔۔۔

"لاؤ ۔۔۔ مجھے دے دو ۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان کا ہاتھ پھیلا ہوا تھا عروج نے چپکے سے وہ سب ٹکڑے سمیٹ کر ان کے پر رکھ دیئے۔ مگر وہ جو کچھ دیکھنا چاہتی تھی۔ دیکھ چکی تھی۔

وہ تصویر کسی اور کی نہیں امی ہی کی تھی۔ اور عروج اس انکشاف پر اور بھی تڑپ تو گویا ابو کو امی سے محبت تھی۔ شدید محبت۔ اور انہوں نے امی سے شادی ہی کے تحت کی تھی قربانی کے جذبے کے تحت نہیں۔

یہ بڑا خوب صورت انکشاف تھا۔

جس دن سے خالہ امی سے کہانی سنی تھی، ابو کی طرف سے جو بدگمانی دل میں سمائی تھی وہ دور ہو گئی۔ ذہن کی ساری فکر مند سوچیں یکدم پر لگا کر اڑ گئیں۔ اور سارا جیسے ہلکا پھلکا سا کر ہواؤں کے دوش پر لہرانے لگا تھا۔

ابو سرخرو تھے۔ ابو سرخرو تھے۔ ابو بلند تھے۔ اب اسے ان پر کوئی گلہ نہ تھا۔ گلہ امی کا کیا کرے۔

وہ تو ابو کو سمجھانے آئی تھی کہ امی کا واحد علاج ابو کی محبت تھا۔ اور وہ محبت وہ تو ابو پہلے ہی ان پر نچھاور کئے دے رہے تھے۔ ان کے قدموں میں لوٹ رہے تھے اس کے ابو بڑے اچھے تھے۔ اس کے ابو قابلِ فخر انسان تھے انہوں نے وقت امی سے محبت کی جب وہ ٹھکرائی جا چکی تھیں۔ جب وہ اتنی خوب صورت نہیں تھیں جب کہیں اور ان کا رشتہ نہیں ہو رہا تھا۔

اور ابو بڑے وجیہہ تھے۔ بڑے شاندار تھے۔ ایک قابلِ افسر تھے۔ اور اچھی سے اچھی لڑکی انہیں مل سکتی تھی۔ اس وقت انہوں نے خلوصِ دل سے امی کو اپنی محبت کا مرکز بنایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی کی خاطر نہ سہی اسے اب اپنے لٹے پٹے باپ کے لئے کوشش کر کے بھی امی ان کے قریب لانا تھا کہ ان کی آنکھوں سے جھانکتے ہوئے یہ دکھوں کے سائے اسے بیزار کر دیتے تھے ——

"ابو —— !"

اب اس نے بڑے دلآویز انداز میں مسکراتے ہوئے باپ کو پکارا۔

"جی بیٹے —— !"

"گل اور بلبل ضد کر رہی تھیں کہ کسی دن پکنک پر چلیں ——"

"ابھی پچھلے دنوں جب آپ آئی ہوئی تھیں تو سب گئے تو تھے ——"

"نہیں ابو! اتنے سارے لوگوں میں مزہ نہیں آتا۔ صرف ہم جائیں — آپ — امی —— اور آپ کی تینوں بیٹیاں ——"

عروج نے ابو کے سامنے دوزانو بیٹھتے ہوئے ان کے گھٹنوں پر چہرہ ٹکا لیا۔

"لیکن — لیکن بیٹے ——"

ابو اس کی نگاہوں کی زد سے چہرہ ادھر اُدھر ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے کہیں ان کی کسی کمزوری کا اظہار ان کی بیٹی پر نہ ہو جائے۔

"مجھے فرصت نہیں ہوتی نا ——"

"یہ کہتے ہوئے جلدی سے سگریٹ سلگانے لگے۔

"اتوار کی چھٹی بھلا کس لئے ہوتی ہے —؟"

"وہ — وہ ——"

وہ کچھ کہہ نہیں پا رہے تھے — کیسے وعدہ کر لیتے —؟ جانتے تھے ان کی رفاقت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں مہ لقا کبھی نہیں جائیں گی — اور نہ ہی چاہتے تھے کہ ان پر بات آئے۔

"اب ابو کہہ بھی دیجئے کہ ہاں چلیں گے —"

جانے کیوں — ؟ عروج کو ابو کی یہ ہچکچاہٹ بڑی پیاری لگی۔ شاید اس لئے کہ اس میں وفا کی بڑی خوب صورت سی جھلک تھی۔ امی سے وفا کی —!

"میرا کیا ہے — میں کہے دیتا ہوں —"

بیٹی کو اتنے پیارے موڈ میں دیکھا تو ان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اور اگر تمہاری امی کو فرصت نہ ہوئی تو —"

خدشہ زبان پر آ ہی گیا۔

"آپ کی اور ہماری مصروفیت سے زیادہ زیادہ خوشگوار مصروفیت ان کے لئے اور بھلا کوئی ہو سکتی ہے — ؟"

"کاش! ایسا ہی ہوتا —!"

یکدم ابو کے منہ سے حسرت بھری ایک آہ نکل گئی۔

"بیٹے ہمارے ساتھ پکنک کی خواہش دل سے نکال دو۔ تمہاری امی کو ہماری رفاقت پسند نہیں — جانے کیوں ؟ جانے کیوں میں تمہاری امی کو بہت —"

ان کے گھٹنوں پر عروج کا چہرہ ٹکا تھا — عروج کے سر پر ان کا ہاتھ تھا۔ اور کھڑکی سے باہر دور کہیں خلاؤں میں گھورتے ہوئے وہ بڑبڑاتے جا رہے تھے — پھر اچانک — چانک ہی جیسے حواس بیدار ہو گئے۔

بات ادھوری چھوڑتے ہوئے چونک کر عروج کی طرف دیکھنے لگے۔

"اوہ! میں کیا کہہ رہا تھا — ؟ ہاں ہاں پکنک کی بات تھی — چلیں گے — ضرور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ں گے ــــ"

"اور امی ــــ؟"

"وہ بھی چلیں گی ــ ضرور چلیں گی ــــ تمہاری امی بہت اچھی ہیں ــ بہت اچھی انہیں علم ہے ناکہ ماں کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے ــ بس اپنی امی کی خدمت ــ اور ان کا خیال رکھا کرو ــ مجھ سے زیادہ ــــ"

عروج اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

اوہ ــ! کسی شکایت کی بجائے ابو کی زبان پر امی کی تعریف ہی تھی ــ اس عورت پر اخلاقی، شرعی اور قانونی ہر لحاظ سے ابو کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کے فرض عائد ہوتے تھے ــــ مگر وہ کوئی بھی پورا نہیں کر پا رہی تھی ــ بلکہ ان کی عزت و احترام کے بجائے ان کے منہ پر ہی انہیں بہت کچھ کہہ ڈالتی ــــ ان کے دلی جذبوں کا خیال کئے بغیر انہیں ٹھوکریں لگا رہی تھیں ــــ

ان کی منکوحہ ــ ان کی اولاد کی ماں ہونے کے باوجود، دوسروں کے ساتھ عیش کر رہی تھیں ــ اور ابو ــ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے محبت کئے جا رہے تھے۔

ابو! آپ عظیم ہیں ــ آپ وفادار ہیں ــ سر بلند پہاڑ بھی آپ کی عظمت کے آگے ہیں ــــ"

انتہائی عقیدت و احترام سے عروج کا سر ابو کی بلندی کے آگے جھک گیا۔

کاش! امی آپ کی وفا اور محبت کی قدر کرتیں ــــ امی آپ کی عظمت کو اپنی عظمت بناتیں ــــ کاش امی ــــ!

وہ بڑے دکھی دل اور دکھی نظروں سے ابو کو دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ابو سراپا محبت تھے ـــ مگر امی کا مرض شاید لاعلاج تھا۔

وہ اپنے احساسات۔ اپنے من کی شکست و فتح اور دل کے ٹوٹے پھوٹے جذبوں کا انتقام لینے میں کچھ ایسی اُلجھی تھیں کہ کسی اور کی محبت، چاہت اور خلوص کو پرکھنے اس کی قدر کرنے کا انہیں ہوش ہی نہ تھا۔

امی خود غرضی کا شکار تھیں ـــ امی خود غرض تھیں ـــ امی خود غرض تھیں

عروج شکست خوردہ اور نڈھال نڈھال سی جا کر پلنگ پر دراز ہو گئی۔

کیا کرے ـــ ؟ کیا کرے ـــ ؟

کوئی سوچ، کوئی خیال اسے صحیح راہ نہیں دکھا رہا تھا۔

الجھنیں تھیں کہ بڑھتی ہی جا رہی تھیں ـــ آنکھیں بھیگ اُٹھیں۔

ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آنکھوں پر رکھ کر زور زور سے دبانے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پکنک کا پروگرام بنایا ــــ اس کے لئے امّی کے پاس وقت نہ تھا ــــ منت سماجت کر کے بڑی مشکل سے راضی بھی ہوئیں تو ساتھ سرمد کو چپکا لیا۔

عروج کا جو خیال تھا کہ صرف امّی ابو اور وہ تینوں ہوں گی۔ کوئی غیران میں موجود نہ ہوگا ــ تو یقیناً سب کی توجہ ایک دوسرے میں ہی ہوگی ــ یوں دو چار بار ہوا تو امّی ابو کے قریب آسکتی تھیں اور ابو کی پریشانیاں دور ہو سکتی تھیں ــ مگر ــ یہ خواہش بھی پوری نہ ہو سکی ــــ

پھر اس نے ناشتے اور کھانے وغیرہ کے لئے سروری کو تاکید کر دی کہ کوشش کر کے میز پر ایسے وقت لگایا کرے جب گھر کے سب افراد گھر میں موجود ہوں۔

دو تین ہی نہیں بلکہ کئی بار ایسا ہوا کہ امّی گھر میں موجود ہونے کے باوجود عین حاضر ہی رہیں۔ کبھی بستر پر دراز سگریٹ پینے میں ایسی مصروف اور اپنے خیالات میں ایسے گم رہتیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ کئی کئی بار بُلا بُلا کر آخر تھک ہار کر باقی سب ان کے بغیر ہی کھانا کھا لیتے ۔۔۔ کبھی عین وقت پر اچانک کسی نہ کسی سہیلی یا سرمد کے ساتھ سیر سپاٹے کو چل دیتیں۔

اکٹھے شاپنگ کے لئے جانا چاہا تو تب بھی امی کا ایسا ہی رویہ رہا ۔۔۔ کبھی سرمد ساتھ جاتے ہیں تو کبھی یونی طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے گھر میں رہ پڑتیں۔

اتنے شوق سے اور اتنی مشکل سے وہ ابو کو اپنے ساتھ چلنے پر رضامند کرتی تھی تب ان چاروں کو امی کے بغیر ہی جانا پڑتا ۔۔۔ چپ چپ اور اُلجھے اُلجھے موڈ کے ساتھ شاپنگ کیا ہوتی ۔۔۔ جلد ہی واپسی بھی ہو جاتی۔

پھر گھر آ کر امی کو ٹھیک ٹھاک اور سجی بنی بیٹھیں کسی نہ کسی کے ساتھ گپیں مارتے دیکھ کر عروج جل ہی تو اُٹھتی ۔۔۔

ہر حربہ بے سود ثابت ہوا ۔۔۔ ہر کوشش رائیگاں گئی۔

عروج بوکھلا اُٹھی ۔۔۔ عروج جھنجلا اُٹھی ۔۔۔ عروج تلملا اُٹھی ۔۔۔ عروج غصے سے کھول کھول اُٹھی ۔۔۔

جب سے خالہ امی کی زبانی امی کی کہانی سُنی تھی ۔۔۔ تب سے امی کے لئے اس کے دل میں جو رحم اور اس کی طبیعت میں جو نرمی اور ملائمت آ گئی تھی وہ پھر برہمی، بدتمیزی اور گستاخی میں بدل گئی۔

امی کیوں صرف اپنا ہی خیال رکھتی تھیں ۔۔۔؟ دوسروں کے جذبات کا انہیں رتی بھر احساس نہ تھا ۔۔۔ ذرا پرواہ، ذرا قدر نہ تھی ۔۔۔ ایسی خود غرضی بھی کیا ہوئی؟ اور پھر ۔۔۔ اس کے دل میں ان کی طرف سے انتقامی جذبے پنپنے لگے۔

وہ اگر ابو کی محبت کا جواب محبت سے نہیں دے سکتی تھیں ۔۔۔ اولاد کی انہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پرواہ نہیں تھی — ان کیلئے سینے میں ممتا کا جذبہ نہیں رکھتی تھیں — تو —
تو ان سب کو بھی ان کی پرواہ نہیں ہونا چاہیئے تھی۔

اور یوں — ایک بار پھر عروج چڑچڑی اور بدمزاج ہوگئی — امی پھر بھی امی تھیں ان سے مرعوب بھی بہت تھی —

چنانچہ ان کا غصہ ہر آئے گئے پر اترنے لگا — اکثر اوقات انگارہ بنی رہتی — ذرا کوئی اسے چھیڑ بیٹھتا — خود ہی جل اٹھتا۔

سب سے زیادہ اس کے غصے کے زیر عتاب آنے والا شخص سرمد تھے —

ان کے ساتھ امی کی بے تکلفیاں روز بروز بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ ان کے گھر آنے لگے تھے — اب تو مشکل سے ہی کوئی دن ایسا ہوتا ہوگا جب وہ ان کے گھر دکھائی نہ دیں۔

آتے جاتے عروج کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کچھ زیادہ ہوگئی تھی — جہاں نظر آجاتی چپکے سے ہولے سے کوئی نہ کوئی بات کہہ ڈالتے — کبھی اپنی زبان سے اور کبھی گل اور بلبل کی زبانی —

اور اسی لحاظ سے عروج کی بدتمیزیاں اور گستاخیاں عروج پر تھیں — ایسی منہ پھٹ اور زبان دراز ہوگئی تھی کہ ذرا لحاظ نہ کرتی —

امی کو کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔ ان کا بھی سارے کا سارا غصہ سرمد پر ہی اترتا۔

وہ بھی تو جھاڑ کا کانٹا ہی ہو کر رہ گئے تھے — ان کے گھر کے حالات دن بدن بگڑ رہے تھے — وہ سب تباہی کی آگ میں جلے جا رہے تھے اور سرمد کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خود وہ بھی تو اس بساط کا ایک مہرہ تھے ـــــ ایسا مہرہ ـــ جو خود پٹ نہیں رہا تھا مگر اس کی وجہ سے پوری کی پوری بساط چوپٹ ہوئی جا رہی تھی ـــــ

لیکن ـــ کیا مجال جو وہ خود ہی احساس کرتے ہوئے پیچھے ہٹ جاتے ـــ وہ بھی امی کی طرح بے حس اور خود غرض ہو چکے تھے ـــ

اسی غصہ، کھولن، تلملاہٹ اور بے بسی نے عروج کا مزاج آتنا بگاڑ رکھا تھا کہ اب تو وہ کالج میں بھی ہر ایک کے ساتھ بڑی بدمزاجی اور چڑچڑے پن سے پیش آنے لگی تھی ـــــ

اس کی سب سہیلیاں اور ہم جماعتیں حیران تھیں کہ اچھی بھلی خوش مزاج اور اتنی پیاری لڑکی کو کیا ہوتا جا رہا تھا ـــ کئی ایک نے تو پریشان ہو کر پوچھ بھی ڈالا۔

مگر ـــ یہ ایسا معاملہ تھا کہ وہ رازدار سے رازدار سہیلی کو بھی نہ بتا سکتی تھی۔

اس روز کالج میں ایسا ہی ایک اُلجھا اُلجھا سا دن گزار کر وہ گھر آئی۔

راہداری میں سے گزرتے ہوئے عادت کے مطابق ایسے ہی ایک ایک کمرے میں جھانکتی گئی۔

ابو شاید ابھی دفتر سے نہیں آئے تھے۔ امی بھی گھر میں نہیں تھیں ـــ گل اور بلبل بھی کہیں دکھائی نہ دیں ـــ سروری بھی نجانے کہاں تھی۔ ؟

ہر طرف بالکل سناٹا چھایا ہوا تھا ـــ ہر ایک کے متعلق علیحدہ علیحدہ سوچتے ہوئے اپنے کمرے تک جا پہنچی ـــــ

کتابیں پلنگ پر پٹخیں ـــ گھر کی فکروں نے تو اس سے اس کا سلیقہ تک چھین لیا تھا ـــ دوپٹہ کرسی کی پشت پر پھینکا ـــ جوتا کمرے کے وسط میں اتارا اور گل و بلبل والے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پلنگ پر اوندھی ہو کر چپ چاپ لیٹ گئی ——

اسے تو یوں لگ رہا تھا کہ امّی کا نفسیاتی علاج کرتے کرتے وہ خود نفسیاتی مریض ہو کر رہ گئی تھی —— ایک لمحے کے لئے ذہن ان سوچوں سے خالی نہیں ہو پا رہا تھا۔

کھانا پینا —— ڈھنگ کا پہننا اوڑھنا —— وہ تو سب کچھ ہی فراموش کر بیٹھی تھی —— ان سوچوں نے ایسا اسے مفلوج کر دیا تھا ——

لیٹے لیٹے اچانک اسے خیال آیا کہ گل و بلبل کو امّی کبھی بھی اپنے ساتھ کہیں لے کر نہیں گئی تھیں —— پھر —— ؟ پھر وہ کہاں تھیں —— سکول سے بھی ابھی تک لوٹی تھیں یا نہیں —— ؟

ایک جھٹکے کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئی —— آج کل اغوا کی وارداتیں بھی بہت ہو رہی تھیں —— ان کا پتہ کرنا چاہیئے تھا۔

اُٹھ کر اسی طرح ننگے پاؤں اور بغیر دوپٹے کے ہی بھاگی۔ سروری بھی کہیں دکھائی نہیں دی تھی —— یقیناً اپنے کوارٹر میں ہو گی —— اسی طرف رُخ کر دیا۔

جاتے جاتے ساتھ ہی خیال آیا —— گھر والوں کے دیکھا دیکھی سروری بھی بڑی لاپرواہ ہو گئی تھی —— کیسے سارے کو کھلا چھوڑ کر خود نجانے کہاں جا گھسی تھی ؟

اگر کوئی چور اچکا چپکے سے گھر میں آ داخل ہوتا تو بڑی آسانی سے سب کچھ لوٹ لٹا رخصت ہو سکتا تھا۔ یوں سارا گھر کھلا پڑا تھا۔

دوسرے ہی لمحے خیال آیا —— اچھا تھا —— اس گھر کا لُٹ جانا ہی اچھا تھا —— عزت و وقار جو لُٹ رہا تھا —— اس سے بہتر تھا سارا گھر یوں لُٹ جاتا —— بے شک کچھ بھی نہ بچتا۔ مگر کسی طرح عزت بچ جاتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور پھر کندھے جھٹک کر وہ بھی بے پرواہی سے پچھلے صحن میں نکل گئی ــــ سارا گھر بغیر کسی چٹخنی، کھٹکے کے کھلا پڑا تھا۔

"ارے ــــ!"

سامنے نگاہ پڑتے ہی وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔

صحن کے پرلے کنارے پر اس بڑے پیپل کے ساتھ ایک موٹے سے رسے کی پینگ پڑی ہوئی تھی اور گل اور بلبل بڑے زور زور سے جھول رہی تھیں۔

ان کے قریب ہی اس چھوٹے سے چبوترے پر سردی بیٹھی بیلے کے پھولوں کو گوندھ رہی تھی۔

"یہ تم تینوں یہاں ہو ــــ؟"

گل اور بلبل اغوا نہیں ہوئی تھیں ــــ انہیں موجود دیکھ کر عروج کے ہونٹوں سے اطمینان کا سانس نکل گیا۔

"اور میں پریشان ہو گئی تھی ــــ"

"آپی آگئیں ــــ"

"آہا جی ہماری آپی آگئیں ــــ"

دونوں پینگ چھوڑ کر بھاگیں اور اس سے جا لپٹیں ــــ

"آپی! دیکھئے ذرا ــــ سردی کتنے خوب صورت ہار اور گجرے بنا رہی ہے۔"

دونوں اس کا ایک ایک بازو تھام کر اس کے ساتھ لٹکتے اور کھینچتے ہوئے سردی کے قریب لے گئیں۔

"ارے ــ! یہ تو سچ مچ بڑے پیارے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج ایک ایک گجرے ، ایک ایک بار کو اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی ۔

" یہ اتنے سارے پھول کہاں سے ملے ۔ ؟ "

" کچھ اپنے تھے ۔۔۔ کچھ ساتھ والی کوٹھی سے لئے ہیں ۔ "

بُلبُل بڑی رچالاکی سے دیدے مٹکا کر بولی ۔

" چوری چوری نا ۔۔۔ ؟ "

عروج نے یک لخت آنکھیں نکال کر دونوں کو گھورا ۔

" میں نے کتنی بار سمجھایا ہے کہ کسی کا ایک تنکا بھی بغیر اجازت نہیں لیا کرتے ۔ "

" نہیں آپی ۔۔۔! "

گُل سہمتے ہوئے جلدی سے کہنے لگی ۔

" ہم نے چوری نہیں لئے سفینہ نے خود دیئے ہیں ۔ "

" کیوں ۔۔۔ ؟ اس نے اتنے سارے پھول بھلا تمہیں کیوں دے دیئے ۔ ؟ "

" ہم نے مانگے تھے ۔ "

بُلبُل اور گُل دونوں ہی کی آنکھیں جُھک گئیں ۔

" کیوں مانگے تھے ۔۔۔ ؟ "

عروج نے دونوں کو ایک ایک چپت لگائی ۔

" بھیک منگیاں بنتی جا رہی ہو ۔۔۔ اپنے باغیچے کے پھول کیا کم تھے جو ان سے مانگنے چلیں ۔ "

" وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ "

بُلبُل چپت زدہ گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بسوری ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہمارے باغیچے کے پھول مختلف قسموں کے اور رنگ برنگے ہیں — اور سروری کہتی تھی کہ ایک ہی قسم کے اور بالکل سفید پھول ہاروں اور گجروں میں اچھے لگتے ہیں۔" گل بھی بھرائی ہوئی آواز میں اپنی صفائی پیش کرنے لگی —

"ہاں بی بی! یہ میں نے ہی کہا تھا۔"

پاس سے سروری نے بھی ان کی بات کی تصدیق کی۔

دونوں کو ہار اور گجرے بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ اور میں نے سوچا جب ان کا شوق پورا ہی کرنے لگی ہوں تو سلیقے سے کروں۔"

"اور پھر پھولوں کی خاطر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ آخر ایسا بھی شوق کیا ہوا اور اس کی تکمیل کیا ہوئی — ہم۔"

"آپی! وہ ہمارا شوق تو آپ کی خاطر تھا — ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ کو پھولوں کا گہنا پہنا کر دیکھیں کہ کیسی لگتی ہیں — ؟"

دونوں کے اس انوکھے سے شوق نے عروج کے رخساروں پر حیا بھری سُرخی بکھیر دی۔

"کیسی لگوں گی — ؟ بس ایسی ہی جیسی اب ہوں۔"

شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ عروج بولی — اور پھر بڑھ کر سروری کے پاس ہی اس چھوٹے سے چبوترے پر بیٹھ گئی — جہاں وہ پھول بکھیرے انہیں پرونے میں مصروف تھی۔

"ایسی کب لگیں گی — ؟ اس سے اچھی لگیں گی — بالکل شہزادی!"

"نہیں — راجکماری —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں کہتی ہوں شہزادی ــــ"

"اور میں کہتی ہوں راجکماری لگیں گی ــــ"

گل اور بلبل دونوں آپس میں جھگڑنے لگیں

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟"

عروج حیرت سے بولی۔

"نہیں شہزادی ــــ!"

"نہیں راجکماری ــــ!"

"شہزادی ــــ"

"راجکماری ــــ"

"شہزادی ــــ"

"راجکماری ــــ"

دونوں بار بار چلائے جا رہی تھیں ــــ

"ہائیں ہائیں ــــ یہ کیا واہیات ہے ــــ ؟"

مگر وہ تو سن ہی نہیں رہی تھیں ــــ جوش سے دونوں کے منے منے سے چہرے لال ہو رہے تھے اور آواز بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔

"شہزادی ــــ"

"راجکماری ــــ"

"شہزادی ــــ"

"راجکماری ــــ"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سروری کے قہقہے نے عروج کی توجہ ان کی طرف سے ہٹا کر اپنی جانب مبذول
"دوپہر سے یونہی لڑ رہی ہیں ——"
سروری ہنستے ہوئے اس جھگڑے کا پس منظر عروج کو بتانے لگی۔
"سکول سے آئیں تو کھانا کھلا کر آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے انہیں آرام
کے لئے ان کے کمرے میں بھیج دیا۔ پانچ دس منٹ ہی گزرے ہوں گے —— دونوں اس
طرح لڑتیں جھگڑتیں میرے پاس آگئیں ——"
"کیا مطلب ——؟"
عروج حیران پریشان کبھی ان کے لال پیلے ہوتے چہروں اور اکڑتے ہوئے
ننھے جسموں کو دیکھ رہی تھی اور کبھی سروری کو ——
"گل کا خیال ہے کہ آپ پھولوں کا گہنا پہن کر شہزادی لگیں گی اور بلبل کہتی ہے
راجکماری —— بس یہی دونوں میں اختلاف ہے ——"
بے اختیار عروج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔
"میں نے ان کا جھگڑا چکانے کی بہت کوشش کی۔ سمجھایا بھی کہ راجکماری اور شہزادی
میں بھلا کیا فرق ہے۔ شہزادی بادشاہ کی بیٹی کو کہتے ہیں اور راجکماری راجہ کی بیٹی کو
دونوں ہی بہت اچھی ہوتی ہیں —— مگر مانتی کوئی بھی نہیں۔ ہر ایک اپنی بات پر اڑی ہوئی ہے
"پاگل لڑکیاں ——!"
عروج ہنسی سے دوہری ہو گئی۔
"اور یہی فیصلہ کرنے کے لئے مجھ سے ہار اور گجرے بنانے کی فرمائش کی گئی۔ اپنے
پھول کم تھے —— ہمسایوں سے مانگے —— پھر میں انہیں پروئے گی —— یہ دونوں انتظار

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاس بیٹھی رہیں ـــــ مگر ساتھ ساتھ شہزادی اور راجکماری کی لڑائی اسی طرح جاری رہی۔

عروج سردی کی بات سن رہی تھی اور ہنس رہی تھی ـــ گاہے گاہے ان دونوں کی طرف بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیتی ـــــ ادھر ابھی تک وہی مناظرہ جاری تھا۔

"راجکماری ـــ"

"شہزادی ـــ"

"راجکماری ـــ"

"شہزادی ـــ"

"ساتھ ساتھ اپنی اپنی پسند کے پھول چن چن کر مجھے پکڑاتی جارہی تھیں۔ پھر اس کام سے اُکتا گئیں تو پلنگ پر جا بیٹھیں ـــ بڑے انصاف سے ایک بیٹھتی تھی" دوسری جھلاتی تھی ـــ مگر ساتھ ساتھ وہ جھگڑا اب بھی بدستور جاری رہا۔"

سردی کی پوری بات سُن کر عروج اُٹھی ـــ گل اور بلبل اب آنکھیں نکال نکال کر ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں ـــ اور راجکماری اور شہزادی کی گردن کٹنے جارہی تھیں۔ دونوں کے گال قرمزی ہورہے تھے اور بلند آواز سے چلا چلا کر حلق پھٹے جارہے تھے۔

"بس بس ـــ بس بھئی بس ـــ !!"

عروج نے دونوں کو بازوؤں میں بھر لیا ـــ پھر بے اختیار ہو کر انہیں بہت سے پیار کر ڈالے ـــــ

اسی کی محبت میں تو دونوں جھگڑ رہی تھیں ـــ بڑا پیارا جذبہ تھا ـــ عروج سرشار سی ہو اُٹھی ـــ نہال نہال ہوتے ہوئے بولی۔

"یوں لڑائی کرنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ـــــ"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دونوں کا بیچ بچاؤ کراتے ہوئے ایک ایک بازو تھاما اور واپس اسی جیون
پر لے آئی ——

"لو — میں یہاں بیٹھتی ہوں — تم اپنی مرضی کے مطابق مجھے ہار اور بگڑ
پہنا کر دیکھ لو کہ کیسی لگوں گی —— ! نہ شہزادی لگوں گی — نہ راجکماری — بس
دونوں کی آپی لگوں گی ——"

"نہیں — آپ شہزادی لگیں گی —"

"کوئی نہیں — راجکماری لگیں گی — "

مرحلے کی پھر وہی ایک ٹانگ — ! عروج پٹتائی — پھر آخر کس طرح ان
جھگڑا ختم ہوا — کچھ سوچا — مسکرائی ۔

"پاگل ہو تم دونوں — تمہاری آپی کسی شہزادی یا راجکماری سے اچھی نہیں کیا — ؟
شہزادی یا راجکماری تمہاری کیا لگتی ہیں —"

سروری پاس سے مسکرائی ۔

"ہاں — اور عروج بی بی تمہاری آپی ہیں — ان سے اچھا تو کوئی نہیں نا ہو سکتا ۔"

"ہاں —"

کچھ مطمئن اور کچھ غیر مطمئن سی دونوں عروج کے ارد گرد کھڑی ہو گئیں اور پھولوں
سے اسے سجانے سنوارنے لگی ——

عروج چپ چاپ ان کے آگے بیٹھی تھی مسکرا رہی تھی — ذہن کی سب سوچیں
اور الجھنیں جانے کہاں گم تھیں — ؟

اس وقت وہ صرف انہیں میں کھوئی ہوئی تھی — انہیں کے پیار میں سرشار تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ال میں — دماغ میں — آنکھوں میں — اردگرد — بس ہر طرف وہی وہ تھیں۔
اس کی زندگی کے یہ لمحات — کاش جاوداں ہو سکتے — اس نے آنکھیں میچ لیں۔
"آپی! آنکھیں کھولئے —"
گل اور بلبل کی خوشی میں تھرتھراتی آواز پر اس نے چونکتے ہوئے پلکیں اٹھائیں۔
دونوں آئینہ اٹھائے اس کے عین سامنے کھڑی تھیں — عروی بری طرح
گئی — پھولوں سے لدا — سجا سنورا خود اپنا ہی وجود دکھائی دیا۔
دونوں بازوؤں میں گجرے — گلے میں گردن سے لے کر سینے تک ہار ہی ہار —
ا — اس سے ذرا چھوٹا پھر اس سے چھوٹا — اور چھوٹا — اور آخری گلوبند کی طرح گلے
میں لپٹا ہوا —
کانوں میں پھول — بالوں میں پھول — جوڑے میں پھول — غرض دونوں نے
اسے اچھے اور خوب صورت طریقے سے اسے راجکماری یا شہزادی بنایا تھا۔
عروج نے دل ہی دل میں داد بھی دی — کچھ تھوڑی سی پریشان بھی ہوئی کہ اتنی
چھوٹی عمر میں انہیں ایسی آرائش وزیبائش کرنا آتی تھی — یہ سب امی کی صحبت کا فیض
تھا — لاکھ ان سے دور دور انہیں رکھتی مگر پھر بھی —
"ماشاءاللہ — ماشاءاللہ —"
پاس سے سروری کی بڑبڑاہٹ نے اس کی پریشانی بھری سوچ کو گڈمڈ کر ڈالا۔
"بالکل شہزادی لگ رہی ہیں نا — ؟"
گل نے سروری کو اپنا گواہ بنانے کی کوشش کی۔
"ایسے ہی شہزادی — راجکماری لگ رہی ہیں — دیکھ لو بے تک —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بیگل نے سروری کو ٹھوکا دیا۔۔۔ وہ ہنسنے لگی۔

"لو بی بی! پھر لڑائی شروع ہو گئی۔۔۔ اور میں تو آپ کے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں"

سروری ہنستے ہوئے اٹھ کر باورچی خانے کی سمت چل دی۔

"لڑائی کی اس میں کیا بات ہے۔؟"

گل نے پیچھے سے سروری کا منہ چڑایا۔

"آپی میں ہی پھولوں کی شہزادی ہوں۔"

"نہیں۔۔۔ واہ کماری زیادہ خوب صورت ہوتی ہے"

بیگل بڑے زور سے چلا کر بولی۔

"ہماری پرانی کتاب میں جو راجکماری کی تصویر تھی۔۔۔ یاد ہے نا۔۔۔ وہ بالکل ایسی ہی تھی۔۔۔"

"اور وہ پھولوں کی شہزادی بھی تو ایسی ہی ہے۔ لاؤں کتاب۔ بے شک آپی سے ملا کر دیکھ لو۔۔۔"

دونوں آئینے کو وہیں پٹخ کر کتابیں لانے بھاگ کھڑی ہوئیں۔۔۔

"ارے ارے۔۔۔!"

عروج نے بروقت آئینے کو ہاتھوں میں سنبھال لیا۔۔۔ دونوں طرف سے اچھی طرح دیکھا بھالا۔۔۔ دل ہی دل میں شکر کیا کہ اس میں کوئی بال نہیں آگیا تھا۔

وہ آئینہ نوابی کو سرمد سے تحفے میں ملا تھا۔ خاصے بڑے سائز کا تھا۔ گرداگرد بیحد خوب صورت منقش زرین فریم تھا۔

آئینہ تو ہر قسم کا بازار سے مل سکتا تھا مگر اصل نادر چیز اس کا فریم ہی تھا۔۔۔ انسان دیکھنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ے تو اپنی بجائے اسے ہی دیکھتا رہے ——

بڑی دیر عروج آئینے کو الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی۔ پھر نجانے کیا خیال آیا — اس طمے
نے لگی جب انہوں نے پھینکا تھا اور اس نے ہاتھوں میں سنبھال لیا تھا۔
ٹوٹ ہی جاتا تو بہتر تھا — امی اب اکثر اسے ہی سامنے رکھ کر سجا بنا کرتی تھیں — بیحد
تھا یہ آئینہ — ساتھ ساتھ میک اپ کرتی رہتیں ساتھ مسکراتی رہتیں — جیسے سرمد
کے سامنے بیٹھے انہیں دیکھ رہے ہوں۔

"یہ دیکھئے آپی —!"

"یہ دیکھئے ——"

ل اور بیل ایک ایک کھلی کتاب ہاتھ میں پکڑے اس کے پاس بھاگی چلی آ رہی تھیں۔
عروج کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا — وہ جلدی سے ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔
دونوں اپنی اپنی کتاب عین اس کی آنکھوں کے ساتھ لگا لگا کر اسے دکھانے لگیں۔
ے ہی آئی تھیں — عروج غور سے دیکھنے لگی۔
تصویر ایک ہی تھی مگر ایک کتاب میں وہ شہزادی کی کہانی کے لئے چھاپی گئی تھی اور
ں میں راجکماری کی کہانی کے لئے۔
عروج کو بے اختیار ہنسی آ گئی — مگر اس نے بڑی مشکل سے لب بھینچ کر روکنے کی کوشش
اس کی ہنسی سے کہیں ان ننھی منی ہستیوں کے پُرخلوص جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔
"بتائیے نا آپی —"

اب وہ کیا بتاتی — ؟ ادھر ہنسی رک نہیں رہی تھی — بیچاری معصوم لڑکیاں — ! کیسی
ی تھیں —!!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہنسی سے بے قابو ہوتا چہرہ اس نے گھٹنوں میں چھپا لیا۔
گل اور بلبل ہکا بکا کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں جانے ان کی آپی کو کیا ہو گیا تھا۔ گھٹنوں میں چہرہ چھپا تھا اور رعشہ زدہ مریض کی طرح کپکپا رہی تھیں۔ نجانے کتنی دیر یہی عالم رہا۔

آپی! آپی ادھر دیکھئے۔"

یک لخت گل کی مسرت سے لبریز لرزتی آواز اس کے کانوں میں اتری۔
ہنسی کی زیادتی سے عروج کی آنکھوں میں پانی آیا ہوا تھا۔ سرخ سرخ رخساروں پر بھیگی بھیگی پلکوں والا چہرہ گھٹنوں سے نکالا۔
سامنے اپنی شاندار اور پرکشش شخصیت لئے سرمد کھڑے تھے اور ہمیشہ والے انداز میں مسکرا رہے تھے۔

عروج گھبرا کر اپنے بازوؤں میں پہنے گجروں اور دوپٹے سے بے نیاز سینے تک ہاروں کو دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔"

گھبراہٹ کی زیادتی سے وہ ہکلانے لگی۔
سرمد ایک ٹک اسے تکے جا رہے تھے۔ پھر ایک دم جانے کیا سوجھی۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر پیشانی تک لے گئے۔ جیسے کوئی پجاری کسی دیوی کی تعظیم کرے۔ اسی انداز میں خود بھی گھٹنوں تک جھک گئے۔

"انکل! آپی شہزادی لگ رہی ہیں ہیں۔۔۔؟"

"نہیں انکل! آپی راجکماری لگ رہی ہیں نا۔۔۔؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہ شہزادی ــــ نہ راجکماری ــــ"

سرمد نے سیدھے ہوتے ہوئے مسکرا کر عروج کی آنکھوں میں جھانکا۔

"ہمیں تو یہ کسی کے من مندر کی دیوی لگتی ہیں ــــ"

"من مندر کی دیوی کسے کہتے ہیں انکل ــــ؟"

"جس کی پوجا کی جاتی ہے ــــ"

سرمد کوئی بات کہیں اور گل اور بلبل کو پسند نہ آئے ــــ؟ فوراً اس کی ہاں میں ہاں ملائی ــــ اتنی دیر سے جھگڑ رہی تھیں۔

سروری نے سمجھایا تھا ــــ عروج نے بہلانے کی، ٹالنے کی کوشش کی تھی ــــ مگر ان کی لڑائی ختم نہ ہوئی تھی ــــ

جانے سرمد کی ہستی میں کیا تھا ــــ؟ زبان میں کیسا اثر تھا جھٹ مان گئیں۔

"ہاں ــــ دیوی شہزادی سے اچھی ہوتی ہے ــــ"

"ہاں ــــ دیوی راجکماری سے بھی اچھی ہوتی ہے ــــ"

"آہا جی! ہماری آپی من مندر کی دیوی ــــ! آپی من مندر کی دیوی ــــ!

آپی من مندر کی دیوی ــــ!!!"

دونوں تالیاں بجا بجا کر ناچنے لگیں ــــ سرمد بڑے انداز سے مسکراتے جا رہے تھے۔

"اوہ ــــ!"

عروج سٹپٹائی ــــ

"چپ کرو ــــ"

پھر بڑے زور سے چلائی ــــ دونوں سہم کر، یکدم خاموش ہو کر اپنی پینگ کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھاگ گئیں۔

کیسی فضول فضول باتیں چھوٹی چھوٹی بچیوں کو کھاتے تھے۔ ساتھ ہی سرمد پر غصہ آگیا۔۔۔ یوں تو ہر وقت ہی اس پر آیا رہتا تھا۔

"یہ کیا واہیات ہے۔؟"

براہ راست سرمد سے مخاطب ہوئی۔

بچوں سے کبھی ایسی باتیں بھی کی جاتی ہیں۔؟"

"انہوں نے ایک بات پوچھی تھی۔ ہمیں جو دکھائی دیا تھا سچ سچ بتا دیا۔"

سرمد بڑی گہری گہری نگاہوں سے اسے دیکھے جا رہے تھے گجروں والے اس کی مرمریں بازوؤں کی طرف۔ پھولوں کے گلوبند سے سجی اس کی نازک سی گردن کی طرف۔ ہاروں سے آراستہ اس کے جوڑے والے سر کی طرف۔ اور پھولوں کے ہالے میں دمکتے اس کے چاند ایسے چہرے کی طرف۔!!!

"بچوں کے ساتھ جھوٹ بھی تو نہیں بولنا چاہیئے۔"

ہونٹوں پر انتہائی دلآویز تبسم سجائے وہ اس کے پاس ہی چبوترے پر بیٹھ گئے۔

عروج جلدی سے پرے کھسک گئی۔

"یہ کیا حرکت ہے۔؟"

ان کی نگاہوں کے انداز اور ہونٹوں پر بکھرے تبسم کو بڑی جلی کٹی نظروں سے دیکھتے ہوئے تلخ لہجے میں بولی۔

"تو پھر ہم اور کہاں بیٹھتے۔ گھر آئے مہمان کو جب تم نے ہی بیٹھنے کو جگہ نہ دی تو پھر ہمارا جہاں جی چاہا وہیں بیٹھ گئے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہونہہ! گھر آئے مہمان ——!"
عروج نے منہ بگاڑ کر تیکھے انداز میں کہا۔
"مگر آپ آئے کس لئے ہیں ——؟"
"جس لئے روز آیا کرتے ہیں ——"
"امی گھر پر نہیں ہیں ——"
بڑے معنی خیز انداز میں مسکرانے لگی۔
"تو کوئی بات نہیں ——وہ نہیں ہیں۔ تم تو ہو ——"
"کیا مطلب ——؟"
عروج بے قابو ہو کر چیخ سی پڑی —— پاس کوئی چیز ہوتی تو اس وقت یقیناً سرمد کے
سر میں دے مارتی —— آخر انہوں نے اسے کیا سمجھ کر ایسی بات کی تھی ——؟
"خواہ مخواہ ہی غصے میں آجاتی ہو —— ہمارا مطلب تھا ——"
سرمد اسی تحمل اور سادگی سے بولے۔
"کہ گھر خالی تو نہیں پڑا ہوا —— ہم ان کا انتظار کریں گے ——"
سرمد کا تو ابھی وہاں سے اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ امی کے آنے تک وہ وہیں
تشریف فرما رہنا چاہتے تھے —— اور امی جانے کہاں گئی تھیں اور کب انہوں نے لوٹنا
تھا ——

خود ہی وہاں سے، سرمد کے پاس سے اٹھ کر اندر جانے کے متعلق سوچا ہی تھا کہ ——
ٹرے اٹھائے وہیں آپہنچی ——
"میری عروج بی بی نے آج کالج سے آکر کچھ کھایا ہی نہیں —— یہ دیکھئے —— میں کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کیا بنا کر لائی ہوں ——"

اس نے عروج کے سامنے ٹرے رکھ دیا — اس سے پہلے کہ عروج اس طرف ہوتی سرمد نے جھٹ سے ٹرے اپنی جانب کھینچ لیا۔

"شکریہ سروری بی! تم بڑی عقل مند ہو — آج ہم بھی صرف صبح کے ناشتے" سرمد نے کنکھیوں سے عروج کی سمت دیکھتے ہوئے اس پر حکم چلایا۔

"لو بھئی تم چائے بناؤ ——"

اور خود ایک ایک پلیٹ کا جائزہ لینے لگے۔

"آہا! تلے ہوئے مٹر — تلی ہوئی چانپیں — موتی چور لڈو — واہ بھئی واہ" وہ چٹخارے لے لے کر عروج کو تکے جا رہے تھے ——

"کیا — ؟ موتی چور لڈو — ؟؟"

لڈوؤں کا نام سن کر گل اور بلبل پتنگ چھوڑ پھاڑ بھاگ آئیں ——

"ہم بھی کھائیں گے — ہم بھی کھائیں گے ——"

عروج غصے سے لال پیلی ہوئی جا رہی تھی — یہ شخص تو دن بدن زیادہ سے زیادہ بے تکلف ہوتا جا رہا تھا۔

خود پہلے اسے بھوک کا کوئی احساس نہ تھا — مگر تلی ہوئی چانپوں اور مٹروں کی بھینی خوشبو ناک میں پہنچی تو اشتہا یکدم تیز ہو گئی۔

اسے بھوک لگی تھی — کھانے کی خواہش جی میں پیدا ہوئی تھی تو سب چیزوں پر حضور قبضہ جما بیٹھے تھے۔

غصے سے کھول رہی تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر اس کے سامنے ہی سرمد اور نگل اور نگل ایک دوسرے سے چھین جھپٹ کر کھانے لگے ——

سروری اپنے اس کارنامے پر نازاں کھڑی مسکرا مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

"سروری بی! یہ لڈو بڑے مزے کے ہیں —— کہاں سے منگوائے ——؟"

"بیگم صاحبہ کی ایک ملنے والی ہیں۔ ان کے بھائی کی منگنی کے ہیں۔"

"تو منگنی اتنی مزے کی ہوتی ہے ——؟"

سرمد دزدیدہ نگاہوں سے اُسے دیکھے جا رہے تھے اور لڈو کھائے جا رہے تھے۔

"سروری بی —— ہماری بھی منگنی کر دو ——"

ہونٹ متبسم تھے اور انوکھی، خوب صورت سی چمک لئے آنکھیں اب بھی عروج کو گھور رہی تھی ——

"کسی اچھی سی لڑکی کے ساتھ ——!"

گھر کے دوسرے افراد کی طرح سروری بھی سرمد کو بڑا اچھا سمجھتی تھی اور ان کی بڑی عزت کرتی تھی —— انتہائی ادب سے بولی۔

"نوابزادہ صاحب! آپ کے لئے بھلا لڑکیوں کی کمی ہے ——"

"کمی تو بے شک نہیں ہے —— لیکن ہماری پسند کچھ انوکھی سی ہے —— ایسی لڑکی ملنی مشکل ہو جائے گی ——"

"انوکھی کیسی نوابزادہ صاحب ——؟"

"ہم میٹھی میٹھی چیزیں پسند نہیں کرتے —— ہم کافی جیسی کڑوی کسیلی اور چاٹ جیسی تیز چٹپٹی مصالحہ دار چیزیں پسند کرتے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"لیجئے ——"

سروری زور سے ہنس دی

"بات لڑکی کی ہو رہی تھی اور آپ کھانے والے چیزوں کا ذکر کرنے لگے ——"

"اوہ ——!"

سرمد بڑے دلفریب انداز میں چونک کر مسکرائے۔

"ہم سمجھے تھے تم کھانے والی چیزوں میں سے ہماری پسند پوچھ رہی ہو ——"

عروج تلملا رہی تھی اور سرمد مسکرا رہے تھے۔

"اور لڈو لاؤں ——؟"

ایک تو سرمد نے لڈو پسند کئے تھے۔ دوسرے سروری سے دو چار باتیں کر لی تھیں اس لئے عروج کے خیال میں وہ شیخی میں آگئی تھی ——— سارے ہی انہیں کھلانے کو تیار ہو گئی

"اگر ہیں تو ضرور لاؤ ——"

سرمد نے بے تکلفی سے کہا ——— سروری باقی لڈو لانے کے لئے بھاگی۔

"تم بھی تو کھاؤ ——"

پلیٹ میں ایک ہی لڈو رہ گیا تھا ——— سرمد نے اٹھا کر عروج کی طرف بڑھایا۔

"آپی! بڑے مزے کے ہیں ——— کھا لیجئے ——"

بلبل ایک پورے کا پورا لڈو اپنے ننھے سے منہ میں ٹھونستے ہوئے پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔

عروج نے سرمد کے بڑھے ہوئے ہاتھ سے لڈو نہ لیا ——— وہ تو غصہ کھا رہی تھی لڈو کیسے کھاتی ——! اور پھر سرمد کے ہاتھ سے لے کر ——!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چند لمحے سرمد نے انتظار کیا۔ پھر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر خود اپنے ہاتھ سے اسے کھلانے لگے ——

"دیوی جی کو ہم کھلائے دیتے ہیں ——"

عروج چھوٹی بہنوں کے سامنے حتی الوسع اپنی زبان قابو میں رکھنے کی کوشش کیا کرتی تھی —— کہ وہ بھی یہی کچھ نہ سیکھ جائیں۔ مگر —— اس وقت خود پر بس ہی نہ رہا —— سرمد بھی تو حد درجہ سے تجاوز کرتے جا رہے تھے ——

آنکھیں انگارے بنی ہوئی تھیں۔ چہرہ سُرخ ہو رہا تھا —— سرمد کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے ——

"آپ حد سے بڑھے جا رہے ہیں ——"

عروج نے ان کے دونوں ہاتھ بڑے زور سے جھٹک کر پرے پھینکے۔

"شرم تو آپ کو چھو کر بھی نہیں گئی —— بدتمیز اور بُری میں ہوں —— مگر آپ نے بھی کبھی اپنے گریبان میں جھانکنے کی کوشش کی ہے ——؟"

عروج کھولتے، تلملاتے اور بڑبڑاتے ہوئے اُٹھی۔ اور —— عین اس لمحے امّی آ گئیں ——

"سرمد آپ کو زیادہ دیر انتظار تو نہیں کرنا پڑا —— وہ دراصل میں درزی سے اپنا بلاؤز لینے چلی گئی تھی ——"

قریب آنے پر ان کی نگاہ عروج کی طرف اُٹھ گئی۔

پھولوں کا گہنا پہنے سُرخ سُرخ چہرہ لیے کھڑی تھی —— بیحد پیاری لگ رہی تھی۔

"یہ —— یہ تم کیا بنی ہوئی ہو ——؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یکدم اُن کی نگاہوں کا انداز بدلا۔

"کچھ نہیں — کچھ نہیں —"

عروج گھبرائی — خود کو سر سے پاؤں تک دیکھا — سٹپٹائی — سر بدھی ہوئی تھے — اور اس پر اُٹھنے والی امی کی نگاہیں — شک و شبہات سے لبریز —!

"امی! آپی کو ہم نے من مندر کی دیوی بنایا ہے —"

گل نے آگے بڑھ کر امی کی خوب صورت ساڑھی کا پلو تھامتے ہوئے بڑے فخر سے گویا اپنا کارنامہ بیان کیا —

"کیا —؟"

امی متحیر سی ہو کر چلا پڑیں۔

"یہ کیا فضول بکواس ہے —؟"

سر مد سر جھکائے مسکرائے جا رہے تھے — کبھی کبھی نگاہ اُٹھا کر سفید لباس اور سفید پھولوں سے ڈھکے اس کے مقدس اور دلکش سراپا کی طرف بھی دیکھ لیتے — مگر زبان سے کچھ نہیں بول رہے تھے —

امی! من مندر کی دیوی —"

بُلبُل نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"وہ جس کی پوجا کی جاتی ہے —"

"یہ سب تمہیں کس نے بتایا —؟"

بڑے طیش سے پوچھتے ہوئے امی کی نگاہ پھر عروج پر جا پہنچی۔

"شاباش! چھوٹی بہنوں کو بڑی اچھی اچھی باتیں سکھا رہی ہو — آفرین ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مدآفرین ——!"

"میں نے —— میں نے ——"

عروج نے دانت پکچپا کر سرمد کی طرف دیکھا۔

"یقین کیجئے امی! میں نے انہیں کچھ نہیں کہا —— یہ تو —— یہ تو ——"

اور وہ اضطراب، گھبراہٹ اور غصے سے سارے پھول نوچ نوچ کر سرمد پر پھینکنے لگی ——

"یہ سب ان کی شرارت ہے —— پتہ نہیں کیوں ہمارے گھر آجاتے ہیں۔"

بے بسی کے مارے اس کی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو آگئے ——

"آیئے سرمد! ہم چلیں ——"

بات سرمد پر آرہی تھی —— امی نظر انداز کرتے ہوئے جلدی سے ان سے مخاطب ہوگئیں ——

"دیر ہورہی ہے ——"

"امی! ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گی ——"

آج گل کو نجانے کیا سوجھی —— ساتھ جانے کی ضد کر بیٹھی ——

"نہیں ——"

امی بڑی سختی سے بولیں ——

"تم پہلے ہی کافی بگڑ چکی ہو —— ہر جگہ ساتھ لے جاکر تمہارا اور ستیاناس نہیں کرلینا!"

"اور انکل بھی تو جارہے ہیں ——"

"انکل تمہارے ہم عمر ہیں —— یا تمہارا ان سے کوئی مقابلہ ہے ——؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امّی نے سرمد کا بازو تھاما اور انہیں لئے چلی گئیں۔ جاتے جاتے دو تین بار سرمد نے مڑ مڑ کر ان تینوں کو دیکھا۔ آنکھوں میں جانے کونسا جذبہ تھا۔؟ غصّے، جھنجھلاہٹ میں عروج کو ایسے ہی لگا جیسے وہ انہیں چڑا رہے تھے۔

"جب ایسے ہی میری بیٹیوں کے انکل آیا کریں گے اور میں ان کے ساتھ جایا کروں گی نا تو ساتھ اپنی بیٹیوں کو ضرور لے کر جایا کروں گی۔"

بُلبُل، بسورتی کھڑی گل کو انتہائی ہمدردی سے دیکھتے ہوئے بلند آواز میں بڑبڑائی

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔؟"

عروج پہلے ہی غصّے سے کھول رہی تھی۔ بُلبُل کی بات سُنی تو بھڑک اُٹھی۔ انکل لفظ تو اس کے لئے گالی کے مترادف ہو گیا تھا۔

"ہاں آپی! میری بیٹیوں کے انکل۔"

"بُلبُل۔!"

عروج بے اختیار ہو کر چیخ پڑی۔

"خبردار! آئندہ اگر تم نے ایسی بات زبان سے نکالی تو زبان کھینچ لوں گی۔"

اور پھر بے قابو ہوتے ہوئے اس نے بُلبُل کو دو تین چپت لگا دیئے۔

"خُدا نہ کرے، جو تمہاری اولاد کے ایسے انکل ہوں۔"

غیر متوقع چپت کھا کے بُلبُل زور زور سے رونے لگی۔ بھلا اس نے ایسی کونسی بُری بات کہہ ڈالی تھی جو آپی کو اتنا غصہ آگیا۔

عروج پہ اُٹھنے والی ان ننھی منّی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ ساتھ ہزاروں گلے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اوہ ۔۔۔ یہ اس نے کیا کر دیا تھا ۔۔؟ دوسروں کا غصہ اس ننھی منّی سی بے قصور جان پر نکال ڈالا ۔۔۔ اس بیچاری کو بھلا ان باتوں کا کیا علم ۔۔؟

عروج نے جھک کر اسے بازوؤں میں بھرا اور اپنے پاگل پن پر بے اختیار آنسو بہانے لگی ۔۔۔

"یا اللہ! تو مجھے ہی کچھ سکون دے دے ۔۔ کچھ صبر، حوصلہ اور برداشت دے دے!!"

اسے گلے سے لگائے وہ چپکے چپکے اپنے اس ہاتھ کو انتہائی بیدردی سے دانتوں کے ساتھ کاٹ رہی تھی ۔۔ جو اس معصوم جان پر اُٹھ گیا تھا۔

پشیمانیاں ۔! پریشانیاں ۔۔!! زندگی نے اسے صرف یہی کچھ دیا تھا۔

27-2-1991

4/5/99

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اتوار کا دن — ان کے ہاں کچھ اسی قسم کا آیا کرتا تھا — نو بج چکے تھے مگر ابھی تک کسی نے ناشتہ کیا تھا کسی نے نہیں —

گل اور بلبل کو تو صبح سویرے ہی بھوک ستانے لگی جاتی تھی — چیخم دھاڑ مچا کر سردی سے اپنے لیے ناشتہ بنوا لیتیں ——

عروج امی اور ابو کے انتظار میں رہتی — امی چونکہ ہفتہ کی شب اکثر کسی نہ کسی کے آئے رہنے کی وجہ سے بہت دیر سے سوتی تھیں — اس لیے صبح بھی دیر سے ہی اٹھتیں ——

اور ابو — یونہی اپنے آپ میں ہی کھوئے یا اپنے خیالات میں غلطاں پڑے رہتے — دس گیارہ بجے تک کمرے سے باہر ہی نہ نکلتے —

باقی دنوں میں تو کالج جانے کی جلدی ہوتی تھی ایک اتوار کا دن ہی ایسا ملتا تھا جب سب کے مل بیٹھنے کی، اکٹھے ناشتہ کرنے کی، کھانا کھانے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی مسرت حاصل ہونا ہوتی تھی ——

مگر وہ بھی عروج کا انتظار میں ہی کٹ جاتا۔ نہ صرف یہ کہ اکٹھے بیٹھ کر ناشتہ کرنے کا شوق و مسرت مل سکتی بلکہ وہ تو ناشتے سے ہی محروم رہ جاتی۔

امی گیارہ بجے کے قریب بیدار ہوتیں۔ وہیں سے سروری کو صرف سادہ چائے لانے کا حکم مل جاتا۔ نہ کسی اور کے متعلق پوچھتیں نہ ہی لمحہ بھر کے لیے یہ خیال آتا کہ شاید ناشتے کے لیے ان کے شوہر یا بیٹیوں میں سے کوئی منتظر ہو۔ بس اپنے خیالوں میں ہی مگن سگریٹ پیتی رہتیں اور پوری کی پوری چائے دانی خالی کر ڈالتیں —— جانے انہیں یوں اپنا آپ جلا کر کیا مزہ ملتا تھا ——

امی اپنے لیے چائے منگوا لیتیں تو عروج کو ہی ابو کا خیال آتا —— سروری سے ناشتہ تیار کرا کے کبھی اس کے ہاتھ ابو کے کمرے میں بھجوا دیتی اور کبھی خود دے آتی ——

ابو چپ چاپ جو کچھ دل چاہتا۔ کھا پی لیتے۔ ویسے اکثر وہ بھی صرف چائے ہی کی دو تین پیالیاں لیتے۔ باقی سب کچھ اسی طرح ٹرالی میں واپس آجاتا اور عروج۔ گھر کے یہ طور اطوار دیکھ کر جلتی کڑھتی ہی رہ جاتی —— اس کے نصیب میں چائے کی ایک سادہ پیالی بھی نہ ہوتی۔

آج بھی ایسا ہی ایک دن تھا —— بہت عرصہ سے یہی کچھ ہو رہا تھا مگر اس کے باوجود —— آج پھر اس نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔

سب کچھ جانتے ہوئے بھی، جانے کس موہوم اُمید کے سہارے امی اور ابو کے جاگنے کا انتظار کر رہی تھی۔ کلاک نے دس بجائے تو وہ چونکی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کب تک یوں بیکار بیٹھی خیالوں میں کھوئی رہے گی؟ — امی اور ابو کے بیدار ہونے تک وہ بہت سارے کام کر سکتی تھی ——

اسے اچانک خیال آیا — پھوپھو اکثر ان کے ہاں اتوار کو ہی آیا کرتی تھیں — ابو جو گھر پر ہوتے تھے۔

امی، ابو کے رشتہ داروں کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھیں اس لیے تو خود کبھی نندوں کے ہاں جاتیں نہ ابو کو کبھی اس بات کا احساس دلایا کہ بہنوں کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں — اور ابو — وہ اپنی پریشانیوں میں ایسے گھرے تھے کہ اپنا ہوش نہ تھا — اپنی اولاد کا نہ تھا — تو دوسرے رشتہ داروں اور عزیزوں کے حقوق کو کیا سمجھتے ——؟

بہنیں بھائی کو ملے بغیر رہ نہیں سکتی تھیں — بھابھی کی بے پروائیوں کے باوجود بھائی سے ملنے کبھی کبھار ادھر آ ہی نکلتیں ——

اور اس بار بڑی پھوپھو کو ان کے ہاں آئے دو مہینے سے اوپر ہو چکے تھے عروج کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ آج ضرور آئیں گی — یا پھر — اسے وہ پھوپھو پیارا کرتی تھیں — اس لیے دل چاہ رہا تھا کہ آجائیں — آجائیں — اس کے جذبوں کی تسکین کی خاطر ——!!

جلدی سے اٹھ کر ڈرائینگ روم میں جا پہنچی — اتوار کے اتوار اس کمرے کو وہی درست کیا کرتی تھی — جمعدارنی تو صرف ذرا سا جھاڑو پھیر کر اپنے فرض سے گویا سبکدوش ہو جاتی تھی ——

آج وہ فارغ ہو کر جا چکی تھی — مگر — اس کے باوجود یوں دکھائی دے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

رہا تھا جیسے ابھی ابھی وہاں سے بہت سارے جنات یا بھوتوں کا گزر ہوا تھا،
ہر چیز جلد جلد صوفوں، کرسیوں اور قالین پر پھیلیں سجاوٹ کی چیزیں،
ایش ٹرے اور چھوٹی تپائیاں وغیرہ سمیٹ کر ان کے صحیح مقام پر دھرنے لگی ——
جانے کس نے یہ ساری بھگدڑ مچائی تھی — پرلی دیوار پر آویزاں خوبصورت
تصویریں بھی وہاں سے اتر آئی ہوئی تھیں — وہ انہیں دوبارہ ٹانگنے لگی۔
ساتھ ساتھ بے ترتیبی کا یہ سامان کرنے والے کو تھوڑا سا کوسنے کے بعد خیالات
کی روانی اور رابو کی طرف بہہ گئی تھی — یہ مسئلہ ایسا تھا کہ جس میں ڈوبنے کے بعد
اسے اردگرد کا تو کیا خود اپنا ہوش بھی نہیں رہتا تھا ——

اپنے خیالوں میں کھوئے کھوئے بڑی مشکل سے تصویریں ان کی جگہ پر ٹکا کر
واپس ہوئی تو جی دھک کر کے رہ گیا — ابھی ابھی جو سجاوٹ کی پھیلی، بکھری
چیزیں سمیٹ کر سینٹل پیس پر دھری تھیں وہ پھر اسی طرح وہیں پڑی تھیں ——
کوئی صوفے پر — کوئی کرسی پر — کوئی قالین پر — !!!

پھر یکدم اس پر گھبراہٹ طاری ہو گئی — آخر یہ کیا اسرار تھا — ؟
اس کے علاوہ کمرے میں کوئی اور موجود بھی نہیں تھا — خوف و دہشت
سے چہرہ زرد پڑ گیا — ہاتھ پاؤں لرزنے لگے ——
ہاتھ میں تھاما وینس کا مجسمہ ایک صوفے پر پھینک دروازے کی سمت
بھاگی ——

کہیں سچ مچ یہاں بھوت پریت کا بسیرا تو نہیں ہو گیا تھا — ؟
وہ بڑی دلیر تھی مگر اس خیال نے اس کی ساری دلیری بھگا دی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جلد از جلد کمرے سے باہر نکلنے کے لیے لڑکھڑاتی ٹانگوں کو گھسیٹتے ہوئے سہمی سہمی سی دروازے تک پہنچی تھی کہ پیچھے سے کُل کُل کرتا ایک قہقہہ بلند ہوا۔

یہ آواز ہنسی کا یہ انداز ——— ! جیسے کسی انسان کا نہ تھا ———

اس کے قدم تیز ہو گئے ——— اور حلق میں سے ڈوبی ڈوبی آواز اُبھری

" ہوائی مخلوق ——— بھوت "

پھر وہ سرپٹ بھاگ اُٹھی ——— مگر دوسرے ہی لمحے اس نے محسوس کیا اس کے پیچھے اسی کی سی رفتار میں تیز تیز بھاری بھاری قدموں سے کوئی آ رہا ہے جانے کون تھا ——— ؟ یہ بھاری بھاری مردانہ چال ——— ! گھر میں سوائے اس کے اور کوئی مرد موجود نہیں تھا ——— اور انہیں تھوڑی دیر پہلے خود اپنی آنکھوں سے وہ بستر میں دیکھ کر آئی تھی ——— پھر ——— ؟ وہ کون ہو سکتا تھا ——— ؟

یقیناً ——— یقیناً ——— ایسی ہی کوئی مخلوق ——— !!

اور اس احساس، اس یقین کے ساتھ ہی اس کی تمام قوتیں سلب ہو گئیں خوف و دہشت کے مارے اب اس کی ٹانگوں میں بھاگنا تو کجا مزید چلنے کی بھی سکت نہ رہی تھی ———

گھٹی گھٹی سی ایک چیخ اس کے حلق سے نکلی اور پھر ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ہوئے وہ وہیں راہداری کے وسط میں بیٹھ گئی ——— سارا وجود بید مجنوں کی طرح لرز رہا تھا ———

" عروج ! پاگل ہو گئی ہو کیا ——— ؟ "

جیسے کسی اجنبی آواز کی سرگوشی کان میں اُتری ——— پھر ساتھ ہی دو مضبوط

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دونوں نے اسے اپنے حصار میں لے کر کھڑا کر دیا — خوف و ہراس کی وجہ سے اس کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں ختم ہو چکی تھیں —

جانے وہ کدھر جانا چاہتی تھی — ؟ اس نے بلا سوچے سمجھے ہی قدم اُٹھایا مگر وہ دونوں مضبوط بازو اسے واپس ڈرائینگ روم کی طرف کھینچ لے گئے اسے ہوش تو تھا ہی نہیں — مردہ سی ساتھ ساتھ کھنچتی گئی — اور پھر — دھم سے اسے ایک صوفے پر پھینک دیا گیا —

جھٹکے نے اسے ہوش و حواس کی دنیا میں لا کھڑا کیا — چہرہ اب تک اسی طرح ہاتھوں میں چھپا تھا — آنکھیں کھول کر دیکھنے کی اب بھی ہمت نہ پڑی جانے کیا خوفناک یا دہشت انگیز مخلوق دکھائی دے جائے —

"نہیں — نہیں —"

اسی طرح چہرہ چھپائے چھپائے چلا پڑی —

"پلیز — ! پلیز بھوت جی — !!

"آپی — ! آپی جی — !! کیا ہوا — ؟"

گل یا بلبل میں سے کسی ایک کی آواز تھی — عروج نے حواس مجتمع کرتے ہوئے چہرے سے ہٹائے — پھر قدرے تامل بعد آنکھیں بھی کھول دیں —

گل، بلبل اور سرمد اس پر جھکے کھڑے تھے — گل اور بلبل تو سہمی ہوئی تھیں مگر سرمد کے ہونٹوں پر بڑی شوخ سی مسکراہٹ تھی —

"کیا ہوا تھا — ؟"

وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے بڑے ہی پیار سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پوچھ رہے تھے ۔۔۔

"وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔"

عروج نے پھیلی پھیلی آنکھوں سے ان تمام چیزوں کی طرف دیکھا جو واقعی کھڑی پڑی تھیں ۔۔۔۔۔

"ابھی ۔ ابھی ۔ ابھی یہاں کوئی تھا ۔ کوئی ہوائی مخلوق ۔۔۔ کوئی ۔ کوئی بھوت وغیرہ ۔۔۔۔۔"

عروج نے ہوئے سے سرمد کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالتے ہوئے ہکلا ہکلا کر انہیں بتایا ۔۔۔

اور اس لمحے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی ۔ جب ان تینوں میں سے کسی نے بھی اس واقعہ پر اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کی بجائے ہم آہنگ ہو کر قہقہہ لگا دیا ۔۔۔۔۔

"وہ تو ہم تھے ۔"

سرمد نے ایک اور قہقہہ لگایا ۔۔۔

"آپ ۔ آپ ۔۔۔"

ایک بار پھر عروج کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ۔۔۔

"مگر آپ کب آئے ۔۔۔؟"

"ہم یہاں سے کبھی گئے ہی کب ہیں ۔۔۔؟"

"جی ۔ جی ۔۔۔"

جانے سرمد کیا کہہ رہے تھے ۔۔۔ عروج احمقوں کی طرح بوکھلا بوکھلا کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں دیکھ رہی تھی — ابھی تک وہ اپنے حواس کو پوری طرح مجتمع نہیں کر سکی تھی —

"اپی! میں آپ کو ساری بات بتاتی ہوں —"

گل نے عروج کے دونوں ہاتھ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں لے کر تھپکتے ہوئے بولی —

"آپ کے اِدھر آنے سے تھوڑی دیر پہلے میں اور گل ان سب چیزوں کے ساتھ یہاں کھیل رہی تھیں کہ اکبل آ گئے — پھر یہ بھی ہمارے ساتھ کھیلنے لگے —"

"تمہارے ساتھ کھیلنے لگے —؟"

اس نے تعجب سے گل دہبل کے بعد سر کے اونچے لمبے سراپا کو گھورا۔

عجیب سا جوڑ تھا — اور عجیب سی دوستی —!

وہ دونوں ننھی مُنی چیزیں اور وہ اِتنا بڑا جوان مرد —!!

کوئی بھی تو نسبت نہ تھی ان میں —!

نہ عُمر — نہ قد — نہ جنس — کوئی ایک بھی چیز ان میں مُشترک نہ تھی — مگر پھر بھی — دوستی ضرور تھی —!!

"پھر جب آپ آئیں —"

گل نے عروج کے ہاتھ چھوڑ کر اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے اِک قہقہہ لگایا —

"تو آپ کے قدموں کی چاپ ہم نے راہداری میں سے ہی سُن لی تھی —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاس سے بُلبل نے بھی ہنستے ہوئے لُقمہ دیا ——

"انکل کہنے لگے ۔ چھُپ کر آپ کا تماشہ دیکھیں ——"

"پھر ہم سب اس پُرانے صوفے کے پیچھے چھُپ گئے ——

دونوں باری باری بتائے جا رہی تھیں ——"

"اور ساری چیزیں ٹیبل پیس پر سجانے کے بعد آپ جب تصویریں لگا رہی تھیں تو آپ کا رُخ اِدھر دیوار کی طرف تھا۔ انکل نے چپکے سے سب چیزیں جلدی جلدی واپس اسی طرح پھیلا دیں ——"

"اور آپ کو پتہ ہی نہ چلا ——"

دونوں ہی ایک دم ہنس ہنس کر دوہری ہونے لگیں اور دوہری ہو ہو کر ہنسنے لگیں ——

"ہم نہیں جانتے تھے کہ تم اتنی ڈرپوک ثابت ہوگی ——"

سَرمد بڑے والہانہ انداز میں اس ڈری سہمی لڑکی کو تکے جا رہے تھے ——

"اوہ —— اوہ —— وہ دراصل میں سمجھی ——"

"کوئی بھوت ہے ——؟"

سَرمد مُسکرائے ——

"تو میں غلط تو نہیں سمجھی تھی ——"

عروج نے خود کو سنبھالتے ہوئے اپنی خفت مٹائی ۔ بات مذاق میں ٹال دی

"آپ بھی تو کسی بھوت ہی کی طرح آ وارد ہوتے ہیں ——"

"انکل بھوت —— انکل بھوت ۔ انکل بھوت ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دونوں تالی بجا بجا کر کورس کے انداز میں گانے لگیں۔

"چلو بھتیجو! شور نہ مچاؤ۔۔۔"

سرمد نے دونوں کو کھینچ کر اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ لپٹا لیا۔ پھر دھیرے سے کہنے لگے۔۔۔

"جاؤ دونوں دیکھ کر آؤ کہ تمہارے ابو کہاں ہیں۔ امی کہاں ہیں اور سروری کیا کر رہی ہے۔۔۔ سب کا پتہ کر کے آؤ۔۔۔"

سرمد کوئی بات کہیں اور سنی نہ جائے۔ گلی اور بلبل تو ان کے اشارے پر بھاگ پڑتی تھیں۔۔۔ ایسا ہی ہوا۔۔۔ سرمد کا فقرہ ابھی پوری طرح مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ دونوں تعمیل حکم کے لیے بھاگ اٹھیں۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟ کیوں سب کو پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟"

خود کو اور سرمد کو کمرے میں تنہا پایا تو عروج گھبرا گھبرا کر پوچھنے لگی۔

"انہیں یہاں سے بھگانے کے لیے۔ تم اکیلی ہمیں کبھی ملتی ہی نہیں۔۔۔"

"جی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟"

عروج سٹپٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم سے ایک کام تھا۔ اور آج اتوار کے دن ہم ہی سب سے پہلے صبح آئے ہیں جانتے تھے۔ تمہاری امی سو رہی ہوں گی۔ کرنل صاحب بھی ابھی خواب گاہ سے نہیں نکلے ہوں گے اور سروری باورچی خانے میں مصروف ہوگی۔۔۔"

سرمد بڑے دلآویز انداز میں مسکرا دیئے۔۔۔

"اور یوں شاید تم سے اکیلے میں بات کرنے کا موقع مل جائے۔۔۔ ٹھیک

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سوچا ہے نا ——؟"

سرمد کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور مدھم سے لہجے میں بیگانگت، پراسرار اور وارفتگی کی آمیزش ——!

"مگر ——"

عروج کو اپنی آنکھوں کی اس چمک اور لہجے کے اس انداز نے بے طرح گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا ——

"کام ——؟ اور مجھ سے ——؟"

پھر یکلخت ہی اس کے لہجے میں طنز ابھرا ——

"آپ بھول رہے ہیں — امی سے ہوگا ——"

"ان سے بھی ہے ——"

سرمد نے اس کے طنز کی طرف دھیان ہی نہیں دیا — بڑے معنی خیز انداز میں مسکرائے — پھر عروج کو کندھوں سے تھام کر واپس صوفے پر بٹھا دیا

سرمد کا یہ اقدام بالکل غیر متوقع تھا — سنبھلتے سنبھلتے بھی وہ لڑھک سی گئی — پھر سیدھی ہو رہی تھی کہ سرمد صوفے کی پشت پر دونوں ہاتھ ٹیک کر اس پر جھکے ——

دونوں کی پیشانیاں ایک دوسرے سے ٹکراتے ٹکراتے بچیں — پیشانیاں تو بچ گئیں — مگر گرم گرم سانسوں کا لمس — عروج کے سارے چہرے سارے وجود میں اک آگ سی لگا گیا ——

سیدھی ہوتے ہوتے وہ لڑکھڑا کر پھر صوفے کی پشت کے ساتھ ٹک گئی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کمرے میں تنہا تھی اور اس پر جھکے سرمد کے چہرے کی یہ مسکراہٹ بیحد عجیب تھی ۔۔ آنکھوں میں ایک انوکھی سی چمک لیے وہ بڑی بے خودی سے اسے تکے جا رہے تھے ——

ایک لمحہ ۔۔ دو لمحے ۔۔ تین لمحے ۔۔ پھر جانے کتنے لمحات یونہی بیت گئے ۔۔ ان کے بازو دونوں حصار عروج کے ارد گرد پھیلا تھا ۔۔ چپکے سے دلوں سے کھسک کر یہیں لگی تھی ۔۔ صوفے کی پشت کے ساتھ چپکی اس انتظار میں تھی کہ اسے راستہ ملے تو کمرے سے نکل بھاگے ——

مگر سرمد کو جانے کیا ہو گیا تھا ۔۔ وہ نہ پرے ہٹ رہے تھے اور نہ ہی وہ بات کر رہے تھے جو کرنا چاہتے تھے ——

راہداری میں قدموں کی آہٹ ہوئی تو عروج کے سارے حواس بیدار ہو گئے ۔۔ سرمد اب بھی یونہی اس کے گرد بازو پھیلائے جھکے کھڑے تھے ——

اگر اس لمحے کچھ نہ کیا تو وہ لمحہ سر پر کھڑا تھا جب بے گناہ ہوتے ہوئے بھی رسوائی اور بدنامی پلے پڑ جانا تھی ——

جلدی میں اور کچھ سوجھائی نہ دیا ۔۔ دونوں ہاتھ سرمد کے چوڑے چکلے سینے پر رکھے اور پوری قوت سے انہیں پیچھے دھکا دیا ——

وہ شاید اس کے متوقع نہیں تھے ۔۔ کچھ یوں بھی جیسے اپنے ہوش و حواس میں نہ تھے اچانک کے دھکے سے سنبھل نہ سکے ۔۔ پیچھے قالین پر جا گرے ——

عروج جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ——

اور ۔۔ عین اسی لمحے مہ لقا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوئیں ۔۔ سرمد نے گل اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بلبل کو صرف وہاں سے ٹالنے کے لیے اُمّی کے متعلق پوچھا تھا اور ان بیوقوفوں نے ا
کر فٹافٹ انہیں جگا دیا کہ انکل آئے تھے اور ان کا پوچھ رہے تھے ——

سرمد کا نام سنتے ہی وہ فوراً اُٹھ بیٹھی تھیں — شب خوابی کا لباس بھی نہیں بدلا
بس ذرا سا چہرے پر لیپ وغیرہ پھیرا، بالوں کو دُرست کیا اور ڈرائینگ روم
میں چلی آئیں — اور ——

"ارے —!"

وہ حیرت زدہ سی وہیں دروازے میں ہی کھڑی رہ گئیں — عجیب سا منظر
تھا — عروج کھڑی تھی اور اس کے قدموں میں دلبرادہ سرمد پڑے تھے —

"یہ — یہ آپ یہاں نیچے قالین پر کیوں لیٹے ہیں — اور عروج!
تم یہاں کیا کر رہی ہو —؟"

"میں — میں — وہ ——"

عروج صرف ہکلا کر رہ گئی — جانے کیوں امّی کے سامنے اس کی ساری دلیری
اور ذہانتیں جواب دے جایا کرتی تھیں ——

"یہ اس جگہ کی صفائی کر رہی تھی اور ہم ——"

سرمد اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حواس دُرست کر کے بولے —

"آپ کو علم ہی ہے کہ اپنے گھر کے رکھ رکھاؤ اور ادب آداب سے بھاگ کر ہم
روز اسی لیے یہاں چلے آتے ہیں کہ بے تکلفی سے جہاں جی چاہے اُٹھ بیٹھ سکیں
ابھی ابھی یہاں ہم گل و بلبل سے کھیل رہے تھے ——"

سرمد عروج کے مضطرب اور سہمے سہمے سراپا کو دزدیدہ نگاہی سے دیکھ رہے تھے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس بیچاری بے قصور لڑکی سے شرمندہ بھی تھے کہ یہ پریشان کن لمحات ان کی وجہ سے اس پر سے گزر رہے تھے ——

اس وقت جانے انہیں کیا ہو گیا تھا —؟ خود وہ بھی سمجھ نہ سکے — ورنہ وہ تو ہمیشہ بڑے محتاط رہا کرتے تھے —

سرمد کی ہر بات کا مرصّع آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتی تھیں — چہرے پر پہلی غصّے کی لالی مدھم پڑنے لگی ——

"عروج! تم جاؤ اور چائے بنا کر لاؤ ——"

وہ خود بے تکلفی سے سرمد کے پاس ہی قالین پر جا بیٹھیں — ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی مگر عروج پر اٹھنے والی نگاہ کافی مشکوک اور خفگین تھی ——

معاملہ رفع دفع ہو گیا تھا — عروج نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے ماں کی طرف دیکھا اٹھائی ——

"چائے کے ساتھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

گھبرا کر اس نے نگاہیں جھکا لیں —

شب خوابی کے مہین پیازی لباس میں مرصّع کا عمر کی نسبت سے بہت زیادہ جوان جسم دعوتِ نظارہ اور دعوتِ معصیت دے رہا تھا —

شرم و حیا نے جیسے اس کے پاؤں وہیں پیوست کر دیئے ——

انہیں اس لباس میں وہاں نہیں آنا چاہیئے تھا — وہاں نہیں آنا چاہیئے تھا — ایک نوجوان، پُرکشش مگر غیر مرد کے سامنے — تو کیا — کیا انہیں اس سے کوئی حجاب نہ تھا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گویا امّی کا یوں بے حجابانہ سرمد کے سامنے چلے آنا ان دونوں کے غلط قسم کے تعلقات کی ایک اور دلیل تھی۔ ایک اور ثبوت ——!

او میرے خدا —! امّی — امّی —!! آپ تین لڑکیوں کی ماں ہیں — آپ ایک محبت کرنے والے شوہر کی بیوی ہیں — آپ کے پاؤں جن بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں انہیں مت توڑیئے — ان کی لاج قائم رکھیے ——

یہ بڑے خوبصورت اور بڑے مقدس بندھن ہیں — انہیں میں بندھے رہنے سے آپ کی عفت، آپ کی عزت و آبرو اور آپ کی بقا ہے ——

سینے کے اندر یکدم عجیب سی ہلچل مچ گئی ——

عروج! شاباش میں نے چائے بنانے کے لیے کہا تھا اور تم ابھی تک وہیں سے یہیں کھڑی ہو ——

مرغلقا کی خشم آلود آواز کان میں پڑی ——

اور — اب جو عروج کی نگاہیں ان دونوں کی طرف اٹھیں — تو ان میں صرف نفرت ہی نفرت تھی — ماں کے لیے بھی اور سرمد کے لیے بھی —!!

معاشرے کی پیشانی پر دونوں ہی ایک کلنک تھے — بدنما داغ ——

سرمد اسی کی جانب دیکھ رہے تھے — نظریں نظر ٹکرائی تو جانے آنکھ سے کیا اشارہ کیا ——

عروج نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی — نہ ضرورت سمجھی ——

"لوفر — لفنگا — آوارہ ——!!"

سارا غصہ سرمد ہی پر اترا — جی ہی جی میں اسے گالیاں اور کوسنے دیتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے کمرے سے باہر نکل گئی ——

چائے تیار ہوئی تو ابو کا خیال آگیا ۔ گیارہ بجنے والے تھے ۔ ابھی تو انہوں نے بھی ناشتہ کرنا تھا ۔ چپکے سے ان کے کمرے میں چلی گئی ——

کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ ابو خود ہی وہاں موجود رہا کریں جہاں امی ہوتی تھیں ۔ پھر کسی کی کیا مجال ہو سکتی تھی جو میلی آنکھ سے اس کی ماں کی طرف دیکھے ——

"ابو ناشتہ تیار ہے ۔ ادھر ڈرائنگ روم میں آجایئے ——"

"ڈرائنگ روم میں کیوں ——؟"

ابو نے لیٹے لیٹے کسلمندی سے پوچھا ——

ان کے انداز اور سرخ سرخ آنکھوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ پوری رات جاگتے رہے تھے ——

"وہ —— عروج گڑبڑا گئی ——

کیا سرمد کے وہاں موجود ہونے کے متعلق بتا کر ابو کو مزید دکھی کرے ——

پہلے ہی وہ کیسے ویران اور اجڑے اجڑے سے دکھائی دے رہے تھے ——

بیچارے ابو ! کس طرح ان سب لوگوں نے ان کی زندگی برباد کی ہوئی تھی

"تم نے بتایا نہیں بیٹی —— ڈرائنگ روم میں ناشتہ کیوں لگوانے ——؟"

"ایسے ہی ابو ——"

پھر خود ہی اس نے انہیں ڈرائنگ روم میں لے جا کر ناشتہ کرانے کا ارادہ بدل دیا ۔ اچانک اسے یاد آگیا تھا کہ امی وہاں ایسے ہی وقت میں سرمد کے سامنے بیٹھی جو انتہائی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

قابلِ اعتراض تھا — اور ابّو کی پریشانیوں میں اور اضافہ ہو جاتا تھا ——

"اچھا پھر ابّو! آپ آرام کیجئے — میں آپ کے لیے یہیں ناشتہ لے آتی ہوں"

وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی — جو چائے امّی کے حکم پر تیار کی تھی جا کر ابّو کے پاس میز پر لگا دی ——

"دیکھئے ابّو! یہ انڈا — یہ توس — اور یہ مکھن ہے — یہ سب کچھ ختم ہو جانا چاہئیں — آپ اپنی خوراک کا بالکل خیال نہیں رکھتے — اگر کچھ بھی باقی بچایا تو آپ کی آپ سے ناراض ہو جائے گی ——"

لاشعوری طور پر ہی اپنی ماں کا کردار وہ ادا کر رہی تھی ——

کسی طرح ابّو کے ذہن کو ان پریشانیوں سے چھٹکارا ملے — بیٹیوں ہی کی تو ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ گھر میں اپنے وجود کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے زندگی میں دلچسپی لیں ——

انگلی کھڑی کر کے انہیں سمجھانے والے اس کے اس انداز پر ابّو کو بے اختیار ہنسی آ گیا — مسکراتے ہوئے اُٹھ بیٹھے ——

"جیتی رہے میری بیٹی —!"

میز کو اپنی جانب کھینچتے ہوئے وہ بڑبڑائے — پھر اچانک کچھ سوچ کر باہر جاتی جاتی عروج کو پکارا ——

"عروج بیٹے —!"

"جی ابّو —!"

وہ واپس پلٹ آئی ——

"تمہاری امّی نے ناشتہ کر لیا —؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ ——!"

عروج ٹھٹھک گئی ——

یہ محبت کی انتہا تھی — امی نے کبھی ناشتے پر کھانے پر ابو کے متعلق سوچا بھی نہیں تھا — بلکہ — بلکہ جب بھی موقع ملا — انہیں ڈھنکار دیا ——

مگر — کمال کی چاہت ابو کی تھی — ہمیشہ امی ہی کا فکر رہتا — ان کی بے پروائیوں کے باوجود ان کی ٹھوکروں کے باوجود ہر وقت ان کی طرف سے لگے رہنے والے طعنوں کے باوجود ——

ان کے ذہن میں انہیں کی سوچ تھی — انہیں کا خیال تھا اور انہیں کا فکر تھا — جی تو چاہا کہ انہیں کہہ دے ——

"ابو! آپ وفا و محبت ایسے انمول موتی غلط جگہ لٹا رہے ہیں ——"

مگر اسی مصلحت اور ابو کے احترام نے زبان پکڑ لی — کیا فائدہ — ؟ کچھ کہہ کر انہیں دکھی کرنے کا اور احساس بڑھانے کا — وہ تو ان کے دکھ سمیٹنا چاہتی تھی وہ تو ان کے ہر دم بھنچے رہنے اور مسکراہٹوں سے عاری لبوں پر تبسم مچلتے دیکھنا چاہتی تھی ——

"وہ ابو! نہیں — ابھی نہیں کر چکیں ——"

"تو یہی سب کچھ لے جاؤ — میرے لیے سادہ چائے ہی کافی ہے ——"

"نہیں ابو — وہ تو ابھی سو رہی ہیں ——"

عروج بڑی مشکل سے جھوٹ بول پائی تھی — لیکن ابو کی دلداری اور تسلی کی خاطر جھوٹ سے بھی کوئی بڑا گناہ کرنا پڑتا تو شاید کر گزرتی — کیونکہ آج کل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے ابو پر بہت ترس آرہا تھا ——

ایک انسان کو دوسرے سے ایسی ڈوب جانے والی محبت ہو اور دوسرا اس میں اسے دھتکارے — ٹھوکر پر ٹھوکر مارے — تو دل کتنا دکھی اور زندگی کتنی ویران ہو جاتی ہے ——

یہ اسے اندازہ تھا۔ ابو کے دکھوں کا اسے احساس تھا — تبھی آج کل وہ بھی ابو کی دلداری کیا کرتی — ان کا خیال رکھا کرتی ——

آگے بڑھ کر اس نے خود توسوں کو گھن لگایا اور ابو کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے دھیمی دی ——

"اگر آپ نے اچھی طرح ناشتہ نہ کیا تو میں بھی نہیں کروں گی —"

"ارے! تو میرے بیٹے نے بھی ابھی تک ناشتہ نہیں کیا —"

وہ شفقت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے ——

"آؤ میرے ساتھ بیٹھ جاؤ — اصل میں تمہاری امی آلو اکو دیر تک سوکر جیل سناتی ہیں نا — یہ لو —"

ابو نے اس کے ہاتھ میں زبردستی ایک توس دے دیا — ابو کی خوشنودی کی خاطر عروج کھڑے کھڑے ہی کھانے لگی اتنی محبت سے انہوں نے دیا تھا — انکار کیسے کرتی ——

اندر سے ڈور بجی رہی تھی کہ امی کو ابھی تک چائے نہیں پہنچائی تھی حکم عدولی وہ برداشت نہیں کر پاتی تھیں — کہیں شور مچاتیں ادھر ہی نہ آجائیں اور اس نے ابو کو نہ سہی امی کی آمد کا بتایا تھا اور نہ ہی یہ کہ امی شب خوابی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لباس میں ہی ان کے پاس تشریف فرما تھیں — بلکہ اس نے تو سفید جھوٹ بول دیا تھا کہ امی ابھی تک محوِ خواب ہی تھیں —

جلدی جلدی دو لقموں میں ہی توس نگلتے ہوئے پھنسی پھنسی آواز میں بولی

"ارے! ادھر تو میں گل اور بلبل کو ناشتہ کرا رہی تھی —"

اور یہ بہانہ بنا کر ابو کی مزید پوچھ گچھ سے بچ بچا باہر بھاگ گئی —

راہداری میں ہی امی مل گئیں —

"تم تو چائے بنانے آئی تھیں —؟"

دونوں ابو کے کمرے سے نکلتے دیکھ کر تلخی سے پوچھنے لگیں —

"ابو کو بھی تو ناشتہ کرانا تھا —"

عروج نے دبی آواز سے جواب دیا —

"ان کا نہیں بہت خیال ہوتا ہے — اور میں تو جیسے تمہاری سوتیلی ماں ہوں — میرا حکم کوئی حکم ہی نہیں — میں تو پتہ نہیں اس گھر میں کیوں رہ رہی ہوں —"

"امی! پلیز امی! ذرا آہستہ بولیے —"

عروج آواز دباتے ہوئے منت بھرے لہجے میں بولی —

"کہیں ابو سن لیں —"

"تو میں کیا کہہ رہی ہوں —"

وہ زور سے چیخیں —

"تم باپ بیٹیوں نے تو میرا جینا حرام کر رکھا ہے —"

"نہیں امی نہیں —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج نہیں چاہتی تھی کہ اس وقت بات بڑھے ۔ یا ابو کے کان تک امی کی آواز پہنچ کر اس کے بولے گئے جھوٹوں کا پول کھول دے ۔ اور ابو پھر دکھوں اور پریشانیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب ڈوب جائیں ۔۔۔

اتنے پیار اور اتنے شوق سے وہ ابو کو ناشتہ کرنے کے لیے تیار کر کے آئی تھی ۔ بڑے ہی دھیمے لہجے میں امی سے مخاطب ہوئی ۔۔۔

"آپ چلئے ۔ بس دو منٹ میں چائے پہنچی ۔۔۔"

عروج نے صرف ابو کی خاطر اپنے موڈ کو خوشگوار کرتے ہوئے چہکتی آواز میں

"امی! ایسی مزیدار چائے پلاؤں گی کہ بس ۔۔۔"

اور وہ باورچی خانے کی طرف بھاگ گئی ۔۔۔

وہاں سردی کی قسم کی سبزیوں اور گوشت کی نمائش لگائے بیٹھی تھی ۔

"ارے! یہ کس لیے ۔ کیا آج کوئی آ رہا ہے ۔۔۔؟"

"بیگم صاحبہ نے کہا تھا کہ شاید نواب صاحب یہیں کھانا کھالیں ۔۔۔"

"وہ بیشک کھالیں مگر یہ اتنا اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔؟"

چائے کے لیے کیتلی رکھتے ہوئے عروج ناگواری سے بولی ۔۔۔ امی کی ان فضول خرچیوں نے تو گھر کا بجٹ تباہ کر چھوڑا تھا ۔۔۔ سرمد نواب تھے ۔ مگر وہ تو نواب نہ تھے ۔ ان کے گھر میں تو وہی ابو کی نگی بندھی تنخواہ ہی آتی تھی ۔ جو ابو بڑے خلوص اور بڑے انصاف سے پوری کی پوری امی کے نام بینک میں جمع کرا دیتے تھے کہ گھر گرہستی انہوں نے ہی چلانا تھی ۔ انہیں خرچ کی تنگی نہ ہو ۔ وہ اپنی آرزوؤں اور اپنی خواہشات کے مطابق گھر کا سٹینڈرڈ قائم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر سکیں ——

اور امی — یوں اِدھر اُدھر فضول کے خرچوں میں سب کچھ اجاڑ چھوڑتیں — ایسے
ی لنسنگیں اور ایروں غیروں کی دعوتیں کرتی رہتیں — اپنے لباس اور میک اپ
ر بے تحاشا خرچ کر ڈالتیں ——

صحیح مقام پر ابّو کی کمائی بہت کم خرچ ہوتی — خود ان تینوں بہنوں کا لباس
ائی بہت زیادہ قیمتی نہیں ہوتا تھا بس تن ڈھانپنے اور تھوڑا سا امی کی ناک
کھنے والا معاملہ تھا ——

رہے ابّو تو ان کی امی کو پرواہ ہی نہیں تھی — نہ امی کو پرواہ تھی اور نہ وہ
و ہی اپنا خیال رکھتے تھے — قمیض کا کالر پھٹا ہوا ہے تو پھٹا ہی ہوا ہے — پتلون
کے پائنچے اُدھڑے ہوئے ہیں تو وہ اسی طرح چپ چاپ پہنے جا رہے ہیں —
ایک ایک سوٹ میں پورے کا پورا سردی کا موسم گزرا جا رہا ہے ——

وہ ایسے ملنگ ہو کر رہ گئے تھے ——

اور مزے کی بات یہ تھی کہ کبھی ان کی زبان پر حرفِ شکایت بھی نہیں آیا تھا
کہ پیسہ پیسہ امی کے حوالے کرنے کے بعد ان کا حال تھا — کبھی کچھ نہیں کہتے تھے —
البتہ — ان سب حالات کے باوجود امی کی زبان پر اب بھی خرچ کی تنگی کا
رونا ہی رہتا تھا ——

دوسرے کرنلوں کی بیویاں گاڑیوں میں پھرتی تھیں — بڑی بڑی اور عالیشان
قسم کی کوٹھیاں ان کے نام تھیں مگر اک وہی بدقسمت تھیں کہ سرکاری بنگلے میں
رہتی تھیں اور دوسروں کی گاڑیاں مانگتی پھرتی تھیں — اپنا کچھ بھی نہیں تھا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج کے جی میں کئی بار آتا کہ ان کے غلط قسم کے اخراجات کا انہیں احساس دلا کر ان پر واضح کر دے کہ اگر وہ خود ٹھیک طرح اور اندازے سے خرچ کریں تو وہ بھی ایسی سب چیزوں کی مالک ہو سکتی ہیں ——

انہیں بھی کسی چیز کی کمی نہ ہوتی — ابو کا عہدہ بھی بڑا تھا اور اس کے حساب سے تنخواہ کم نہ تھی ——

امی کے تو اخراجات ہی ایسے تھے کہ ابو کی تنخواہ اس سے بھی کئی گنا بڑھ جاتی تب بھی انہیں یہ کچھ میسر نہیں آ سکتا تھا — ان کی غریبی تو اپنی پیدا کردہ تھی ——

"بیگم صاحبہ کا یہی حکم ہے عروج بی بی! کہ آج دوپہر کے کھانے پر چار سالن اور میٹھے کی ڈش ضرور بنے ——"

اور جب سروری نے جواب میں یہ سنا دیا تو عروج سوائے کھولنے اور کڑھنے کے کچھ بھی نہ کہہ سکی ——

"تو پھر ٹھیک ہے چائے کے ساتھ میں کوئی اور چیز بھی نہیں بناؤں گی!" وہ بڑبڑانے لگی ——

"اس وقت انڈے، توس اور مکھن وغیرہ اس کو ٹھنسا دیئے تو دو گھنٹے بعد یہ اتنے سارے کھانے کون کھائے گا ——!!"

"مگر بی بی! ناشتہ تو میں نے یہ تیار کر کے رکھا ہوا ہے ——"

"رہنے دو خالی چائے پئیں اور چھٹی کریں ——"

زبان کی تلخی کے علاوہ غصہ اس کے چہرے سے بھی عیاں ہو رہا تھا — یوں تو امی کا روز کا یہی طریقہ تھا مگر آج جو اسے زیادہ غصہ تھا تو اس کی بڑی وجہ امی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کامیاب خوابی کے لباس میں سرمد کے سامنے بے تکلف چلا جاتا تھا ——
اس کے بس میں ہوتا تو ان دونوں کو چائے بھی نہ دیتی۔ کھانا بھی نہ دیتی۔
شاید فاقوں سے ہی ان کی سرمستیوں کو کچھ ہوش آجاتا۔ کچھ دماغ ٹھکانے
لگتے — کہ جو کچھ ہو رہا تھا انتہائی نامناسب اور ناجائز تھا ——

پانی کے کھولنے کی آواز نے اس کے خیالات کا تانا بانا بکھیر دیا۔
چائے تیار کر کے ٹرے میں لگاتے ہوئے سروری سے ڈرائینگ روم میں
لے جانے کو کہا — خود اس کا اپنا جی اب وہاں جانے کو نہیں چاہ رہا تھا ——
"بی بی! جاتے جاتے ذرا خود ہی دے آؤ — دیکھو تو میرے ہاتھ قیمے
اور مرچوں میں کیسے لتھڑے ہوئے ہیں ——"

عروج غصے سے سروری کی جانب دیکھتے ہوئے ٹرے لیے باہر نکل گئی
اس سے عمر میں بڑی ہونے کا بہت ناجائز فائدہ اٹھایا کرتی تھی — اسی طرح
کہہ کر تقریباً آدھا کام اس سے کرالیا کرتی تھی ——

عروج کا موڈ درست ہوتا تو خود ہی خوشی خوشی کر دیتی — نہ ہوتا تو نک بھوں
چڑھا کر غصے سے اسے دیکھ کر دیتی۔ انکار کبھی نہ کرتی ——

بڑی مروت اور بڑی خدا ترسی اس کے جی میں تھی — اکثر سوچتی کہ یہ بھی
اسی کی طرح کسی کی بیٹی تھی جو مصیبت پڑنے پر غیروں کی نوکریاں کرتی پھر رہی
تھی — خدانخواستہ اگر خود اس پر ایسا وقت آن پڑتا تو — تو ——

پھر آگے اس کی سوچیں پریشان ہو جاتیں — تب وہ اکثر اس کا ہاتھ بٹا دیا
کرتی — اور اس سے بڑی نرمی سے پیش آیا کرتی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چائے لیے وہ ڈرائینگ رُوم میں داخل ہوئی تو سَرمد نے جلدی سے اُٹھ کر اس کے ہاتھ سے ٹرے لے لیا ——

"ارے آپ رہنے دیں — وہ لا تو رہی ہے ——"

مُہ لقا بڑے انداز سے قالین پر نیم دراز تھیں — عروج کی جگہ ہیں مارے شرم کے ان کی طرف نہ اُٹھ سکیں ——

"کوئی حرج نہیں ——"

سرمد مُسکرائے ——

"جانے آپ ہمیں اتنا نکما کیوں سمجھتی ہیں —؟"

"آپ کو نکما نہیں سمجھتی — آپ کی حیثیت جانتی ہوں ——"

"ہم صرف انسان ہیں — آپ سب جیسے انسان ——"

سَرمد کے چہرے پر صداقت و سادگی کے بڑے خُوبصورت رنگ بکھر رہے تھے ——

"یہی ہماری حیثیت ہے ——"

کیسا حرفوں کا بنا ہُوا شخص ہے ——"

عُروج کیٹلی نگاہ سے انہیں دیکھتے ہوئے واپس چل دی ——

"سُنو عروج —!"

مُہ لقا نے اسے پیچھے سے پُکارا ——

وہ پلٹی — مگر وہیں ان سے دُور ہی کھڑی رہی ——

"سَرمد کہتے ہیں کہ ان کی بجیا ہمیں یاد کر رہی تھیں ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"شکریہ ——!"

عروج نے اِنتہائی رُوکھے پھیکے لہجے میں صرف اتنا ہی کہا ——

سَرمد نے چونک کر اس کی جانب دیکھا ——

کیسی بے لحاظ اور بے مروّت لڑکی تھی —— کسی کے خلوص کا جواب کس رکھائی سے دے رہی تھی ——

سَرمد اس کے جُھکے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہی رہ گئے ——

"پھر آج سہ پہر کو تیار رہنا ——"

"کیوں ——؟"

عروج چونکی ——

"اُن سے ملنے نہیں جانا ——؟"

جواب تو اس کا نفی میں تھا مگر زبان سے وہ ادا نہ کر سکی ——

یوں دوٹوک جواب دے دینے پر امّی نے کسی کی موجودگی کا لحاظ کیے بغیر اسے بے نقط سنا ڈالنا تھیں ——

خاموش کھڑی قالین کے پھولوں کے چاروں طرف چپل کے ساتھ بے نشان حاشیے کھینچتی رہی ——

"پھر چار بجے تیار رہنا ——"

اُمّی نے دوبارہ تاکید کی ——

"مجھے آج کالج کا بہت کام ہے ——"

کھُلم کھُلا انکار کرنے کی بجائے عروج نے بہانہ بنایا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"واپس آکر کرلینا ——"

امّی نے چائے پیالیوں میں انڈیلتے ہوئے بے پرواہی سے کہا ——

"یوں بھی بی۔اے یا ایم۔اے پاس کرلوگی تو تم کو نہ سوشل ہو جاؤ گی یا تمہیں کوئی تمیز آجائے گی ——"

"ویسے بیگم تو قیر ——!"

سرمد کے ہونٹوں پر بڑی شوخ سی مسکراہٹ لہرائی اور چمکتی آنکھوں اور دمکتے چہرے کے ساتھ عروج کی جانب دیکھتے ہوئے ایکدم بولے ——

"ہم اکثر سوچتے رہتے ہیں کہ آپ تو اتنی شائستہ اور ایسی سوشل اور تمیزدار ہیں مگر یہ آپ کی بیٹی ——!"

"آپ اپنے سے ہی مطلب رکھا کیجئے ——"

عروج ایکدم انگارہ بن کر دھک اٹھی —— ان کی بات کاٹتے ہوئے تلخی سے بولی ——

"میں بدتمیز ہوں یا غیر شائستہ —— آپ کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے ——"

"اوہنوں ——!"

مہ لقا نے گھور کر عروج کو دیکھا —— جیسے اسے اس کی اور سرمد کی حیثیت کا احساس دلانا چاہتی تھیں ——

عروج کی زبان سے کچھ بعید بھی نہ تھا —— وہ ان کے منع کرنے پر کچھ اور آگے نکل جاتی —— اسی لیے مزید کچھ کہنے کی بجائے اس کی طرف نظر پھیر کر ہولے سے سرمد سے مخاطب ہوگئیں ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"دیکھ لیجئے۔ اسی لئے میں اسے وہاں بھیجنے پر راضی نہیں ہو رہی تھی ——"

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں —— ہم تو مذاق کر رہے تھے ——"

آہستہ سے مہ لقا کو جواب دیتے ہوئے سرمد نے نگاہیں اٹھائیں۔ مگر۔ عروج وہاں سے جا چکی تھی ——

"آپ کی بیٹی لاکھوں کروڑوں میں ایک ہے بیگم تو قیر ——"

سرمد چائے کی چسکی لیتے ہوئے عجب سرشار سے لہجے میں بولے ——

"ہم نے بہت دنیا دیکھی ہے۔ آپ کو کیا علم کہ جب اس عمر کو لڑکیاں پہنچتی ہیں۔ تو وہ کیا ہوتی ہیں اور کیسی ہوتی ہیں ——"

"اور کچھ بھی ہوں —— بدتمیز نہیں ہوتی ہوں گی ——"

"اور اگر بدتمیزی ہی کسی کا جوہر بن جائے ——"

"کیا مطلب ——؟"

مہ لقا چونکیں ——

"ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایسی لڑکیاں ہمیشہ دل کی صاف اور کردار کی مضبوط ہوتی ہیں"

سرمد زیر لب مسکراتے ہوئے بولے ——

"وہ تو آپ نے ٹھیک کہا۔ ویسے دل کی بڑی صاف ہے ——"

آخر ماں تھیں۔ بڑے خلوص و چاہت سے اس کی تعریف کرنے لگیں ——

"یہ بھی تھوڑے عرصہ سے اسے کچھ ہو گیا ہے۔ ورنہ پہلے ایسی نہ تھی ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دوپہر کا کھانا عروج نے اپنے کمرے میں ہی کھایا۔ گل اور بلبل سے معلوم ہو چکا تھا کہ سردا بھی تک وہیں موجود تھے ——

یوں بھی اس کا اندازہ اسے کھانے کی چیزیں دیکھ کر ہو گیا۔ سب سالن اُمّی کے ہاتھ کے بنے ہوئے تھے اور بیحد لذیذ ——!

عروج نے صبح کا ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ دوپہر تک بس جلتی بھنتی ہی رہی تھی۔ صرف غصّہ کھانے کو ملا تھا اور کچھ نصیب میں نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھوک سے بھی کچھ زیادہ ہی کھا گئی ——

ابّو نے اپنے کمرے میں کھانا منگوایا تھا۔ سردی نے بتایا کہ وہ صبح کے کمرے سے نکلے ہی نہیں تھے ——

گل اور بلبل کو بارہ بجے ہی بھوک نے اتنا ستایا کہ کچے پکے سالن ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہی ہنڈیا سے نکلوا نکلوا کر کھاتی رہیں ——

یوں کھانے کی میز پر صرف امّی اور سرمد ہی تھے ۔ یہ سُن کر ایک بار پھر عروج کے تن بدن میں آگ دھک اٹھی ——

کھانے کی میز پر امّی کے ساتھ سرمد کی بجائے ابو کو ہونا چاہیئے تھا ۔ کیسے یہ شخص آ کر ان سب کا چھٹی کا دن غارت کر دیتا تھا ——!

کھانے سے فارغ ہو کر عروج کتاب لے کر لیٹ گئی ۔ اور اب پھر —— کتابیں نگاہوں کے سامنے تھیں اور دماغ ہمیشہ کی طرح سوچوں میں مصروف ہو چکا تھا ——

جوں جوں امّی کی عمر گزر ہی جا رہی تھی ان کے جوان بننے کی ہوس زیادہ سے زیادہ ہوتی جا رہی تھی ۔ عمر بڑھ رہی تھی مگر وہ اپنے رکھ رکھاؤ سے دن بدن کم عمر بنتی جا رہی تھیں ——

جانے امّی کیسی عورت تھیں ۔ ظاہر ہے رکھ رکھاؤ سے خود کو جوان بنا لینا کوئی ایسا مشکل نہ تھا ۔ مگر وہ تو ذہنی اور جذباتی طور پر جوان سے جوان تر ہوتی جا رہی تھیں ——

ایسے لگتا تھا جیسے کسی نوخیز دوشیزہ کی طرح تیز و تند جذبات اور خواہشات ان کے سینے میں مچلتی تھیں ۔ کچھ اسی قسم کا اظہار ان کی اداؤں سے ہوتا تھا ——

انگڑائی لے کر اٹھتیں ۔ کمر لچکا کر چلتیں ۔ بڑے انداز سے مسکراتیں ۔ اور سرمد کا نام تو اب یوں کھلم کھلا ان کی زبان پر رہنے لگا تھا جیسے کوئی بیڈ ماڈرن لڑکی اپنی سہیلیوں میں بیٹھ کر اپنے معاشقے کا تذکرہ کرے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ذرا کہیں جانے کا نام لیتیں جھٹ گاڑی حاضر کرا موجود ہوتے تھے۔ آج انہوں نے فلاں تحفہ دیا آج فلاں جگہ سیر کے لیے لے گئے۔ فلم دیکھی۔ ہوٹل میں کھانا کھایا۔۔۔۔۔

پھر اپنی اٹھتی جوانی کی خود ہی تعریفیں کرتی رہتیں۔ کہ یہ سب کچھ سرمد کے اپنے رکھ رکھاؤ اور سوشل ہونے کے متعلق بتاتی رہتیں۔ کہ یہ بھی سرمد ہی کا خیال تھا

دوسرے معنوں میں وہ سب پر یہ رعب ڈالنا چاہتی تھیں کہ وہ اب بھی اتنی جوان، اتنی خوبصورت اور با اخلاق تھیں کہ ایک وجیہہ و شکیل نوابزادہ ان پر فریفتہ ہو چکا تھا۔ ان پر مرمٹا تھا۔۔۔۔۔

اب تو ابو کی شکل دیکھے انہیں کئی کئی روز گزر جاتے۔ گل اور بلبل سے بات تک کرنے کا وقت نہ ملتا تھا۔ گھر کے کسی معاملے میں دخل دینے کی فرصت نہ ملتی

عروج سب کچھ دیکھتی۔ اندر ہی اندر سلگتی رہتی۔۔۔۔۔

ان اٹھتے طوفانوں کا سدباب کرنا چاہیئے تھا۔ کوئی عملی قدم اٹھا کر۔۔۔ یوں خاموش بیٹھے رہنے سے تو اس سیلاب نے بڑھتے ہی چلا جانا تھا۔۔۔ اور ساتھ۔ ساتھ بجانے کس کس کو بہالے جانا تھا۔ کس کس کی تباہی کا سامان بننا تھا کیونکہ۔ وقت کے ساتھ ساتھ گل اور بلبل بھی بڑی تیزی سے شعور کی منزل کی طرف رواں دواں تھیں۔۔۔۔۔

اب تو وہ کئی قسم کے سوالات اپنی آپی سے کرنے لگی تھیں "وہ فلاں انکل کس رشتے سے ہمارے انکل ہیں۔۔۔؟ ابو امی میں ہر وقت لڑائی کیوں ہوتی رہتی ہے۔۔۔؟ طوبیٰ کی امی اور ابو ہمیشہ اکٹھے ہمارے گھر آتے ہیں۔ امی اور ابو کہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کپڑے کیوں نہیں جاتے ۔؟ آپ امّی کی طرح اچھے اچھے کپڑے کیوں نہیں پہنتیں ؟
ں جیسے خوبصورت بال کیوں نہیں بناتیں ۔۔۔؟"
اور آخر میں ان کی تان مطلب پر آکر ٹوٹتی ۔۔۔۔۔
"ہمیں امّی جیسے فلاں کپڑے کا بیل باٹم سوٹ سلوا دیں ۔۔ امّی کے جیسے بال
ا دیں ۔۔ امّی کی طرح انکل سرمد کی گاڑی میں سیر کو لے جائیں ۔۔۔۔۔"
اب تو اسے ان بچیوں کی خاطر ہی جلد از جلد کچھ کرنا چاہیئے تھا ۔۔ وہ ماں
نقشِ قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش کر رہی تھیں ۔ اگر عروج درمیان میں
ہوتی تو اب تک جانے وہ کہاں تک پہنچ چکی ہوتیں ۔۔۔
عروج بڑی سنجیدگی سے سوچ رہی تھی ۔۔۔۔۔
امّی کو کس طرح روکا جا سکتا تھا ۔ کس طرح احساس دلایا جا سکتا تھا کہ گل اور
ں کے ناپختہ ذہنوں پر ان کے طور طریقوں کے کتنے تباہ کن اثرات ہو رہے
ے ۔ صاف صاف امّی کو کہہ بھی نہیں سکتی تھی ۔ اُلٹا امّی نے اس پر برس پڑنا تھا
بہت سوچنے کے باوجود اسے اس کا کوئی اور توڑ حل نہ سوجھائی دیا البتہ ایک
ل ذہن میں بجلی کی طرح کوند گیا ۔۔۔۔
سرمد کو اگر اس گھر میں آنے سے روک دیا جاتا تو شاید حالات بہتر ہو جاتے
ج کل تو کچھ ان کی وجہ سے ہی ۔ تنا بگڑے حالات تھے ۔۔۔
مگر ۔ ہمیشہ تکلیف ہی سہنے ۔۔۔۔
عروج نے ہر حربہ آزما دیکھا تھا ۔ ان سے بدتمیزی اور گستاخی سے بھی
ں آئی ۔۔ ڈھکے چھپے الفاظ میں بھی کہا ۔۔ بداخلاقی کا مظاہرہ بھی کیا ۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر وہ آنے سے باز نہ آئے ۔ پھر کیسے انہیں روکا جا سکتا تھا ۔

اس سوچ کے ساتھ اس کے ذہن کے کسی پرزے کونے سے اچانک سراج بجیا کا سادہ اور پُرخلوص سپکرا اُبھرا ۔۔۔۔۔۔

پہلی ہی ملاقات میں وہ اسے بیحد قابلِ اعتماد ہستی محسوس ہوئی تھیں ۔ جس دن سے ان سے مل کر آئی تھی ان کے طور اطوار اور باتیں کرنے کے مدھم دھیمے لہجے نے دل پر کچھ ایسے نقوش چھوڑے تھے کہ دوبارہ ان سے ملنے کی خواہش کئی بار سینے میں جاگی تھی ۔۔۔۔۔۔

یقیناً ان سے کچھ کرنے کی توقع کی جا سکتی تھی ۔ وہ اس قابل تھیں کہ مکمل رازداری اور سنجیدگی سے اس کے مسائل سنتیں اور پھر بہتر طریقے سے سر جوڑ کر پیچھے کھینچ لیتیں ۔۔۔۔۔۔

یوں بھی انہوں نے نفسیات میں ایم ۔ اے کیا ہوا تھا اور ان کا مطالعہ بھی بہت وسیع تھا ۔ سر جوڑ کر بیٹھیں ڈالنے کے علاوہ وہ عروج کے دوسرے مسائل یعنی امّی اور ابّو کے درمیان کھنچاؤ اور ان میں سے پیدا ہونے والے گھر کے حالات کو درست کرنے کے لیے اور بھی مفید مشورے دے سکتی تھیں ۔۔۔۔۔۔

عروج جن حالات کا کسی کے بھی سامنے اشارۃً کنایۃً بھی تذکرہ نہ کر سکتی تھی ۔ بجیا کے سامنے سب کچھ بر ملا کر دینے ان کے سامنے اپنا پیٹ ننگا کر دینے میں اس نے کوئی عار نہ سمجھی ۔ بے کرنے لگی تھیں "وہ"

کچھ ایسی ہی مقناطیسی شخصیت تھی بجیا کی ۔ اور اتنی بھروسے کے قابل وہ اسے محسوس ہوئی تھیں ۔۔۔۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس سوچ کے ساتھ ہی وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی ۔ کتاب وہیں رکھتے ہوئے جلدی سے گھڑی کی جانب نگاہ دوڑائی ——

پونے چار بج رہے تھے ۔ چار بجے امّی نے اسے سَرمد کے ہاں جانے کے متعلق کہا تھا ۔ پندرہ منٹ میں وہ بخوبی تیار ہو سکتی تھی ——

اس نے کرنا بھی کیا تھا ۔ چہرے پر پانی کے دو چھینٹے مارنا تھے اور لباس تبدیل کر لینا تھا ——

اسے نہ کوئی خاص ہیئر سٹائل بنانا تھا نہ ہی میک اَپ سے چہرے کی نوک پلک درست کرنے کے لیے مزید وقت درکار تھا ——

جلدی سے اُٹھ کر تیار ہونے لگی ۔ چار بجنے میں ابھی پانچ منٹ تھے کہ وہ فریش اَپ ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی ——

اک تنقیدی نگاہ سے اپنے سراپا کو گھورا ۔ سفید لیس کا کُرتہ سفید لٹھے کی بے داغ اور بے شکن شلوار اور سفید دوپٹے میں وہ واقعی خاصی مقدس اور پاکیزہ سی لگ رہی تھی ——

اپنی سادگی پر مطمئن ہو کر وہ مڑنے ہی لگی تھی کہ آئینے میں اپنے عکس کے ساتھ ہی ساتھ ایک اور شبیہہ اُبھری ——

نگاہیں وہیں جم گئیں ۔ تصاویر اس کا تصوّر تھا ۔ جس انسان سے نفرت ہو ۔ جس سے ہمیشہ تکلیف ہی پہنچے ۔ وہ ہر وقت دِل و دماغ پر سوار بھی ہوا رہتا ہے ——

"پھر ۔ کیا ارادہ ہے ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مدھم سی سرگوشی نے اُسے چونکا دیا۔ گھبرا کر پلٹی۔ سرمد تقریباً اس کے ساتھ ہی لگے کھڑے تھے۔ بدکنے کے انداز میں پرے ہٹ گئی۔

"تمہاری امی نے تو اجازت اسے بھی دی ہے۔ پھر آخر تمہیں جانے میں کیا عذر ہے۔؟ پاگل لڑکی! کبھی کبھار اس قید خانے سے باہر بھی نکل کر سانس لیا کرو۔"

سرمد کے چہرے پر شوخ سی مسکراہٹ ابھری۔

"کھلی ہوا میں تھوڑا وقت گزارنے سے ہی شاید تمہارے دماغ کی گرمی کچھ کم ہو جائے۔"

سرمد کی اس بات پر اسے غصہ تو بہت آیا مگر اس وقت پی گئی۔ موقع نہیں تھا۔ اگر ان سے لڑ پڑی تو ان کے ساتھ ان کے محل میں کیسے جائے گی۔؟

اور اس وقت وہ ان کے ہاں ان کی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ اپنی غرض سے جا رہی تھی۔ بجیا کے پاس پہنچنے کو اس بری طرح بے تاب تھی۔ جیسے وہاں پہنچتے ہی اسے مراد مل جائے گی۔ اسے سکون و اطمینان بھری زندگی کی بشارت مل جائے گی۔!!

"میں تیار ہوں۔"

جھکا ہوا سر تھا اور رخساروں پر جھکی جھکی پلکیں لرز رہی تھیں۔ بڑی مشکل سے آواز میں ملائمت پیدا کی۔

"کیا سچ۔؟"

سرمد نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اضطراری کیفیت میں زور سے جھنجھوڑ ڈالا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ ہم خواب تو نہیں دیکھ رہے — یا تم ہم سے مذاق تو نہیں کر رہیں —؟"
سرمد وفورِ مسرت سے دیوانے سے ہوئے بڑبڑائے ——

"نہیں — نہ یہ خواب ہے نہ مذاق — میں سچ مچ آپ کے گھر جا رہی ہوں —"

"تو چلو پھر — بسم اللہ —!"

سرمد نے بڑی بے تکلفی سے اس کا بازو تھام لیا — عروج نے ہولے سے
اپنا ان کی گرفت سے نکالتے ہوئے قدم بڑھائے —

"آج کوئی بہت ہی مبارک دن ہے — ورنہ ہم تو سمجھے تھے کہ اس دن کی
آج بھی زبردستی ہی کرنا پڑے گی —"

سرمد کا سارا وجود مسکرا رہا تھا ——

"بڑا نیک شگون ہے ——؟"

"کیا مطلب ——؟"

"کچھ نہیں — کچھ نہیں ——"

سرمد معنی خیز انداز میں مسکرائے جا رہے تھے ——

عروج سر جھکائے چپ چاپ ان کے ساتھ ساتھ برآمدے تک چلی آئی —
سامنے ہی پورچ میں سرمد کی خوبصورت مرسڈیز کھڑی تھی — جلدی سے آگے
بڑھ کر سرمد نے اس کا اگلا دروازہ کھولا ——

"نہیں — وہاں امی بیٹھیں گی ——"

عروج کا لہجہ طنزیہ تھا اور اس نے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھول لیا —

"تمہاری امی تو نہیں جا رہیں —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد کے جواب پر عروج وہیں ٹھٹھک گئی ——

"پھر کون کون جا رہا ہے ——؟"

"صرف تم ——؟"

سرمد کا چہرہ دمک اٹھا ——

"کیا ——؟"

وہ تقریباً چیخی ——

"گل اور بلبل بھی نہیں جا رہیں ——؟"

"نہیں ——"

"میں اکیلی ——؟"

"اکیلی کیوں ——؟ ہم جو ساتھ ہیں ——"

"مگر ——مگر امی نے اجازت دے دی ——؟"

"دے ہی دی ہے تو پیچھے سے اغوا کرنے کی بجائے یوں دیدہ دلیری سے کھلے بندوں لے جا رہے ہیں ——"

"مگر ——مگر ——"

اس کی سمجھ میں امی کی یہ حرکت نہیں آئی تھی —— کیسے اپنی جوان بیٹی کو ایک جوان مرد کے ساتھ تنہا بھیجے دے رہی تھیں —— جوان مرد بھی وہ، جو —— جو ——

اوہ ——! آخر ان کی عزت، ان کی حمیت کہاں چلی گئی تھی ——؟

صرف سرمد کی خوشنودی کی خاطر کیسا غلط قدم اٹھا رہی تھیں ——

اپنی عزت و حرمت کا انہیں خیال نہ تھا مگر بیٹی کا تو رکھتیں ——!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مائیں اس لیے ہوتی ہیں کہ اولاد کی اچھی تربیت کریں اور خصوصاً بیٹیوں کی عفت و عصمت کی خود نگہبان ہوں — خود محافظ ہوں ——

مگر یہ کیسی ماں تھیں — خود ہی تیل کو دیا سلائی دکھا رہی تھیں ——

"مگر — میں ....."

"اگر مگر کیا —؟"

سرمد نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اسے کھینچ کر اگلی نشست پر دھکیل دیا ——

"تم بیحد عجیب لڑکی ہو — اب یقیناً پھر کوئی نہ کوئی پھندے بھیجو گی —"

یہ کہتے کہتے سرمد نے خود بھی بیٹھتے ہوئے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کر دی —

عروج کے تو وہم میں بھی نہیں تھا کہ اس کا اکیلی کے جانے کا پروگرام بنا تھا اگر پہلے یہ معلوم ہوتا تو بجیا سے ملنے کی خواہش کو سینے میں ہی دبا لیتی — کچھ اور سوچتی کچھ اور کرتی — یوں سرمد کے ساتھ تنہا تو وہ گھر سے کبھی نہ نکل پڑتی ——

یکلخت وہ پورے حواس اور پوری آواز سے چیخ پڑی ——

"میں نہیں جاؤنگی — میں نہیں جاؤں گی ——"

"اب کیا ہو گیا —؟" "میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی —"

عروج نے صاف صاف کہہ دیا ——

سرمد نے گاڑی نہیں روکی — صرف ذرا سی گردن پھیر کر اسے گھورتے ہوئے قدرے حیرت سے بولے ——

"جانے تم ہمیں ہوا کیوں سمجھتی ہو ——"

"آپ — آپ ——!"

کوئی بڑا ہی تلخ لفظ، کوئی بڑی ہی کڑوی بات اور کوئی زہر بھرا جواب وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دینا چاہتی تھی ـــ مگر آواز حلق ہی میں ڈوب گئی ـــــ

وہ گھر سے کئی فرلانگ دور آ چکے تھے ـ اب واویلا یا کڑوی کسیلی بے سود تھی البتہ ـ اگر صحیح سلامت محل تک پہنچ گئی ـ تو بجا سے بات کرنے کا ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا ـــــ

"یوں خاموش بیٹھی ہو ـ کوئی بات کرو ـــ"

سرمد گنگنائے ـ مسکراہٹ بات بے بات ان کے ہونٹوں سے پھسل پھسل پڑ رہی تھی ـــــ

"آپ نے شاید مجھے حلوے کا نوالہ سمجھ رکھا ہے جو فاٹ آپ کے حلق سے اتر جائے گا ـــــ"

سرمد کے کہنے پر بات بھی کی تو زبان نے شعلہ ہی اگلا ـــ

"ارے نہیں نہیں ـــ ہم نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم چاٹ جیسی تیز مسالہ اور کافی جیسی کڑوی کسیلی چیزیں پسند کرتے ہیں ـــ"

سرمد اس کے طنز کو سمجھ نہ سکے ـــــ

"ایسی چٹ پٹی جنہیں ساری عمر کھاتے رہیں، پیتے رہیں مگر کبھی دل نہ بھرے" پھر جانے انہیں کیا سوجھا ـــ؟ عروج کی طرف جھک کر ہولے سے بولے

"ہم نے تو عروج رانی! اپنی پوری زندگی تمہارے قدموں میں ڈال دینے کا رکر لیا ہے ـــــ"

"کیا مطلب ـــ؟"

عروج چونکی ـــ گڑبڑائی ـــــ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مطلب یہ ہے کہ ریاست کے والی ہم اور ہماری تم ۔۔۔ اپنی کہ ۔۔۔ واسطے
ہیں ۔۔۔ تمام راج پاٹ ہی تمہارا ۔۔۔"

"جی ۔ جی ۔۔۔؟"

وہ مجسم سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ۔ جانے سرمد کیا کہتے چلے جا رہے تھے ۔

"اور اسی لیے آج ہم تمہیں اپنی امّی حضور کے پاس لے کر جا رہے ہیں ۔۔۔
چند روز سے ہماری شادی کی بات چیت ہو رہی تھی جہاں باقی سب نے ہمارے
لیے اپنی اپنی پسند کا اظہار کیا وہیں ہم نے بھی اپنی پسند، اپنا انتخاب، اپنی بجیا کو بتا دیا۔"

سرمد بڑی سادگی سے مسکرا رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"صاف ظاہر ہے ۔ یہ خالص ہمارا ذاتی معاملہ ہے اس لیے ہماری پسند کو سب
پر ترجیح دی جائے گی ۔ اور آج اس سلسلے میں تم وہاں لے جائی جا رہی ہو کہ ایک
بار امّی حضور بھی تم سے مل لیں اور ۔۔۔"

"مگر ۔۔۔۔۔۔"

کچھ حیا سے سُرخ ہوتے ہوئے اور کچھ غُصّے سے تلخ ہو کر عُروج نے سرمد
کی بات کاٹ دی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ میرے متعلق خود ہی فیصلہ کر لیں ۔۔۔"

"کیا ۔۔۔۔۔۔؟"

سرمد گڑبڑا گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"میرا مطلب ہے کہ آپ نے اپنی پسند تو بتا دی مگر اپنی ذات کے متعلق اپنی
زندگی کا اتنا اہم فیصلہ کرنے کا میں بھی کچھ حق رکھتی ہوں ۔۔۔ میری بھی کوئی پسند ناپسند

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے ——"

"تو کیا —؟ تو کیا —؟"

سرمد یکلخت زرد پڑ گئے — زبان یوں لڑکھڑائی کہ فقرہ بھی پورا نہ کر سکے اور سے ہو گئے — سٹیرنگ پر دھرے ہاتھ کپکپا رہے تھے ——

پھر قدرے توقف بعد بڑبڑانے کے انداز میں بہت ہولے سے بولے —

"ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ سب معصومیت کی ادائیں ہیں — یہ تمہارے مزاج کی تیزی تمہاری فطرت کی سادگی ہے — اگر — اگر یہ نہ سمجھتے تو — ہم یہ جسارت کبھی نہ کرتے ——"

گاڑی کی رفتار یکلخت آہستہ کرتے ہوئے سرمد جانے کہاں گم ہو گئے —

"تم پھر شاید یہ بھی نہیں جانتی ہو گی کہ ہم اس گھر میں صرف تمہاری خاطر جا رہے ہیں — پہلے دن بیگم توقیر کے اصرار پر ضرور چلے گئے تھے — مگر اس کے بعد وہ اسی گمشدگی کے عالم میں دور سڑک پر نگاہیں جمائے بڑبڑا رہے تھے —

"اس کے بعد — پھر جانے کیوں ہمارا ہر وقت وہیں موجود رہنے کو جی چاہنے لگا — شاید اس لیے ——"

عروج خاموش تھی —— اور سرمد بہت ہولے ہولے بولے جا رہے تھے جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہے تھے ——

"ہمارے محل میں سب ہماری عزت کرتے ہیں — بڑے بھی — چھوٹے بھی ہمارے پورے خاندان اور ارد گرد کے ملنے والوں نے بھی ہمیں ہمیشہ اونچا مقام دیا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سب طرف سے عزتیں اور آؤ بھگت پاکر ہم انسانی فطرت سے بہت دُور ہو گئے۔ بلکہ دُور ہونے پر مجبور کر دیئے گئے۔ ہمیں یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے ہم نارمل انسان نہیں ہیں ——

زندگی کی اس بیساختگی سے ہم محروم ہیں جو حیات کو تازگی اور حسن بخشتی ہے ہماری زندگی بیمد پھیکی اور بے مزہ تھی۔ اور تب — اچانک ہی — پھپکے سے ہی — ہماری اس بے مزہ اور پھیکی زندگی میں تم نے چٹکی بھر نمک ڈال دیا۔"

ذرا سی گردن موڑ کر سرمد نے خاموش میٹھی عروج کی جانب بڑی حسرت سے دیکھا ——

"پہلے ہی دن جب ہم تمہارے گھر گئے تو تم نے ہمیں نوابزادہ نہیں بلکہ ایک عام انسان کی حیثیت دی — انسان — جو کسی بادشاہ، نواب یا راجہ سے بہت ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے ——

تم نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہم ایک دولتمند ریاست کے والی ہیں — ہم پر زیادہ توجہ نہیں دی — اور اس لمحے — گویا ہمیں اپنی زندگی کی معراج مل گئی —"

"اور امی پر عنایات و التفات — وہ کیا تھا ——؟"

عروج کا جی چاہا کہ ان کے جھوٹ کو برملا کر دے — ان کی چاہت و محبت کی قلعی کھول دے — مگر — سوچ کے بعد اس کی زبان کھلنے سے پہلے ہی سرمد پھر بول پڑے ——

"پھر ہم اپنا زیادہ وقت وہیں اس گھر میں گزارنے لگے — کبھی کسی بہانے کبھی کسی بہانے — امی حضور سے جھڑکیاں بھی کھائیں — مگر جانے ہمیں کیا ہو گیا تھا —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

حلق میں جیسے کچھ اٹکا جا رہا تھا — سرمد نگلتے ہوئے بولے چلے گئے —

"گل اور بلبل جیسے دو ننھے فرشتوں نے ہمارے ساتھ کھیل کر — ہمیں گھوڑا بنا کر ہمارے ساتھ کشتی لڑ کر — ہم سے چھین جھپٹ کر کے کھا کر ہمیں کسی اور ہی دنیا میں پہنچا دیا ——

وہ دنیا — جو اتنا مالدار ہو کر — ایک ریاست کا والی ہو کر بھی ہمیں میسر نہیں آئی تھی ——

پھر — تمہاری نوک جھونک — بلا لحاظ ہم سے کبھی کبھی گفتگو کرنے کے انداز نے ہمیں عجب سی لذتوں سے روشناس کیا ——

اصل زندگی تو ایسی ہوتی ہے — حسین اور پُرمسرت زندگی تو یہی ہے — ہم آج تک کہاں کھوئے ہوئے تھے —— کس سراب کے پیچھے چلے جا رہے تھے — اور تب — تب ہم زندگی کے ان نخلستانوں میں جا پہنچے جن کی ہماری رُوح ازل سے متلاشی تھی — پھر وہاں ہم اپنا آپ بھی کھو بیٹھے — اور نہ صرف اپنا آپ ہی بلکہ ہوش و حواس بھی گم کر بیٹھے ——"

ایک بار پھر عروج کا یہ پوچھنے کو جی چاہا ——

"اور امی کا کردار کیا ہے اس فسانے میں ——؟"

مگر اسی غیرت اور اسی عزتِ نفس نے زبان نہ کھولنے دی — وہ نقاب اٹھا تو ایسا نہ ہو سب کچھ ہی بے نقاب ہو جائے — وہی بات کھل کر سامنے آ جائے جو وہ خود اپنے آپ پر بھی کھولنا نہیں چاہتی تھی ——

"تمہیں پانے کے لیے ایک خوبصورت، پُرلطف اور پُرمسرت مستقبل سے اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یت کو سجانے کی خاطر ہم نے تمہاری امّی کا سہارا لیا — وہ بیچاری اچھی خاتون ہیں — انہوں نے ہمیں وہی مقام دے دیا جو ہم نے حاصل کرنا چاہا — بالکل اپنے بچوں کی طرح وہ ہمیں چاہتی ہیں — اسی بے تکلفی اور محبت سے وہ ہم سے پیش آتی ہیں جس طرح کوئی ماں اپنے حقیقی بیٹے سے —!"

عروج کے کانوں میں جیسے کوئی پگھلا ہوا سیسہ انڈیلے جا رہا تھا — اس نے گھبرا کر سرمد کی طرف دیکھا — ان کے پورے چہرے پر خلوص و صداقت کے رنگ بکھرے ہوئے تھے — دھوکے اور فریب کی تاریکی کا کہیں شائبہ تک نہ تھا ——

یہ سرمد کیا کہہ رہے تھے — ؟ کیا کہہ رہے تھے — ؟ عروج کا سر چکرانے لگا۔

سرمد اس کی امّی کو مثل ماں ہی کے سمجھتے تھے — اسی لیے ان کی عزت کرتے تھے، ان کا احترام کرتے تھے — ان کی ہر خواہش کے آگے سر جھکا دیتے تھے — خود اس کی خاطر — خود اُسے پانے کے لیے ——

اور — اور وہ کیا سمجھ رہی تھی — ؟ کیسی خراب تھی وہ — ! کیسی غلط سوچ تھی اس کی ——

مگر — امّی — وہ اپنی ماں کو بھی جانتی تھی — بہت اچھی طرح — ان کے خیالات کا اسے علم تھا — وہ تو کبھی کسی کی ماں نہ بنیں — انہوں نے تو کبھی بھی کسی سے اولاد کی طرح محبت نہیں کی تھی ——

ان کا بس چلتا تو ان تینوں بیٹیوں کو جو بھولے سے جنم دے چکی تھیں اس سے بھی منکر ہو جاتیں — انہیں تو غیر شعوری طور پر خود کو جوان اور کنواری دوشیزہ ظاہر کرکے سکون ملتا تھا — اطمینان نصیب ہوتا تھا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور پھر — جہاں ایسے حالات تھے وہاں سرمد سے اولاد جیسی محبت —
ناممکن — ! وہ تو — وہ تو ——

"اوہ خدا — ! یہ سب کیا ہے — ؟ میں پاگل ہو جاؤں گی — میں پاگل ہو جاؤں گی ——"

عروج نے بڑبڑاتے ہوئے ہاتھوں میں سر تھام لیا — پھر اسے خود پر بھی اختیار نہ رہا — ٹپ ٹپ رخساروں پر آنسو بہنے لگے ——

خود کو بھی قصوروار اور گناہگار سمجھ رہی تھی — اتنا عرصہ دل میں کیا کیا سوچتی رہی تھی — اور معاملہ بالکل اس کے برعکس نکلا — انہیں جھوٹا تصور کرنا بھی محال تھا —

ایک تو سرمد کے چہرے سے ہی خلوص و صداقت مترشح تھا — جیسا وہ کہہ رہے تھے سچ ہی لگتا تھا — دوسرے ان کی خاندانی شرافت اور نجابت کی تو خود وہ بھی گواہی دے سکتی تھی ——

اس نے ان کے سارے گھر والوں کے طور و اطوار دیکھ لیے تھے اس محل میں تربیت پانے والا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا جیسا وہ آج تک انہیں سمجھتی رہی تھی — یہ اس کی زیادتی تھی — سراسر زیادتی ——

البتہ امی کے انداز ضرور غلط تھے — اور انہیں کے حساب سے اس نے سرمد کو بھی گناہگار متصور کر لیا تھا — آنکھوں سے کچھ دیکھے بغیر ——!!

پشیمانی نے، ندامت کے احساس نے اس کے آنسوؤں میں اور بھی روانی پیدا کر دی — وہ سسکیاں بھر رہی تھی ——

سرمد گھبرائے — گاڑی کی رفتار پہلے ہی بہت کم تھی — سڑک کے ایک کنارے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے ساتھ لگا کر کھڑی کرتے ہوئے گھوم کر دیکھا — عروج ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی — گھبراہٹ اور بھی سوا ہو گئی —

یہ تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسے حالات پیش آجائیں گے — عروج کو شادی کی اس خلوص بھری درخواست پر کوئی اعتراض ہونا تھا — حد سے زیادہ پریشان ہو اٹھے —

"ہمیں معاف کر دو — اب ہم ایسی کوئی بات نہیں کریں گے —"

پھر انہوں نے پشیمان ہوتے ہوئے سچ مچ اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے — اور گھبرا گھبرا کر جیسے صفائی پیش کرنے لگے —

"یقین کرو — یہ خواہش ہم نے بہت اچھی طرح اپنے دل کو ٹٹول کر اور پوری خلوصِ نیت سے کی تھی — ہمارے من میں کوئی میل نہ تھا — جانے تم کیوں برا مان گئیں —؟"

عروج کے آنسو بہے ہی چلے جا رہے تھے — سرمد نے ہاتھ جوڑے — صفائی پیش کی — نادم ہوئے — تب بھی اس کے آنسو نہیں تھمے —

سرمد کی اس جسارت پر خفگی ہوتی تو تھمتے نا — باعزت طور پر کسی سے شادی کی درخواست کرنا کوئی نامناسب بات بھی نہیں تھی —

سرمد جوان تھے — سمجھدار تھے — اور انہیں اپنی زندگی کا ساتھی منتخب کرنے کا پورا پورا حق حاصل تھا —

خود وہ بھی اب عمر کی اس منزل پر آ چکی تھی کہ کوئی اس کا خواستگار ہو سکتا تھا کسی کی نظرِ انتخاب اس پر پڑ سکتی تھی — کہ وہ بھی اب شادی کے قابل تھی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر اسے تو رونا اس بات پر آئے جا رہا تھا کہ وہی شخص اس کی ماں کا منظورِ نظر تھا جو اس کا ہاتھ تھامنے کے خواب دیکھ رہا تھا ——

بڑی شرافت سے سرمد نے اپنے مُدعا کا اظہار کیا تھا — انتہائی خلوص سے انہوں نے اسے چاہا تھا — مگر — مگر ان کے گھر کے حالات —— !

وہ عجب کش مکش میں مُبتلا تھی ——

کاش ! آج وہ سرمد کے ساتھ آئی ہی نہ ہوتی — اُنہوں نے یہ سب کچھ کہا ہی نہ ہوتا — اس نے کچھ سُنا ہی نہ ہوتا — سرمد سے اسے نفرت تھی — نفرت، نفرت ہی رہتی — اس میں ہمدردی کا عنصر شامل نہ ہو پاتا ——

"تم نے کہا نا عروج ! ہمیں مُعاف کر دو —"

سرمد نے منت سے اس کے ہاتھ تھام لیے ——

"پلیز ! چپ ہو جاؤ — آئندہ ہمارے منہ سے تم ایسی بات کبھی نہیں سُنو گی —"

وہ ملتجی لہجے میں کہے جا رہے تھے ——

"ہم نادم ہیں — ہم نے تمہیں اپنا اور صرف اپنا جان کر بہت بہت ستایا ہے آئندہ یہ سب کچھ نہیں ہوگا ——"

عروج نے بھیگی بھیگی پلکیں اُٹھائیں — سرمد کے پُرکشش چہرے پر پشیمانیوں کے سائے تھے — خوبصورت آنکھوں میں سچائی اور خلوص کی چمک تھی اور انداز میں وہی خاندانی شرافت ——!!!

اچانک — بالکل اچانک ہی عروج کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندگیا وہ سرمد کے اس خلوص و چاہت بھرے پیغام کو قبول کرلے — ان سے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ئی لگاؤ کوئی اُنس نہ تھا۔ بلکہ نفرت ہی تھی۔ اس کے باوجود ان سے شادی کر
ی حامی بھر لے ——

اس فیصلے کی تہہ میں نہ ان کی دولت و ریاست کا خیال تھا۔ نہ وجاہت و
یکن کا ——!!

خیال آیا تھا تو صرف اس لیے کہ سرمد راستے سے نکل جاتے۔ امّی کے خیالوں
ور ابّی کی دُنیا سے دور ہو جاتے تو شاید امّی اور ابّو اور گل و بلبل کی زندگی سنور
جاتی ——

عروج سے رشتے کی بات چلے تو امّی کو یہ احساس ہو جائے کہ اُن کا وقت بیت
چکا تھا۔ اب ان کی بیٹیوں کا زمانہ تھا۔ اب اُنہیں اپنے یہ طور اطوار چھوڑ دینا چاہئیں
تھے ——

انہیں اسی طرح سکون و اطمینان نصیب ہو سکتا تھا۔ ابّو کی دُنیا ہی ان کی محفوظ ترین
پناہ گاہ تھی ——

بہت جوانی گزار لی۔ بہت سا سے عیش کر لیے۔ اب انہیں اپنی لڑکیوں کے
لیے خود کو وقف کر دینا چاہیئے تھا۔ ابّو کے ساتھ مل کر انہیں ان کے بہتر مستقبل
کے لیے کچھ سوچنا چاہیئے تھا اور زندگی کے اہم فیصلے کرنا چاہئیں تھے ——

وہ سرمد کے پیچھے لپکتی رہیں اور سرمد ان کی بیٹی کی خاطر ان کے گھر میں آتے
رہے۔ یہ ان کے جوان بننے کے شوق پر بہت بڑا تازیانہ ثابت ہو سکتا تھا۔

یہ چوٹ۔ امّی کی مصنوعی جوانی کی اَنا کو لگی یہ ٹھوکر۔ انہیں ان کی گھر گرہستی
کی طرف واپس موڑ سکتی تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گیوں بھی ۔ اور کچھ نہیں تو داماد والی ہو کر بیٹی ہی کی عزت و وقار کی خاطر شاید پھر وہ خود کو بدل لیں ۔ اونچے اور نوابی خاندان سے ناطہ جوڑے تو اس کا لحاظ کرتے ہوئے ایسے چلن چھوڑ دیں ——

" ہاں ۔ زندگی کا یہ نیا رُخ ، نیا موڑ امی کو بدل سکتا تھا ۔ یقیناً ۔ یقیناً ——

عروج بیحد پُر اُمید تھی ——

" اچھا ! تم چپ ہو جاؤ ۔ ہم تمہیں واپس لیے چلتے ہیں ——"

سرمد نے سٹیرنگ کو تھام لیا ۔ چہرے پر بڑی کربناک اور درد بھری مسکراہٹ تھی

" یقین کرو گی ——؟ اس مختصر سی زندگی میں ہی ہم بہت سی لڑکیوں سے مل چکے ہیں ایک سے ایک خوبصورت تھی ۔ ماڈرن تھی ۔ اور تقریباً سب کی سب خود ہی ہماری جھولی میں گرنے کو تیار بھی تھیں —— مگر ——"

عروج اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے سرمد کی بڑبڑاہٹ سن رہی تھی ——

" مگر ۔ ہم نے شرافت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا ۔ پانی میں رہ کر بھی ہم نے اپنا دامن تر ہونے سے بچائے رکھا ۔ یوں بھی ۔ نجانے کیوں ——؟ کوئی ہمارے مَن کو اسطرح نہیں بھائی جس طرح تم ہمارے تن مَن میں بس گئیں ——"

اس لمحے غیر ارادی طور پر عروج کی نگاہیں سرمد کی آنکھوں کی طرف اُٹھ گئیں عجیب سی ، انوکھی سی ان میں چمک تھی ۔ اور انجانے سے دُکھ کی آمیزش ——!

" ہم نے دن میں تمہارے خواب دیکھے ہیں ۔ ہم نے راتوں کو جاگ کر ستاروں سے تمہارے متعلق باتیں کی ہیں —— ہم نے تمہارے تصور سے اپنی زندگی کو سجایا ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہم نے تمہارے خیالوں سے اپنے دل و دماغ کو منور کیا ہے لیکن لیکن ——

عجب انداز میں سرمد نے گراہ کر سٹیرنگ پر پیشانی ٹیک دی ——

"لیکن ہم یہ سب کچھ تمہیں کیوں بتا رہے ہیں؟ ہم نے اگر تم سے پیار کیا ہے تمہارے دل نے تمہاری چاہت کا دم بھرا ہے تو تم پر کوئی احسان نہیں کیا — یہ تو ہمارے اپنے من کے جذبے ہیں — تم بلینک قبول نہ کرو — مگر یہ ہمیں پھر بھی عزیز رہیں گے انہیں پھر بھی ہم دل میں بسائے رکھیں گے — اور سدا تمہارے مشکور رہیں گے کہ تم نے اتنے حسین اتنے خوبصورت جذبے ہمیں دیے ہیں ——"

سرمد نے سر اٹھایا — چند لمحے دور سڑک پر نظریں جمائے تکتے رہے پھر چپ چاپ گاڑی سٹارٹ کرنے لگے — عروج کے آنسو تھم چکے تھے — شاید اس لیے — کہ وہ ایک فیصلہ کر چکی تھی ——

سرمد نے گاڑی سٹارٹ کی — تھوڑا سا آگے لے جا کر پھر تیزی سے اسے واپس موڑنے لگے ——

عروج نے ان کا ارادہ بھانپ لیا تھا — قدرے ہچکچاتے ہوئے سٹیرنگ پر ٹکے سرمد کے ہاتھ پر اپنا لرزتا کانپتا منا سا ہاتھ رکھ دیا ——

"واپس مت لیجائیے ——"

"کیا ——؟"

سرمد نے اپنے ہاتھ پر دھرے اس کے کپکپاتے ہاتھ کو حیرت سے دیکھا — پھر گاڑی کو دوبارہ روک کر گردن اس کی سمت موڑ دی ——

عروج کے سرخ سرخ رخساروں پر پلکوں کے سائے لرز رہے تھے — جانے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے کیا ہوگیا تھا ——؟ سرمد نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھام لیا ——

وہ بالکل سرد ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے دونوں بھاری بھاری ہاتھوں میں دبا کر اسے حرارت پہنچانے کی کوشش کی ——

"کہا نا۔ پریشان مت ہو۔ ہم تمہیں ابھی تمہارے گھر واپس لیے چلتے ہیں۔"

"نہیں ——" عروج نے بمشکل حلق سے آواز نکالی ——

"میں آپ کے ساتھ آپ کے گھر چلوں گی ——"

"کیا ——؟"

سرمد حیرت سے چلا سے پڑے۔ بے خیالی میں اس کے ہاتھ پر ان کے ہاتھ کا دباؤ بڑھ گیا۔ اس کا سرد لرزتا ہاتھ انہوں نے بھینچ ڈالا ——

"یہ تو ہم تمہیں بتا ہی چکے ہیں نا کہ تمہیں آج اپنے گھر کس لیے لے جا رہے ہیں؟"

"ہاں ——"

"تو کیا —— کیا ——؟"

حیرت و مسرت کے ملے جلے جذبات نے انہیں سٹپٹا سا دیا ——

"ہاں ——"

عروج کی ڈوبی ڈوبی آواز ابھری ——

"سچ ——؟ سچ ——؟؟"

وفورِ مسرت نے انہیں بالکل دیوانہ ہی کر دیا۔ بے اختیار ہوتے ہوئے عروج کو کھینچ کر اس کا سر اپنی چوڑی چھاتی کے ساتھ ٹکا لیا ——

"اوہ —— تم نے ہمیں زندگی بخش دی عروج! تم نے ہمیں ایک انوکھی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خوشیوں سے لبریز حیات کی نوید دے دی ـــــ ہم تمہارے مشکور ہیں ـــــ"

وہ کھوئے کھوئے سے اس کے بالوں کو سہلانے لگے ـ عروج کسمسا کسمسا کر ان سے علیحدہ ہونے کی کوشش کر رہی تھی ـ مگر انہیں کوئی ہوش نہ تھا ـ اسے اپنے ساتھ بھینچے جا رہے تھے اور بڑبڑائے جا رہے تھے ـــــــ

"ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تمہیں زندگی میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دیں گے ـــ خدانخواستہ اگر کوئی بھولا بھٹکا غم یا فکر تمہارے قریب آیا بھی تو اپنی جان پر لیں گے ـــ خدا کے بعد ہم تمہاری سپر ہیں گے ـــ"

عروج کے سر پر ان کا چہرہ ٹکا تھا ـ بالوں میں سے اٹھنے والی شیمپو کی ہلکی ہلکی مہک نے ان کے رہے سہے ہوش و حواس بھی چھین لیے ـــــ

مسحور ہوتے ہوئے چھاتی پر ٹکا عروج کا چہرہ اونچا کر کے ہاتھوں میں لے لیا شاید اس کی معصوم صورت میں انہیں کچھ کا عکس دکھائی دے گیا تھا ـ آنکھیں بڑے والہانہ انداز میں اس کا طواف کیے جا رہی تھیں ـــــ

بہت سارے لمحات یونہی بیت گئے ـ عروج کو اپنے لیے سرمد کی اس شدید چاہت، اس امنگوں بھری الفت اور ایسے آرزوؤں سے سجے پیار کا اندازہ نہیں تھا ـــــ

وہ متحیر اور دم بخود سی سرمد کی حرکات کو دیکھے جا رہی تھی ـ زن کر کے قریب سے کوئی گاڑی گزر گئی ـ دونوں ہی چونک پڑے ـــــ "پھر چلیں ـــــ"

جذبات کی یورش سے سرخ چہرے اور مخمور سی نگاہوں سے سرمد نے عروج کی جھکی جھکی لرزتی پلکوں کو دیکھا ـــــ

"ہاں ـــــ" مرتعش سے لہجے میں وہ بڑبڑائی ـــــ "اب بھی سوچ لو ـــــ"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد وفورِ مسرت سے بے خود ہو کر مسکرائے جا رہے تھے اور ان کی نرالی آنکھوں میں شوخ و شریر ستارے رقص کر رہے تھے ——

سرمد کے یہ والہانہ جذبے —! عروج کو شرم و حیا میں ڈبوئے دے رہے تھے — پلکیں اُٹھ ہی نہیں رہی تھیں — لرزتے ہاتھوں کی لرزتی انگلیوں کو مروڑے جا رہی تھی ——

"سوچ لیا —؟"

سرمد عروج کے حیا میں ڈوبے سراپا کو انتہائی دلچسپی سے تکتے ہوئے شرارت سے پوچھے جا رہے تھے ——

عروج کی گردن اور جھکی جا رہی تھی — اس نے اس شخص کو کبھی پسند نہیں کیا تھا — ان کے لیے اس کے دل میں کبھی حسین جذبات نے انگڑائی نہیں لی تھی — سینے میں خوشگوار دھڑکنیں پیدا نہیں ہوئی تھیں — مگر ——

ان کے ساتھ شادی کا فیصلہ کیا تو عجیب قسم کی شرم و حیا کا غلبہ سارے حواس پر چھانے لگا — ان سے نگاہ نہیں ملائی جا رہی تھی ——

"پھر —؟ تم نے بتایا نہیں — ؟ اچھی طرح سوچ لیا ہے نا —؟؟"

سرمد کی جذبات سے پُر آواز میں خوشیوں کے کئی جہاں آباد تھے — عجب اضطراری انداز میں ہاتھوں کو مسل رہے تھے ——

عروج کی جھکی جھکی پلکوں، قرمزی رخساروں اور عرق آلود جبین کو تکے جا رہے تھے اور آنکھوں میں بسائے لے رہے تھے ——

عروج کی حالت قابلِ دید تھی — سرمد کی یہ وارفتہ نگاہیں اسے بوکھلائے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اے رہی تھیں ۔۔۔ اسے عجب اور انوکھے قسم کے جذبوں سے روشناس کیے لے
ی تھیں ——

اور اس لیے ۔۔ وہ ان نگاہوں کی زد سے کہیں دُور بھاگ جانا چاہتی تھی،
نے مضطرب وجود کو کہیں چھپا لینا چاہتی تھی ——

"کوئی جواب نہیں دے رہیں ——؟"

سرمد جانتے تھے کہ وہ اس وقت بیحد بوکھلائی ہوئی تھی ۔ بڑی سخت پٹائی
وئی تھی مگر وہ پھر بھی شرارت پر تُلے ہوئے تھے ۔ ہیلنہ کی طرح اسے تنگ
ے جا رہے تھے ——

خوشی کی زیادتی نے اس قدر بے اختیار کیا ہوا تھا یہ بھی احساس نہ رہا کہ پانچ
ے عروج کے ساتھ وہاں پہنچ جانے کے متعلق امی حضور کو کہہ آئے تھے ——

اور وقت بڑی تیزی سے گزرا جا رہا تھا ۔ پانچ تو یہیں بج گئے تھے ۔

"جب تک ہم سے کوئی بات نہیں کرو گی ۔۔ ہم گاڑی نہیں چلائیں گے ۔"

بچوں کی طرح ضدی بنتے ہوئے سرمد نے سیٹ کی پشت کے ساتھ سر
یک دیا ——

کیسے عجیب انسان تھے ——؟

عروج اُلجھ سی گئی ۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس وقت کس نازک پوزیشن
یں تھی ۔۔ وہ پھر بھی شرارت پر آمادہ تھے ۔۔ غصہ آ گیا ——

"ہاں ۔ ہاں ۔۔ ہاں ۔۔!!"

بے اختیار ہوتے ہوئے زور سے چلا پڑی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کچھ گھر کے پریشان کن حالات نے مزاج میں برہمی اور تیزی پیدا کر دی تھی — کچھ سرمد کے ساتھ ایسا رویہ اختیار رکھنے کی عادی ہو چکی تھی — حسب معمول پھر گرم ہو گئی ——

"میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں گی — کروں گی — کروں گی ——"

"اوہ ——!"

سرمد بڑے زور سے ہنس پڑے — پھر اس کے ہاتھوں کو تھام کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے ہی پیار سے بولے ——

"بیوقوف لڑکی! اپنی شادی کی بات لڑکیاں یوں چلا چلا کر نہیں کیا کرتیں —"

"اوہ ——!"

عروج کھسیانی سی ہو گئی ——

"تو پھر آپ بار بار کیوں پوچھے جا رہے تھے ——"

"تمہارے چہرے پر پھیلتی، سمٹتی شرم و حیا کی اس خوبصورت قوس و قزح کو دیکھنے کی خاطر — جو آج کل کی ماڈرن تہذیب اور ماڈرن لڑکیوں کی نگاہ میں دقیانوسیت ہے ——"

بڑی عقیدت، بڑے پیار اور بڑے خلوص سے انہوں نے اس کے ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا ——

"تم ہمارے دل کا سکون اور قرار ہو ——"

پھر بہت ہونے سے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک کر چھوڑ دیئے اور سٹیرنگ کو تھام لیا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ پہلے بھی اس محل میں آچکی تھی۔ مگر آج کی آمد کچھ عجیب سی، کچھ انوکھی سی لگ رہی تھی۔ سارے وجود میں عجیب سا اضطراب تھا۔ ساری ہستی پر عجب سی گھبراہٹ طاری ہوئی جارہی تھی۔ سارے حواس کو اجنبی اجنبی اور غیر مانوس سے احساسات نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور اعصاب جیسے کسی آہنی شکنجے میں جکڑے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

سرمد سارا راستہ ایک منٹ کے لئے خاموش نہیں ہوئے تھے۔ جانے کیا کیا باتیں کرتے رہے تھے۔ مگر عروج کی طرف سے جواب میں اک سنگین خاموشی ہی ملی۔

تب اس کی خاموشی سے اکتا کر انہوں نے سیٹی پر ایک بڑی خوب صورت سی دھن چھیڑ دی۔ ان کا آج خاموش رہنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ خوشی آج کچھ یوں ان کی رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی۔

اور جب وہ محل تک پہنچے تو سرمد کی خوشی میں اور بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ ان کی سیٹی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی ہر بے دھن میں جیسے شہنائیوں کی گونج بھی شامل ہو چکی تھی۔

اور عروج — وہ اتنی حواس باختہ تھی — کہ جیسے نہ کچھ سن رہی تھی — نہ بول سکتی تھی — نہ محسوس کر پا رہی تھی — اس کی تو ساری حسیات جیسے یکدم خفتہ ہو گئی تھیں۔

آج سرمد اسے صدر دروازے کی طرف سے لے کر آئے تھے — پھاٹک پر ان کی گاڑی کو پہلے چوکیداروں نے سلامی دی — پھر جوں جوں آگے بڑھتے گئے ہر طرف سے ملازم، ملازمین اور دوسرے جانے کون کون سے لوگ جھک جھک کر آداب بجا لاتے رہے۔

سیدھے سادے ماحول میں پرورش پانے والی اس لڑکی نے کاہے کو بھلا یہ سب دیکھا تھا — یہ آداب، یہ تعظیمیں، یہ جھک جھک کر سلام کرنے کے انداز!!

وہ بوکھلائی جا رہی تھی — زیادہ سے زیادہ سہمی جا رہی تھی۔

اور پھر گاڑی محل کے اندر پہنچ کر طویل و عریض زینوں کے سامنے رک گئی — تب چار ملازم جھک جھک کر قریب آئے اور جھک جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے گاڑی کے دروازے کھولنے لگے۔

سرمد گاڑی سے باہر نکلے — عروج میں تو جیسے ہلنے جلنے کی سکت نہ تھی — اسی طرح سیٹ کے ساتھ چپکی بیٹھی رہی — انہوں نے قریب آ کر اس کا بازو تھام لیا۔

"آؤ —"

"نہیں نہیں —"

وہ بالکل رونے والی ہو رہی تھی — کچھ اس محل کی عظمت، شان و شوکت اور ملازموں اور چوکیداروں کے آداب و تعظیم نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا — کچھ پجھاووں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی اور ابو کو کسی بات کا علم ہی نہیں تھا اور وہ کس مقصد کے لئے یہاں پہنچ آئی تھی۔ بیٹا رشتہ طے کرتے۔ نمائش کی گڑیا بن کر۔ یہ اس نے کیسی غلطی کی تھی۔

"مجھے واپس چھوڑ آیئے ——"

وہ جیسے بلک پڑی۔

"میں اندر نہیں جاؤں گی ——"

"پاگل ہوئی ہو کیا ——؟ بزدل مت بنو ——"

سرمد سرگوشی میں بڑبڑائے۔

"اب بھلا ہم واپس جا سکتے ہیں ——؟"

پھر اسے دلاسہ دینے کے انداز میں بڑی نرمی سے بولے۔

"ہمت سے کام لو —— چلو شاباش اٹھو ——"

عروج کے اپنے جسم میں تو ذرا طاقت نہ تھی —— سرمد کے بازو کے سہارے ہی اپنے وجود کو سنبھالا —— ان کے بازو کے سہارے ہی لڑکھڑاتی ٹانگوں کو چلنے پر آمادہ کیا۔

دونوں سیڑھیاں طے کر کے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ جانے کدھر سے ڈھیر سارے پھول بارش کے انداز میں برس پڑے۔ ساتھ ہی یکدم ہر طرف بے شمار قمقمے روشن ہو گئے —— ہزاروں کی تعداد میں!

اس چراغاں نے دونوں کی آنکھیں چندھیا دیں۔ سرمد بھی وہیں ٹھٹک گئے۔ عروج بھی گھبرا گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔

پھولوں کا ایک ریلا اور آیا۔ ملائم ملائم اور خوشبودار پھول ان کے بالوں کو، کندھوں کو، رخساروں کو چھوتے ہوئے ان کے پاؤں میں ڈھیر ہو گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ساری فضا یکدم معطر و منور ہو گئی تھی۔ سرمد ابھی حیرت سے دیکھ ہی رہے تھے۔ کسی سے کچھ پوچھ نہیں پائے تھے کہ یک لخت ایک نقرئی قہقہہ فضا میں گونج گیا۔

"اوہ۔۔۔!"

سرمد بے اختیار مسکرا پڑے۔

"پارو! صبحی!! بڑی شریر ہو تم دونوں۔۔۔"

"محل میں بھابھی حضور کی آمد مبارک ہو۔۔۔!"

اس کے ساتھ ہی دونوں جانے کدھر سے نمودار ہو گئیں۔ چہروں پر مسکراہٹیں بکھری تھیں اور آنکھوں میں انجانی سی چمک لئے نظریں دونوں پر تصدق ہوئی جا رہی تھیں۔ دونوں کے ہاتھوں میں بڑے خوب صورت تازہ موتیے کے ہار تھے۔ سامنے آتے ہی بڑی سرعت سے انہوں نے دونوں کو پہنا دیئے۔

عروج جیسے ہوش و حواس میں نہ تھی۔ حیرت زدہ سی دونوں کو گھبرا گھبرا کے تکے جا رہی تھی۔۔۔

"صبحی اور پارو!! اپنی شرارتوں سے باز آجاؤ۔۔۔"

"شرارت کیوں بھیا حضور۔! ہم تو اپنے دلی جذبات کا اظہار کر رہی ہیں۔"

اور دونوں نے سرمد کو ہولے سے پرے دھکیل کر عروج کا ایک ایک بازو تھام لیا۔

"آپ کا بس اتنا ہی کام تھا بھیا حضور۔!"

پارو نے شوخی سے آنکھیں نچائیں۔

"اب آپ اپنا راستہ لیجئے۔۔۔ ہمارے محل اور خاندان کے رسم و رواج کے مطابق فی الحال بھابھی حضور کا آپ سے پردہ رہے گا۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

صبوحی نے عروج ہی کے دوپٹے کا پلو اس کے سر پر ڈالتے ہوئے پیشانی تک سرکایا۔
پارو نے اس کا چہرہ سرمد کی طرف سے پھیر کر اپنی جانب موڑ لیا۔
"ہاں بس۔ اب آپ اپنی نگاہوں پر بھی کنٹرول رکھئے گا۔ خلاف ورزی نہ کرنی پھریں۔ ورنہ سزا ہو جائے گی۔"
ان دونوں کی ان حرکات سے جہاں عروج سر سے پاؤں تک شرم و حیا کے پسینے میں ڈوب گئی تھی وہیں سرمد بھی شرمائے بغیر نہ رہ سکے۔
بے ساختہ نگاہوں کے ساتھ ساتھ گردن بھی جھک گئی۔ عروج کو ان دونوں کے پاس چھوڑ خود چپ چاپ وہاں سے کھسک گئے۔
"آیئے ——"
دونوں اسی طرح اس کا ایک ایک بازو تھامے ایک زینے کی طرف بڑھ گئیں۔
عروج کو اس بات کا اندازہ ہی نہ تھا کہ اس کا یوں یہاں انتظار ہو رہا ہوگا اور اس کی آمد اور اس کے استقبال کی ایسی تیاریاں کی گئی ہوں گی۔
ہر طرف چراغاں سا ہو رہا تھا۔ اس دن سے کہیں زیادہ آج اس محل کی تزئین و آرائش کی گئی تھی —— خود پارو اور صبوحی نے بڑے خوب صورت لباس پہنے ہوئے تھے اور چہروں پر جیسے بہاروں کے عکس تھے اور ستاروں کی چمک دمک ہونٹوں پر سجی تھیں۔
پارو اور صبوحی کے ساتھ ساتھ وہ جدھر سے گزری ملازماؤں نے جھک جھک کر آداب بجالائے۔
ہر ایک کی خندہ پیشانی اور ہونٹوں کی دل کش مسکراہٹوں نے اسے یہی تاثر دیا کہ جیسے ان کی نگاہوں میں اور ان کے دلوں میں اس کے لئے ایک ارفع و اعلیٰ مقام تھا
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

انہوں نے اسے دل وجان سے قبول کر لیا تھا۔

مہ پارہ اور صبوحی اسے ساتھ لئے بجیا کے پاس پہنچ گئیں۔ بجیا نے بڑی خوب صورت سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے یوں سینے سے لپٹا لیا جیسے وہ ان کی انتہائی گہری دوست تھی اور دونوں ایک دوسرے کو صدیوں سے جانتی تھیں۔

روحی آپو بھی اسی خلوص سے ملیں۔ مگر عروج اسی طرح سہمی سہمی سی تھی۔ تھوڑی دیر ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر امی حضور کے پاس لے جانے سے پہلے بجیا نے اس کے کانپتے، لرزتے اور سہمے وجود کو بڑے پیار سے بازوؤں میں بھر لیا۔

"یہ تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو۔؟ ڈرو نہیں یہاں تمہیں ویسا خلوص دلوں میں بھی ملے گا جیسا چہروں پر دکھائی دے رہا ہے۔ جیسا انداز سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں ہر دل تصنع سے پاک ہوتا ہے۔"

بجیا کی پُر خلوص بات نے اس کے دل کو بہت بڑا سہارا دیا۔ پھر جانے بجیا کو خود ہی کیا محسوس ہوا۔ صبوحی اور پارہ کے پہنائے ہوئے ہار اس کے گلے سے اتار ڈالے

"یہ پارو اور صبحی بڑی شریر ہیں۔ ایسے ہی نہیں سمجھا دیا۔ بس! اب تم یہی سمجھو جیسے اپنے والدین کے گھر میں ہو۔"

"کیوں بجیا حضور! آپ اور بھیا حضور ہماری خوشی اور ہمارے خلوص کو بار بار شرارت کا نام کیوں دیتے ہیں؟"

"اس لئے ——"

بجیا بڑے پیار سے انہیں دیکھتے ہوئے مسکرائیں۔

"کہ ابھی تمہاری خوشی اور خلوص کے اظہار کا وقت نہیں۔ یہ بچاری ان سب کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

متوقع نہیں تھی۔ دیکھو تو کیسی گھبرائی ہوئی ہے۔"

پھر ذرا سنجیدہ ہوئیں۔

"مجھے یقین ہے سرمد آج پھر اسے اسی دن کی طرح اغوا کر کے لایا ہوگا۔ ورنہ یہ اتنی پریشان نہ ہوتی۔"

"کیوں بھابھی حضور؟ آپ کو معلوم تھا کہ آج آپ کا یہاں برد کھوا ہے۔"

پارو نے شرارت سے بھابھی حضور اور برد کھوا الفاظ پر زور دیتے ہوئے ہنس کر کہا۔

عروج کا جھکا ہوا سر کسی آٹومیٹک مشینری کی طرح نفی کی صورت میں خود بخود ہل گیا۔

اور یہ سچ بھی تھا اسے اگر یہ اندازہ ہوتا کہ وہ یہاں اس طرح اور اتنے اہتمام سے لائی جائے گی تو وہ کبھی، کبھی نہ آتی۔

"دیکھا نا آج سرمد ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتا۔"

"نہیں نہیں بچیا! بچیارے بھیا، حضور کی جان بخشی کر دیجیے۔ ہونے والی دلہن کے سامنے ان کی پٹائی ہوگئی تو کیا عزت باقی رہے گی۔"

صبوحی اور پارو کے ساتھ ساتھ بچیا اور روحی آپو کا قہقہہ بھی گونج اٹھا۔

"چلو اچھا۔ جاؤ معاف کیا۔"

بچیا ہنستے ہنستے بولیں۔

"اور بھابھی حضور!"

صبوحی عروج کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے ہوئے جانے کیا کہنے جا رہی تھی کہ بچیا نے پہلے ہی اسے ٹوک دیا۔

"نہ بھئی صبحی! تنگ نہ کرو۔ پہلے ہی بیچاری بڑی پریشان ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بجیا نے اپنے رومال سے اس کی پیشانی کا پسینہ صاف کیا۔ پھر اسے مفرح شربت پلایا کہ دل کو کچھ تقویت حاصل ہو۔ وہ تو سہم سہم کر نیم جان ہوئی جا رہی تھی۔

"چلو آؤ۔ امی حضور کے پاس چلیں۔"

تب عروج کا بازو تھام کر اسے کھڑا کرتے ہوئے بڑی ملائمت سے بولیں۔

"امی حضور خلوص و پیار کا پیکر ہیں۔ ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے اسی طرح ملنا جس طرح تم اگر اپنی امی کے پاس جاؤ تو تمہیں کوئی تکلف، کوئی شرم و حجاب نہ ہو۔"

پھر خوب اچھی طرح سمجھا بجھا کر اسے امی حضور کے پاس لے چلیں۔ روحی آپو کو بھی اشارے سے ساتھ بلا لیا۔ مگر صبوحی اور پارہ تماشبینوں کی طرح آپ ہی آپ پیچھے پیچھے چل دیں۔

اس دن عروج امی حضور سے ملے بغیر ہی واپس چلی گئی تھی۔ سب کی زبان پر امی حضور، امی حضور تھا۔ جانے وہ کیسی بارعب اور پُرجلال سی شخصیت کی مالک تھیں عروج کے ذہن میں آپ ہی آپ ان کی ہستی کا ایک امیج سا بن گیا تھا۔

بجیا کے تسلی دلاسوں کے باوجود اس نے سہمے سہمے سے ان کے کمرے میں قدم رکھا۔

"وہ ہماری امی حضور ہیں۔"

بجیا نے دُور سے ہی اشارہ کیا

سامنے ہی تخت پر وہ تشریف فرما تھیں۔ ان کا نہ بالکل دُبلا اور نہ فربہ جسم سفید بے داغ لباس میں انتہائی مناسب اور بڑا پاکیزہ سا لگ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چہرے کے خدوخال بڑے مانوس سے تھے۔ عروج چونک پڑی۔ پھر دوسرے لمحے اسے یاد آیا۔ یہ وہی تو تھیں۔ جن کی تصویر وہ سرمد کے کمرے میں دیکھ چکی تھی۔ تصویر میں بھی وہ اسے بہت اچھی لگی تھیں۔ اور یوں خود۔ تصویر کی بجائے تو وہ بہت زیادہ مقدس اور شاندار تھیں۔

بڑی مشفق مسکراہٹوں کے ساتھ انہوں نے عروج کا استقبال کیا۔

"آداب ——!"

ان کے قریب پہنچتے پہنچتے عروج کا سارا خوف ساری گھبراہٹ دُور ہو چکی تھی —— جانے ان کے چہرے پر وہ کیسا تقدس تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہوں ——

"عمر دراز —— نیک نصیب ——!!"

انہوں نے اسے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"امی حضور۔! یہ عروج ہے ——"

"ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے ——"

انہوں نے بڑی گہری نگاہ سے عروج کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"وہ کیسے ——؟"

"ہماری کوئی سہیلی بھی تو ہو سکتی تھی ممانی حضور ——!!"

مہ پارہ شوخی سے بولی۔

"سرمد نے ہماری کوکھ سے جنم لیا ہے اور ہماری ہی گود میں پرورش پائی ہے اس کی پسند ناپسند سے ہم بہت اچھی طرح واقف ہیں"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ابھی تک ان کی تنقیدی نگاہیں عروج کے سراپا کو ٹٹول رہی تھیں۔
روحی آپا امی حضور کے پاس تخت پر جا بیٹھی تھیں۔ دبیر لب مسکراتے ہوئے سرگوشی میں بولیں۔

"ویسے ہماری خالہ حضور کی چھوٹی بیٹی کیا اس سے زیادہ خوب صورت نہیں امی حضور ــــ؟"

"ہم نے کہا نا ــ سرمد کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں ــ وہ ظاہری صورت پر کبھی نہیں گیا ــــ"

امی حضور نے بھی اسی مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"یقیناً اس لڑکی میں ایسے کوئی اوصاف ہوں گے ــ جنہوں نے اسے متاثر کیا"

"پھر ــ؟"

ہم اپنے بیٹے کی پسند کا، اس کے انتخاب کا احترام کریں گے۔"

امی حضور کے مشفق چہرے پر مسکراہٹ خوبصورت انداز میں عکس انداز تھی۔

"یوں بھی ہمارے جی کو یہ سہمی سہمی سی لڑکی اچھی لگ گئی ہے۔"

"سچ امی حضور ــ؟"

روحی آپا نے خوشی سے بے خود ہوتے ہوئے ماں کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر دبایا۔

"ہاں ــ مگر ابھی خاموش رہنا ــ اور سنبل سے کہو چائے لگا دے۔"

وہیں تخت کے پاس ہی میز لگا دی گئی ــ امی حضور نے عروج کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ چائے کے ساتھ اتنی بے شمار چیزیں تھیں کہ عروج یہ سب دیکھ کر بوکھلا اٹھی۔

امی حضور خود اسے کہہ کہہ کر بڑے پیار سے کھلاتی رہیں۔ ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

باتیں کرتی رہیں۔

عجیب سی ان کی شخصیت تھی۔ مقدّس چہرے پر سختی بھی نہیں تھی۔ شفیق سی مسکراہٹیں تھیں مگر پھر بھی کچھ ایسا وقار تھا کہ خواہ مخواہ ہی ان کی عزّت کرنے کو اور ان کا حکم ماننے کو جی بے اختیار ہوا اٹھتا تھا۔

ان کی خندہ پیشانی اور متبسم لب گو سارے ڈر خوف دُور کر دیتے تھے مگر پھر بھی ان کی ہستی بارعب تھی۔ ملازمین تو ملازمائیں تھیں۔ ان کا کام ہی تعمیل حکم تھا۔ لیکن خود ان کی اپنی بیٹیاں بھی ان کے ایک اشارے پر بھاگ بھاگ اٹھتی تھیں۔

عروج کی نگاہ میں بچّوں کی اعلیٰ اور صحیح تربیت کرنے والی ایک آئیڈیل ماں خالہ امی تھیں۔ مگر آج اسے ایک اور تجربہ ہوا۔ ایک اور احساس۔ کہ امی حضور ان سے بھی کہیں بہتر۔ کہیں بہتر ماں تھیں۔ وہ بڑی عقیدت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

بجیا، روحی آپا اور صبوحی وغیرہ پر اسے رشک سا آنے لگا۔ بڑی خوش قسمت تھیں وہ ایسی ماں انہیں ملی تھیں۔

امارت یا ریاست کی تو عروج کی نگاہ میں کوئی وقعت، کوئی قدر ہی نہ تھی۔ مگر ایسی ماں۔ کاش! کاش۔!! اسے ملی ہوتی۔!

اس نے ایسی مقدس ماں کی کوکھ سے جنم لیا۔ اس نے ایسی پاکیزہ ماں کی ماتا بھری گود میں پرورش پائی ہوتی۔

"کیا سوچ رہی ہو۔؟"

امی حضور نے اس کی خاموشی کو، اس کی سوچ کو منتشر کر دیا۔

"وہ۔ وہ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور جانے عروج کو اس وقت کیا ہوا۔ ماں کی ممتا، ماں کی توجہ نہ ملنے کی وجہ سے جو تشنگی اس کی نس نس میں سما چکی تھی ۔۔۔ وہ لبوں تک آ گئی۔

بے اختیار ہوتے ہوئے اس نے امی حضور کے دونوں ہاتھ تھام لیئے۔

"آپ بہت اچھی ہیں ۔۔۔ کاش میری امی "

آنکھوں کے آگے آنسوؤں کے حائل ہو رہے تھے۔ جھلمل جھلمل کرتی پلکوں کیساتھ وہ ان کی مقدس اور بارعب ہستی کو دیکھے جا رہی تھی۔

"کاش میری امی بھی ۔۔۔۔"

اور پھر اسے ہوش آ گیا۔ وہ یہ کیا کہہ رہی تھی ۔۔۔؟ وہ یہ کیا کہنے والی تھی ۔۔۔؟

"کیا ہوا تمہاری امی کو ۔۔۔؟ کیا ۔۔۔؟ کیا ۔۔۔؟"

اور پھر امی حضور بھی مزید کچھ نہ پوچھ سکیں۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ وہ شاید ماں سے محروم ہو چکی تھی۔ چنانچہ زبان سے کچھ کہہ کر اسے مزید دکھی کرنا نہ چاہا۔

اسے تسلی دینے کی خاطر اس کا سر سینے کے ساتھ لگا کر بالوں کو سہلاتے رہیں۔

"تم ہمیں اپنی امی ہی جیسا پاؤ گی بیٹی ۔۔۔! بالکل ایک حقیقی ماں جیسی محبت ہم تمہیں دینگے"

امی حضور کے اس ذرا سے دلاسے ۔۔۔ زبان سے نکلے ان چند محبت بھرے الفاظ نے جیسے اس کی ساری تشنگیاں دور کر دیں۔

بچیا، رومی آپو اور پارو وغیرہ اسے امی حضور کے سینے سے لگے دیکھ کر مسکرائے جا رہی تھیں۔

عروج کے لیئے امی حضور کا یہ التفات بچیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی امتحان میں بڑی اچھی پوزیشن سے کامیاب ہو گئی تھیں ۔۔۔ ایسی ہی خوشی ان کے ایک ایک انداز سے عیاں تھی ۔۔۔ انہیں کے ذریعے تو سرمد نے امی حضور تک اپنی خواہش پہنچائی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چائے کے بعد نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ امی حضور نماز پڑھنے لگیں۔ روحی آپو اور صبوحی بھی شاید اسی لئے اُٹھ گئی تھیں۔

اس کی تنہائی کے خیال سے بجیا اس کے پاس بیٹھی رہ گئی تھیں۔ وہ اس کے ساتھ ہولے ہولے باتیں کرنے لگیں۔ اسی ساحرانہ انداز میں۔ اسی دھیمے دھیمے لب و لہجے میں غروج مدہوش سی سُنتے جا رہی تھی۔

یہ سارا محل۔ اس کا پاکیزہ ماحول۔ اس کے مقدس باسی۔!!

عجب سحر انگیز سی یہاں کی فضا تھی۔ اور پھر ساتھ ہی یہ احساس۔ کہ اس کی باقی زندگی انہیں پُرسکون اور پاکیزہ پاکیزہ فضاؤں میں بسر ہونا تھی۔

اچھے اور خوش گوار مستقبل کے خیال سے اس کا پورا وجود ہلکا پھلکا سا ہو کر گویا ہواؤں میں تحلیل ہوا جا رہا تھا۔

اتنی عمر پریشانیوں میں گزارنے کے بعد اب شاید اس کے پروردگار کو بھی اس پر ترس آگیا تھا۔ اس کی باقی زندگی بڑی خوش گوار اور پُرمسرت ہونے والی تھی۔

ان عجیب عجیب سے احساسات نے اس کے وجود میں مسرتیں بھر دی تھیں۔ دماغ سنسنایا ہوا سا تھا۔

وہ اس محل کے سب لوگوں کے لئے اپنے سینے میں کوئی انجانا سا جذبہ محسوس کر رہی تھی۔ پیار اور محبت سے بھی کچھ اعلیٰ کچھ ارفع۔ بڑی اپنائیت اور لگاوٹ والا۔ جیسے یہاں کا ذرہ ذرہ اس کا اپنا تھا۔ اور وہ ان کی تھی۔

نماز سے فارغ ہو کر امی حضور نے پھر اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر وہ اس کے خاندان کے متعلق اس سے پوچھنے لگیں۔ اس کے ابو کے متعلق استفسار کیا کہ وہ کیا کرتے تھے۔؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہنوں بھائیوں کے متعلق پوچھا کہ کتنے تھے ۔۔؟ اس کے مشاغل کے بارے میں بڑی دلچسپی سے معلومات حاصل کرتی رہیں ۔۔۔ البتہ کوئی بات نہیں کی تو اس کی امی کے متعلق۔ اور عروج بھی تو پوری گفتگو کے دوران دل ہی دل میں یہی دعا مانگتی رہی تھی کہ امی حضور اس کی ماں متعلق نہ کچھ پوچھ بیٹھیں۔

اس کے پاس اپنی ماں کے متعلق بتانے کو بہت کچھ تھا بھی اور نہیں بھی۔

"صبحی ۔۔!"

صبوحی آپی دکھائی دی تو گفتگو منقطع کرتے ہوئے امی حضور اس سے مخاطب ہوگئیں۔

"سرمد سے کہو بچی کو اس کے گھر چھوڑ آئے۔ شام کا اندھیرا پھیل رہا ہے۔"

عروج نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جی ہی جی میں خدا کا شکر ادا کیا کہ اس ساری گفتگو میں مرتضا کا ذکر نہیں آیا تھا۔

"امی حضور! بھیا حضور سے تو اب ان کا پردہ ہونا چاہیئے۔"

صبوحی ماں کے قریب آکر ہولے سے بولی۔

"ڈرائیور انہیں چھوڑ آئے گا۔"

"نہیں ۔۔۔۔"

یکدم امی حضور کے چہرے پر جلال سا چھا گیا۔

صبوحی سہم گئی۔

"ایک غیر مرد کے ساتھ کیسے بھیج دوں ۔۔۔؟"

پھر صبوحی کے کان میں آہستہ سے کہنے لگیں۔

"آج سرمد چھوڑ آئے پھر اس کے بعد ۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی حضور مسکرانے لگیں

"باقاعدہ پردہ ۔۔۔؟"

روحی آپو نے جیسے ان کے دل کی بوجھ لی۔

"ہاں ۔۔۔"

"لیکن امی حضور! ہمارا تو خیال تھا کہ عروج آج کھانا یہیں کھاتیں"

"جی تو ہمارا بھی یہی چاہتا ہے کہ ابھی یہ کچھ دیر اور ہمارے پاس بیٹھے۔ مگر وہی بات۔ شام ہو رہی ہے اور ہم اپنے اصولوں کی بڑی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔ رات ہونے سے پہلے اسے اپنے گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔"

امی حضور کے اصول مذہب اور شرع کے عین مطابق تھے۔ رات کی تاریکی بہت سارے گناہ دامن میں لئے آتی ہے۔ اس لئے شریف گھرانے کی ایک جوان لڑکی کو رات کی تاریکی پھیلنے سے پہلے پہلے اپنے گھر کی پناہ گاہ میں اپنے والدین کی نگاہوں میں محفوظ ہونا چاہیئے۔

عروج نے بڑی عقیدت و احترام سے انہیں دیکھا۔ اور بڑی حسرت سے دل ہی دل میں اپنی ماں کے لئے ایسا ہی بن جانے کی دعا کی۔

"آؤ عروج ۔۔۔!"

بجیا اس کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

عروج اٹھی تو اب امی حضور بھی اٹھ پڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دروازے تک آئیں۔ اسے "خدا حافظ" کہتے کہتے پھر گلے سے لگا لیا۔

"ہم جلد ہی تمہارے گھر آئیں گے تین چار دن تک۔ انشاءاللہ!"

عروج ان کا مطلب سمجھ گئی تھی ۔۔۔ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گئی۔ جھکی ہوئی گردن کچھ اور جھک

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی ۔ پلکیں بالکل ہی رخساروں کو چھونے لگیں ۔

مہ پارہ ، بجیا اور روحی آپو نے اس کی کیفیت دیکھی تو کھلکھلا کر ہنس پڑیں ۔

اور عروج ۔ لرزتے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے تیز تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل گئی ۔

امی حضور دروازے میں کھڑیں اسوقت تک اسے جاتے دیکھتی رہیں جب تک وہ انہیں دکھائی دیتی رہی ۔

" بڑی پیاری بچی ہے ۔۔۔"

امی حضور کھوئی کھوئی سی پاس کھڑی روحی آپو سے مخاطب ہوئیں ۔

" سرمد ! ہماری آنکھوں کی روشنی ! خدا تجھے سدا قائم رکھے ۔ خدا تیرے قدموں میں زندگی بھر خوشیاں نچھاور کرتا رہے ۔ میری بچی ! خدا تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھے اور میرے سرمد کا کلیجہ سدا ٹھنڈا رہے ۔۔۔!!"

بہت ساری دعائیں دیتے ہوئے وہ چپ چاپ واپس تخت پر جا بیٹھیں ۔۔۔ اور جانے کن دلخوش کن تصورات میں گم ہو گئیں ۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

واپسی پر سرمد نے سارا راستہ چپ چاپ گزارا۔ عروج سے کوئی بات نہیں کی۔ وہ شاید بھانپ گئے تھے — اس کی کیفیت ہی ایسی ہو رہی تھی کہ وہ بات کرنے بھی تو جواب سے محروم رہتے۔ ایسی شرمائی شرمائی اور گھبرائی گھبرائی سی تھی وہ۔ کہ جواب دینے کے قابل ہی نہ تھی۔

اپنے دل سے ہی سرمد نے سوچا کہ اگر خود ان پر ایسا وقت گزرتا تو یقیناً ان کا حال بھی کچھ اسی قسم کا ہوتا۔

جب گاڑی میں وہ سرمد کے ساتھ بیٹھ رہی تھی تو مہ پارہ اور صبوحی نے اسے چھیڑ چھیڑ کر اس کا بُرا حال کر رکھا تھا۔

عروج کا چہرہ گلنار ہوا جا رہا تھا — پیشانی عرق آلود تھی — ہاتھ کانپ رہے تھے — اس کی یہ حالت دیکھ کر سرمد کو اس پر بڑا ترس آگیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مہ پارہ اور صبوحی گاڑی کے آگے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں — ان کی شرارتوں اور چُہل شوخی بھرے فقروں کا کبھی سرمد نشانہ بن جاتے اور کبھی عروج —!

تب عروج پر ہی ترس کھاتے ہوئے سرمد نے دونوں کو دھمکی دے ڈالی کہ اگر وہ پرے نہ ہٹیں تو انہیں وہ اسی گاڑی کے نیچے کچل دیں گے — یہ نہیں ہونے کا بھی ذرا لحاظ نہیں کریں گے —

ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ بھی کر دی — تب دونوں چیختی ہوئی بھاگ گئیں۔

محل کی حدود سے گاڑی باہر نکلی تو سرمد نے رفتار ذرا آہستہ کرتے ہوئے جھک کر سمٹی بیٹھی عروج کی آنکھوں میں جھانکا — جہاں آباد دنگا ہوں میں عجب انوکھے سے جہاں آباد تھے — جہاں کہکشاں کو جلو میں لئے آسمان کے سارے ستارے وہیں اُتر آئے تھے۔

وہ پہلے ہی شرم و حیا میں ڈوبی جا رہی تھی — لہٰذا اسے مزید کچھ کہنا ظلم ہی تھا — سرمد کی آنکھوں سے ڈھیروں پیار چھلک پڑا اور ہونٹوں پر بڑی خوب صورت سی مسکراہٹ لہرا گئی۔

شوخی بھری کوئی بات — شرارت بھرا کوئی فقرہ زبان تک نہ آسکا — ذہن کے اندر ہی رہ گیا۔

ہولے سے انہوں نے عروج کا ہاتھ تھام کر سٹیئرنگ پر رکھ لیا — وہ بالکل یخ ہو رہا تھا اور آہستہ آہستہ کانپ رہا تھا۔

بے چاری لڑکی —!

اسکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ کر وہ ڈرائیونگ کرنے لگے — عروج نے کسمسا کر ہاتھ کھینچنا چاہا مگر ان کی گرفت لمحہ بہ لمحہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔

اور — پھر سارا راستہ اسی طرح کٹ گیا — خاموشی کی زبان بولتی رہی — سانسوں کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اظہار پر طاری جذبات کا اظہار کرتا رہا۔ ہاتھوں کے لمس کے ذریعے دلوں کی داستانیں بیان ہوتی رہیں ——!!

پورچ میں گاڑی رکی تو عروج سنبھلی —— جلدی سے کھینچ کر اپنا ہاتھ سرمد کے ہاتھ کے نیچے سے نکالا اور چشم زدن میں گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

نہ مُڑ کر سرمد کی طرف دیکھا —— نہ کوئی بات کی —— تیز تیز قدموں سے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی —— اس کی گھبراہٹ، اس کی عجلت دیکھ کر سرمد مسکرا پڑے۔

"عروج ——!"

بہت ہولے سے انہوں نے پکارا۔

"جی ——؟"

وہ وہیں رُک گئی۔

"سنو ——"

"جی ——"

وہ وہیں کھڑی رہی۔

"اِدھر آؤ ذرا ——"

سرمد خود ابھی تک گاڑی میں ہی بیٹھے تھے۔

"یہیں بتا دیجئے ——"

عروج اسی طرح رُخ پرلی سمت ہی کئے کھڑی رہی۔

جانے سرمد کی ان نگاہوں میں کیا تھا ——؟ وہ اسے بُری طرح گھبراہٹ میں ڈال گئیں —— اور عروج ہر ممکن طریقے سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے رُخ پھیر کر کھڑا ہونے والے اس معصوم سے انداز نے سرمد کے ہونٹوں پر بڑی ہی خوب صورت سی مسکراہٹیں بکھیر دیں۔

"ہم اس وقت اندر نہیں آئیں گے ۔۔۔ واپس جا رہے ہیں ۔ اپنی امی سے ہمارا سلام کہہ دینا ۔۔۔"

"لیکن کیوں ۔۔۔؟"

وہ پلٹ کر واپس سیڑھیاں اُتر آئی ۔ بلا ارادہ ہی ۔۔۔ بے اختیار ہی ۔۔۔

"ہماری موجودگی تمہیں گھبراہٹ میں جو ڈال دیتی ہے۔"

"نہیں نہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔"

عروج گڑبڑا سی گئی۔

"بُری بات نہیں ۔ اچھی ہی بات ہے۔"

سرمد مسکرائے ۔ آنکھوں میں شوخ و شریر ستارے ناچ اُٹھے۔

"ہونے والے دولہا سے ۔۔۔"

اور ابھی ان کی بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ عروج کو اپنی اور سرمد کی حیثیت کا احساس ہو گیا ۔ وہ مشرقی لڑکی تھی اور سرمد اس کے ہونے والے منگیتر ۔۔۔

ایک دم وہاں سے بھاگ اُٹھی۔

"دو چار دن تک ہماری امی حضور آئیں گی ۔۔۔"

سرمد نے مسکراتی آواز نے اس کا تعاقب کیا۔

"ذرا اپنے مزاج کی تیزی کو ۔۔۔"

اور پھر آگے سرمد نے نجانے کیا کہا تھا ۔ وہ سُن نہ سکی ۔ وہ تو اتنی تیزی سے گئی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو پلک جھپکتے میں اپنے کمرے تک پہنچ چکی تھی۔
لمحہ بھر کے لئے یہ خیال ذہن میں آیا بھی کہ واپس آگئی تھی۔ پہلے امی سے مل لے۔
مگر اپنے آپ اور اپنی اس کیفیت سے ہی ڈر بھی گئی۔
کہیں اس کی اس ہیجانی سی حالت کو امی کوئی غلط معنی نہ پہنا دیں۔ لہذا اپنے کمرے میں ہی جا کر اطمینان کا سانس لیا۔
گل دبئی اندر بیٹھیں پڑھ رہی تھیں۔ عروج جا کر اپنے پلنگ پر دراز ہو گئی۔ جذبات کی ہلچل نے زبردست قسم کا زیر و بم پیدا کیا ہوا تھا۔
سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ہوش و حواس بکھرے بکھرے سے تھے۔
چپ چاپ آنکھیں میچ لیں اور پرسکون ہونے کی کوشش کرنے لگی۔
"ارے آپی آگئیں ——"
"آہا بی! آپی آگئیں ——"
دونوں اپنی اپنی پڑھائی چھوڑ چھاڑ اس کے پاس آ بیٹھیں۔
"آپی آپ ہمیں ساتھ کیوں نہیں لے کر گئی تھیں ——؟"
عروج گل کے اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکی۔
"سرمد انکل آپ سے زیادہ تو ہمارے ہیں۔"
بلبل نے اپنے ساتھ حق تلفی ہونے کی شکایت کی۔
"ہاں تو ——"
گل نے بڑے خلوص اور سنجیدگی سے اس کی تائید کی۔
تائید پا کر بلبل نے جھٹ سے شکوے شکایت کا دفتر کھول ڈالا۔
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کبھی امی ان کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور کبھی آپی ۔۔۔ ہمیں کبھی ان کے ساتھ جانے ہی نہیں دیتیں ۔۔۔۔"

"ہاں ۔۔۔ میں ابھی جا کر انکل سے پوچھتی ہوں نا ۔۔۔ کہ آپی ان کے ساتھ لڑتی رہتی ہیں پھر بھی انہیں لے گئے اور ہم لڑتی بھی نہیں تو ہمیں پھر بھی نہیں لے کر گئے ۔۔۔"

عروج ان کی باتیں سنتی رہی اور زیر لب مسکراتی رہی ۔۔۔

"چلو آؤ ۔۔۔ دونوں چل کر پوچھتی ہیں ۔۔۔"

سرمد کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے دونوں ہی اٹھ کر چل دیں ۔

اچانک عروج کو خیال آیا ۔۔۔ سرمد تو وہاں تھے نہیں ۔۔۔ جا کر امی سے جانے کیا کیا کہہ دیں ۔ بہتر تھا وہ امی سے پہلے خود ہی ملتی ۔

ویسے بھی یہ سن کر انہوں نے مشتعل ہو جانا تھا کہ سرمد باہر سے ہی چلے گئے تھے ۔ اور وہ امی کو شکل دکھائے بغیر اپنے کمرے میں جا گھسی تھی ۔

وہ انہیں مطمئن کرنے کے لئے اطمینان سے کوئی بہتر بہانہ گھڑ کر پھر ان کے سامنے جانا چاہتی تھی ۔ اور ابھی وہ اپنے بکھرے حواس کو ہی مجتمع نہ کر پائی تھی ۔

"گل ! بلبل !! ادھر آنا ۔۔۔۔"

آپی کی آواز پر دونوں راہداری سے ہی واپس آ گئیں ۔

"تمہارے انکل تو چلے بھی گئے ۔۔۔ تم کس سے لڑائی کرنے جا رہے ہو ؟"

"تو ہم سے ملے بغیر ہی چلے گئے ۔۔۔ ؟"

بلبل نے بھرائی ہوئی آواز میں شکوہ کیا ۔

"انہیں ضروری کام تھا ۔۔۔۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

غیر ارادی طور پر ہی عروج سرمد کی طرف سے گویا صفائی پیش کرنے لگی۔
"بس! مجھے نہیں پتہ — میں تو ضرور اُن کے ساتھ لڑوں گی —"
"اور میرا اُن کے بغیر اتنا دل اُداس ہو رہا تھا —"
عروج ان کی پیاری پیاری باتیں سُن کر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔
"اچھا یہ بتاؤ — امی کیا کر رہی ہیں —!"
پہلے تو اپنے کمرے میں لیٹیں سگریٹ پیتی رہیں — پھر تیار ہو کر ڈرائنگ روم میں بیٹھیں آپ کا اور انکل کا انتظار کرتی رہیں — پھر ابھی ابھی آپ کے آنے سے تھوڑی ہی دیر پہلے قریشی آنٹی آگئیں — انہوں نے شاپنگ کے لئے جانا تھا — امی کو ساتھ لے گئیں —"
گل نے بغیر سانس لئے امی کی رننگ کومنٹری کر ڈالی — امی گھر میں نہیں تھیں — عروج نے اطمینان کا سانس لیا۔
"ویسے امی جاتی نہیں تھیں — قریشی آنٹی زبردستی لے کر گئی ہیں —"
امی کی کومنٹری میں گل جو کچھ بھول گئی تھی وہ بُلبُل بتانے لگی۔
"کہتی تھیں — سرمد نے آنا ہے ان کے ساتھ فلم دیکھنے جائیں گے۔"
وہ بالکل امی کے انداز اور امی کی آواز میں بولی۔
عروج ہنسنے لگی — بڑی شوخ و طرار ہوتی جا رہی تھیں دونوں —!!
"کس کس نے فلم دیکھنے جانا تھا —؟"
عروج نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔
"صرف امی اور انکل نے —"
گل نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہمیں کون پوچھتا ہے ــــ؟"

بُلبُل بسوری ــــ

دونوں اتنی دُکھی ہو رہی تھیں ــ ان کے ننھے ننھے چہروں پر جانے کس کس کے لئے شکایات عکس انداز تھیں ــ اور خاموش زبانوں پر بہت ساری محرومیوں کی فریاد ــ!

عروج نے بے اختیار ہوتے ہوئے دونوں کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

"میں جو ہوں تمہیں پوچھنے والی ــ تمہاری سب حسرتیں پوری کرنے والی ــ پھر تمہیں کس کی کیوں پرواہ ہو ــــ؟"

"تو آپ ہمیں فلم دکھانے لے چلیں گی نا ــــ؟"

"کوئی بچوں والی ــ ہم نے کبھی نہیں دیکھی ــــ"

"ضرور ــــ ضرور ــــ"

عروج دونوں کے گالوں پر پیار کرتے ہوئے بولی۔

"مگر چند دن تمہیں انتظار کرنا پڑے گا ــ پھر میں بھی تمہیں سیر کرایا کروں گی اور فلمیں دکھایا کروں گی اور امی ابو بھی تمہیں ساتھ لے کر جایا کریں گے۔ انشاءاللہ! انشاءاللہ!!"

عروج جانے کن خیالوں میں کھوئے کھوئے بڑے پُر اُمید لہجے میں کہے جا رہی تھی۔

"پھر ہمارے گھر میں خوشیوں کی چہل پہل ہوگی ــ برکتیں ہوں گی ــ اللہ کی رحمت ہوگی سکون ہوگا ــ اطمینان ہوگا ــ سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں رقص کریں گی ــ سب کی آنکھوں میں تمنائے مسکرائیں گے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دن پر دن گزرتے جا رہے تھے ۔ مگر جانے کیا ہوا ۔۔۔؟ اس دن کے بعد نہ خود سرمد آئے نہ ہی ان کی امّی حضور تشریف لائیں ۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ دن عروج پر بڑے بھاری ہوئے جا رہے تھے ۔ ہر وقت آس و یاس کے سے تکلیف دہ عالم میں گم رہتی ۔۔۔۔۔۔۔

کالج جاتی تو وہاں دل نہ لگتا ۔ نہ سہیلیوں میں ۔ نہ ہم جماعتوں کے ساتھ اور نہ پڑھائی میں ۔ کھوئے کھوئے اور ڈانواں ڈول سا پورا یا آدھا دن گزار کر گھر آجاتی ۔

گھر آتی تو ذہن میں یہی جستجو لیے آتی کہ اس کی غیر موجودگی میں کہیں سرمد یا ان کی امّی تو نہیں آئی تھیں ۔ پھر بہانے بہانے سے دری سے پوچھتی کہ ان کے ہاں کوئی آیا تو نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔؟

مگر اس وقت عجیب قسم کی مایوسی اس پر طاری ہو جاتی یا تو نفی میں جواب ملتا یا پھر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی کے کسی ملنے والے یا سسرال چچا کے آنے کی خبر ہوتی ——

اور وہ — جن کا اسے بڑی بیتابی سے انتظار تھا — سات آٹھ دن گزر گئے تھے ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں موصول ہو رہی تھی ——

سرمد کی امی نہیں آئی تھیں تو اتنے دنوں سے سرمد بھی غائب تھے — وہ سرمد جن کا ان کے گھر آنے سے تمایدہی کوئی ناغہ پڑا کرتا تھا — مگر اب — ہر ایک دن کے بعد دوسرا گزرے جا رہا تھا ——

جانے کیا ہو گیا تھا — ؟ جانے کیا ہو گیا تھا — ؟؟

عروج کا دل مایوسیوں کے اتھاہ سمندر میں ڈوبا جا رہا تھا ——

ان کے گھریلو حالات نہیں سنورنا تھے — ان کی تقدیر میں بہتری لکھی ہی نہیں گئی تھی — اس کے 'گل' اور بلبل کے' اور ابو کے نصیب میں گھر کا سکون تھا ہی نہیں — اچھے دن ان کے مقدر میں تھے ہی نہیں — !!

وہ سرمد کو بات کا بڑا پکا سمجھتی تھی — امی حضور' بجیا اور روحی آپو وغیرہ کے اعتماد و خلوص بھری باتوں پر اسے بڑا اعتبار تھا ——

مگر — مگر — کسی ایک نے بھی تو اپنی زبان یا اپنے وعدے کا پاس نہیں کیا تھا —

جاتے جاتے سرمد نے دو تین دن بعد ہی امی حضور کا ان کے ہاں آنے کے متعلق کہا تھا — خود امی حضور کی زبان سے بھی تو ایسے ہی الفاظ نکلے تھے ——

لیکن دو تین دن کی بجائے اب تو پورا ہفتہ یا بلکہ ہفتے سے بھی دو دن اوپر ہی بیت گئے تھے ——

وہ ان سب کی چاہتیں — وہ ان سب کا اس کے لیے التفات — وہ خلوص بھری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مسکراہٹیں — وہ اس پر اُٹھنے والی پسندیدگی بھری نگاہیں — اسے جلد از جلد اپنا بنا لینے کی وہ بے قراریاں —!!

وہ سب — وہ سب — کیا تھا آخر —؟ اس ڈرامے، اس فسانے کا عنوان کیا تھا؟

کالج سے گھر آکر رات کو بستر پر جانے تک کا وقفہ اس کا بڑی بے چینی اور بے قراری میں گزر رہا تھا ——

ذرا باہر کسی گاڑی کی آواز آتی — اضطراری حالت میں بھاگ کر کھڑکی تک جا پہنچتی چہرہ ایکدم سُرخ ہو اُٹھتا — سانس تیز تیز چلنے لگتا ——

ہر آواز پر یہی شُبہ گزرتا کہ شاید سرمد یا امی حضور ہوں — پھر کھڑکی کا پردہ ذرا سا سرکا کر دیکھتی ——

وہاں کوئی اور ہوتا — یا سڑک پر سے گزرنے والی کسی اور گاڑی کی آواز ہوتی تو چپ چاپ بڑی مُردہ دلی سے قدم اٹھاتی واپس آجاتی ——

یا اللہ! یہ سرمد نے اسے کیسا روگ لگا دیا تھا —!

گھر کی پریشانیوں نے پیشتر ہی سے اسے نیم مُردہ کر چھوڑا تھا — اب اُوپر سے اس آس اور یاس کے پریشان کُن دور سے جو گزر رہی تھی — وہ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا ——

سروری نے اس کی گاہے گاہے کھوئی کھوئی کیفیت اور گاہے اضطراری عالم کے متعلق استفسار بھی کیا کہ ان دنوں اسے کیا ہو گیا تھا ——

گُل اور بلبل نے علیحدہ علیحدہ اس سے شکایت کی کہ آپی اب ان کا خیال نہیں رکھتی تھی — ان سے میٹھی میٹھی باتیں نہیں کرتی تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور تو اور — گھر اور گھر والوں کے متعلق تمام تر عدم توجہی کے باوجود امّاں نے بھی عروج سے پوچھ لیا — کہ کیا آج کل اسے کوئی پریشانی تھی ——— ؟

مگر وہ کسی کو بھی ٹھیک کا کوئی جواب نہ دے پائی ——— نہ سروری کو — نہ گل اور نہ بلبل کو — اور نہ ابو کو — بس اِدھر اُدھر کی کہہ کر ٹال گئی ———

اک صرف اس سے اگر نہیں پوچھا تو وہ مہ لقا تھیں — جو خود آج کل بڑے نازک دور سے گزر رہی تھیں ———

عروج حتی الوسع اپنی دلی کیفیات کو چھپائے ان کا عالم دیکھ رہی تھی — انہوں نے سرمد کو نجانے کس کس طرح اپنے من میں بسا لیا تھا۔ ان کے بغیر ماہیٔ بے آب کی مانند تڑپ رہی تھیں ———

پہلے دو دن تو انہوں نے سرمد کے ابھی آنے اور ابھی آجانے کے خیال اور انتظار میں کاٹ دیئے۔ تیسرے دن کچھ اُلجھی اُلجھی سی رہیں۔ اور پھر چوتھے دن سے واضح طور پر ان کی بے چینی اور بے قراری عیاں ہونے لگی —

دن میں کئی بار سرمد کے محل میں فون کیا۔ جانے اِدھر سے کیا جواب ملتا تھا — ریسیور کریڈل پر بڑے زور سے پٹخ دیتی تھیں ———

عروج اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ کالج میں جتنا وقت گزار آتی تھی اس کے متعلق تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی —

سہ پہر تین بجے سے رات گیارہ بجے تک تو عروج خود اپنے کانوں سے سنتی تھی — کہ ہر دس پندرہ منٹ بعد فون کیا جاتا تھا ———

صاف ظاہر تھا — اِدھر سے کوئی پُر امید جواب ملتا تو ان کی بیقراریوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو قرار آجاتا — مگر ہر کال کے بعد جس طرح وہ اُلجھ اُلجھ کر ہر ایک سے پیش آتی تھیں۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل رہا تھا —

یہ بھی یقین عروج کو ہو گیا تھا کہ ان دنوں میں جو سینکڑوں بار امی نے فون کیا تو سرمد ایک بار بھی انہیں نہیں ملے تھے —

ان سے امی فون پر ہی بات کر لیتیں تو انہیں بہت سکون آجانا تھا —

امی کی حالت دیکھ دیکھ کر عروج خود بیحد پریشان ہوئی جا رہی تھی — کئی پیکٹ سگریٹوں کے انہوں نے پھونک ڈالے تھے — معمول سے کئی گنا زیادہ — کہیں خود کو کوئی عارضہ نہ لگا بیٹھیں —

عروج کو کبھی ان پر ترس آتا — پھر کبھی غصہ آجاتا — کہ بال بچوں اور شوہر والی ہو کر کس دیوانگی کو گلے لگائے تھیں —

ایک پچیس چھبیس سالہ کنوارے اور نوجوان کے لیے شادی شدہ بچوں والی پینتالیس سال کی عورت کی یہ بے قراریاں —!

یہ ان کا پاگل پن ہی تو تھا — ! تب عروج کو غصہ آجاتا کہ کیوں وہ اپنے مقام کو نہیں پہچان رہی تھیں — ؟؟

اور کبھی ترس آتا تو اس لیے — کہ وہ ان کی بیٹی تھی — ان کی اپنی اولاد — اور اس سے ان کی یہ تڑپ، یہ بے چینی دیکھی نہیں جاتی تھی —

کئی بار دل چاہا کہ وہ خود سرمد کو فون کرے اور اپنی کسی غرض سے نہیں — صرف امی ہی کی خاطر ان کی منت سماجت کر کے انہیں بلا لے —

مگر پھر مصلحتوں نے اسے خاموش ہی رہنے دیا —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے علاوہ خود اپنے دل کو جو انتظار کی اذیت مل رہی تھی اس کے لیے بھی تین بار خیال آیا کہ فون کر کے معلوم تو کرے کہ آخر بات کیا ہو گئی تھی — جو وہ یوں ان کے گھر سے ایکدم ہی غائب ہو گئے تھے ——

اس دن جو اس کے ساتھ محبت کے ایسے بلند بانگ دعوے کیے گئے تھے — وہ سب کیا ہوئے تھے — ؟ وہ سب کہاں چلے گئے تھے — ؟

کیا سب کچھ جھوٹ ہی تھا — دھوکا ہی تھا — فریب ہی تھا — ؟ ؟

مگر وہ فون کے قریب پہنچ پہنچ کر پلٹ گئی ——

نہیں — اپنی غرض کی خاطر ہی سہی — گھر کے لیے سکون و اطمینان فراہم کرنے کی خاطر ہی سہی — وہ خود کو کبھی نہیں گرائے گی — اپنی عزتِ نفس قائم رکھے گی —

اور — چپ چاپ — ایک خاموش تماشائی کی طرح — سب کچھ دیکھتی رہے گی جو ہو رہا تھا وہ بھی — اور جو آئندہ ہونے والا تھا وہ بھی — !

بارہ دن گزر گئے — یوں لگ رہا تھا جیسے سرمد کوئی حسین سا سپنا تھے جو ان سب نے دیکھا اور گزر گیا — اب وہ کبھی ان کے گھر نہیں آئیں گے — کبھی نہیں — کبھی بھی نہیں —— !!

عروج کو سرمد سے اتنی ہی دلچسپی تھی کہ ان کی خواہش کے مطابق ان کے ساتھ شادی کرا لے گی تو گھر کے حالات سدھر جائیں گے ——

امی اور ابو کے درمیان جو دوسرے سب لوگ اور سرمد دیواریں بن بن جاتے ہوتے رہے تھے —— یوں شاید سب دیواریں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈھے جائیں امی اور ابو ایک ہو جائیں — گل اور بلبل کی پرسکون فضا اور خوشگوار ماحول

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بہتر تربیت ہو سکے اور جوان ہونے پر ان کے لیے بہتر رشتے مل سکیں ——

یہ فیصلہ کرتے ہوئے اسے سرمد سے بس اتنی ہی دلچسپی تھی۔ لیکن۔ لیکن۔ جانے کیوں اب سرمد نہیں آئے تھے تو دل کے کسی اندرونی کونے میں کوئی انجانی سی تڑپ، کوئی انوکھی سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی ——

جیسے کچھ کھو بیٹھی تھی — کچھ گم کر چکی تھی — عجیب قسم کی بے کلی تن من میں سمائی جا رہی تھی ——

کبھی کبھی سینے کے اندر سے اک ہوک سی اٹھتی — کاش! سرمد ان کی زندگیوں میں آئے ہی نہ ہوتے۔ کاش — کاش —!!

دوپہر کا وقت تھا۔ ابو دفتر سے ابھی نہیں لوٹے تھے۔ گل اور بلبل کھانا کھا کر آرام کر رہی تھیں — امی نے کھانا نہیں کھایا تھا ——

خود وہ بھی ایک دو نوالوں سے زیادہ نہیں لے سکی تھی۔ چپ چاپ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ پلنگ پر دراز الٹی سیدھی سوچوں میں گم تھی —

کہ یکدم نجانے کیا ذہن میں آیا۔ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آخر کب تک گھر میں یوں سوگ طاری رہے گا ——

جانے والا جا چکا تھا۔ شاید کبھی نہ آنے کے لیے — وہ سب ہی اس سے دھوکا کھا گئے تھے — سب ہی اس کے فریب میں آ گئے تھے ——

عروج نے سوچا ——

امی خواہ مخواہ ہی ان کے انتظار میں وقت اور صحت برباد کیے جا رہی تھیں انہیں ان تمام حالات سے آگاہ کر دینا چاہیے تھا — وہ جواب تک سرمد کی آس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگائے بیٹھی تھیں۔ اس خود فریبی میں مبتلا تھیں کہ ان کی خاطر سرمد ضرور آئیں گے۔

انہیں سب کچھ بتا دینا چاہیئے تھا کہ وہ جو کچھ سمجھ رہی تھیں سرمد کے باطن میں وہ کچھ نہ تھا۔ وہ اگر کبھی ان سب کی دنیا میں آ بھی نکلے تو یہ دل سے نکال دیں کہ ان کی خاطر آئیں گے۔ وہ تو کسی کے بھی نہیں تھے۔ نہ ان کے۔ نہ عروج کے۔

لہٰذا امّی کو سنبھل جانا چاہیئے تھا۔ امی کو ابّو اور اولاد کی صورت میں جو کچھ مل چکا تھا۔ اسی پر قناعت کر لینی چاہیئے تھی۔

دل میں یہ تہیہ کر کے وہ امّی کے کمرے میں جا پہنچی۔ مگر۔ وہ وہاں نہیں تھیں عروج سیدھی ڈرائنگ روم کی طرف چل دی۔

آج کل اگر وہ اپنے کمرے میں نہ ہوتیں تو فون کے پاس ہی بیٹھیں سگریٹ کے طویل طویل کشوں میں اپنا غم غلط کرتی پائی جاتی تھیں۔

لیکن۔ ڈرائنگ روم کے اندر قدم رکھتے ہی عروج ٹھٹک کر رہ گئی۔ امی رسیور کانوں سے لگائے بیٹھی تھیں۔

"اچھا۔ اچھا۔ بس ابھی پہنچی۔ پانچ منٹ میں۔"

ان کا چہرہ وفورِ مسرت سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹیں رقصاں تھیں۔ آنکھوں میں کوئی نیشنی سی چمک تھی۔

عروج کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اتنے دنوں سے جو امّی ایسی ویران ویران اور اجاڑ ہوئی ہوئی تھیں۔ یہ کس کا فون آ گیا تھا۔ یہ کس کی آواز کانوں میں اتر گئی تھی جو یکدم باغ و بہار ہو اٹھی تھیں۔

چند قدم آگے بڑھ کر وہ امّی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ اسی لمحے امّی نے بے طرح

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہنستے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ——

"کس کا فون تھا ——؟"

عروج ان کی آنکھوں میں لہراتی خوشی و مسرت کی لہروں کو دیکھ رہی تھی ——

"سرمد کا ——"

امی ایک زہد شکن انگڑائی لیتے ہوئے اُٹھ کر کھڑی ہو گئیں ——

"سرمد کا ——؟"

عروج کے سارے جسم میں عجیب سی سنسنی دوڑ اٹھی ۔ یقین بے یقینی کے عالم میں ماں کو دیکھنے لگی ——

"ہاں ——"

وہ تھرکنے والے انداز میں چلتے ہوئے کمرے سے باہر جاتے جاتے بولیں ——

"سہ پہر کی چائے پر سرپرائز ہوٹل میں وہ میرا انتظار کریں گے ۔ رات کا کھانا تم لوگ کھا لینا ۔ شاید ہم فلم دیکھ کر گھر لوٹیں ——"

اور وہ ڈریس اپ ہونے کے لیے کمرے سے باہر نکل گئیں ——

عروج حیران پریشان کھڑی تھی ۔ جانے کتنے لمحے اسی عالم میں کھڑی رہی ——

اور پھر ۔ جانے کیا ہوا ——؟ وہ کھڑی بھی نہ رہ سکی ——

یہ سب کیا ہے ——؟ خدایا! یہ سب کیا ہے ——؟؟

وہ قریبی صوفے پر گر سی پڑی ——

یہ سرمد کیا چیز تھے ——؟ ادھر اس کی محبت کا دم بھرتے تھے ۔ اس سے شادی کا ارادہ رکھتے تھے ۔ اور ادھر اس کی جوان ماں کے ساتھ ہوٹلوں میں رنگ رلیاں مناتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر رہے تھے ——!

اس کی آنکھوں نے یہ سب نظارے پہلے بھی دیکھے تھے — اسی لیے اس نے اس شخص سے ہمیشہ نفرت کی تھی — اور اس نفرت کے باوجود اسی لیے ان سب نے شادی کا فیصلہ بھی کیا تھا کہ وہ درمیان میں آ جائے تو شاید یونہی امی اور ابو کی زندگیوں میں گھلنے والے زہر کا تریاق بن جائے ——

وہ خود کو اپنے مستقبل کو قربان کر دے تو گل اور بلبل کی زندگی بھی سنور جائے۔

اس نے خود کو خود ہی قربانی کا بکرا بنایا تھا ——

اس نے سرمد کی دولت نہیں دیکھی تھی وجاہت نہیں دیکھی تھی —

قابلیت نہیں دیکھی تھی اور خاندانی نجابت نہیں دیکھی تھی —

اس نے تو صرف اپنی غرض کے لیے اس سے شادی کی حامی بھر لی تھی — پھر؟

پھر اس کا دل کیوں ڈوبا جا رہا تھا —؟

اس کے اندر یہ ٹیسیں سی کیوں اٹھ رہی تھیں —؟ آج اسے امی کا ان کے ساتھ جانا اتنا بے قرار کیوں کیے دے رہا تھا —؟؟

وہ انہیں سوچوں میں غلطاں صوفے پر پڑی تھی — امی کی اونچی ایڑی والی جوتی کی آواز راہداری میں گونجی ——

غیر ارادی طور پر نگاہیں کھلے دروازے کے ہٹے ہوئے پردے سے پرے دیکھنے لگیں — صرف ایک ہی جھلک امی کی نظر آئی تھی ——

انہوں نے بھی وہاں سے گزرتے ہوئے گردن موڑ کر عروج کی طرف دیکھا تھا لمحہ بھر کے لیے رک کر مسکرائی تھیں اور پھر بڑی عجلت اور افراتفری کے عالم میں تیز

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تیز قدموں سے آگے چل دی تھیں ——

آج تو ان کی سجاوٹ سچ مچ آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہی تھیں — چہرے کا میک اپ تو ہمیشہ کی طرح چمکیلا بھڑکیلا تھا ہی۔ بالوں کا سٹائل بھی خوبصورت تھا — مگر آج انہوں نے جو سفید موتیوں کے زیورات پہن رکھے تھے انہوں نے ہمیشہ سے زیادہ انہیں خوبصورت بنا ڈالا تھا ——

اتنے دنوں کی جدائی کے بعد آج ملاپ کا دن تھا۔ انہوں نے اپنی پوری سج دھج نکالی تھی — نیلی جینز چھوٹی سی قمیض اور ریبل ہاٹ پاجامے میں وہ اور بھی کم عمر دکھائی دے رہی تھیں — جیسے کوئی نوخیز کلی —!

عروج پھر الجھی الجھی سوچوں میں الجھ گئی — اس کے ساتھ وعدہ کر کے سرمد نہ خود آئے تھے — نہ امی حضور کو لائے تھے ——

وہ کیا چاہتے تھے — ؟ ان کے دل میں کیا تھا — ؟

اگر وہ اس کی امی کو پسند کرتے تھے تو پھر اس کے ساتھ محبت اور شادی کا یہ ڈھونگ رچانے کی کیوں ضرورت پیش آئی تھی ——

ان کی راہ میں تو نہ ابو حائل ہوتے تھے اور نہ کبھی اولاد نے کچھ کہا تھا — اپنی من مانیاں کرتی پھرتی تھیں —

پھر ؟ پھر سرمد نے ایسا کیوں کیا تھا — ؟ اسے اس میں ملوث کرنے کی کیوں ٹھان لی تھی — ؟ اس کے معصوم اور سادہ دل کو اتھل پتھل کرنے کی کیا ضرورت تھی — ؟

وہ پہلے ہی اتنی پریشان اور دکھی تھی — اس کی زندگی میں مزید پریشانیاں اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دُکھ وہ کیوں جھونک رہے تھے — ؟ اس نے ان کے ساتھ ایسی کونسی بُرائی کر ڈالی تھی جس کا بدلہ وہ اسے یُوں دے رہے تھے —

اوہ خدا — !

عروج کی آنکھوں میں آنسو آئے جا رہے تھے — اپنی بے بسی اور مجبوری پر بے اختیار رونے کو جی چاہ رہا تھا — کہ

بھاری بھاری قدموں کی آہٹ نے اسے چونکا دیا —

نگاہیں اٹھائیں — سامنے سرمد کھڑے تھے —

"آپ — ؟ آپ — ؟"

عروج سٹپٹا اُٹھی —

"مگر آپ نے تو امی کو سرپرائز ہوٹل میں بُلایا تھا — وہ کہاں ہیں — ؟"

عروج گھبرا گھبرا کر پوچھنے لگی —

اس وقت سرمد کی آمد اتنی غیر متوقع تھی کہ وہ سامنے کھڑے تھے اور عروج کو پھر بھی یقین نہیں آ رہا تھا —

سرمد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا — خاموشی سے کھڑے اُسے تکے جا رہے تھے —

عروج کو بھی حیرت نے خود میں اتنا ڈبو لیا تھا کہ اسے یہ بھی ہوش نہ رہا جو سرمد کو بیٹھنے کے لیے کہتی یا خود ہی گھر آئے مہمان کی تعظیم و تکریم کے لیے کھڑی ہو جاتی —

اسی طرح بیٹھے بیٹھے گردن اُٹھائے انہیں دیکھے جا رہی تھی —

"امی تو سرپرائز ہوٹل چلی بھی گئیں —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج ڈوبی ڈوبی پھر اُبھری ——

"ہاں ——"

اتنے سارے سوالات کا سرمد نے بس اتنا ہی مختصر سا جواب دیا — پھر ہوئے ہوئے قدم اٹھاتے اس کے قریب آ گئے ——

عروج جلدی سے کھسک کر صوفے کے پرلے کنارے کے ساتھ لگ گئی — شاید وہ وہیں بیٹھنا چاہتے تھے ——

مگر — عروج کے خیال کے مطابق وہاں نہیں بیٹھے — چپ چاپ اس کے قریب ہی نیچے قالین پر بیٹھ گئے — اور صوفے پر دونوں بازو رکھتے ہوئے کہنیوں میں چہرہ چھپا لیا ——

قریب آئے تو عروج کو اندازہ ہوا — ہمیشہ کی طرح ان کے لبوں پر خوبصورت تبسم نہیں کھیل رہے تھے ——

جانے کیوں — ؟

آنکھیں سرخ سرخ سی ہو رہی تھیں اور ان میں اُداسی کی جھلک نمایاں تھی ——

"ہاں — ہمیں نے انہیں سرپرائز ہوٹل پہنچنے کے لیے فون کیا تھا ——"

اسی طرح چھپے چھپے چہرے میں سے بہت دھیمی سی آواز اُبھری ——

"علیحدگی میں ہم تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتے تھے ——"

عروج چونکی — یہ ان کی آواز کیسی تھی — ؟ یہ ان کا انداز کیسا تھا ——؟؟

بھاری بھاری غمزدہ سی آواز — ! لٹا لٹا سا انداز —— !!

جیسے کوئی زندگی کی تمام بازیاں یکدم ہار بیٹھا ہو ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا بات ہے۔؟ خیر تو ہے ——؟"

عورت کا نازک دل دھڑک اُٹھا اور یکدم ذہن میں کئی وسوسے جاگ پڑے

"امّی حضور! بجیا اور روحی آپ وغیرہ تو ٹھیک ہیں ——؟"

ان کے متعلق یوں پریشان ہو کر پوچھنے لگی — جیسے وہ لوگ اس کے اپنے تھے — بہت اپنے —! بالکل اپنے —!

"اور تو سب خیریت سے ہیں — صرف ہم ہی ٹھیک نہیں ——"

"کیوں ——؟"

سرمد کا انداز ہی ایسا تھا — عروج کو ان کے ساتھ بڑی ہمدردی محسوس ہوئی — بالکل غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ اٹھا اور سرمد کے بالوں میں اُلجھ گیا —

"کیا ہوا آپ کو ——؟"

تسلی دینے کے انداز میں اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بڑی نرمی سے پوچھنے لگی۔

"ہم تو لُٹ گئے عروج رانی —! ہم تو بے موت مارے گئے ——"

عروج سے ہمدردی ملی تو جیسے سرمد کو خود پر اختیار ہی نہ رہا — صوفے پر سے سر اُٹھایا اور عروج کی گود میں رکھ دیا ——

"ہم تمہیں کیسے بتائیں —؟ ہم تمہیں کیا بتائیں —؟ زبان میں قوت گویائی نہیں۔ حافظے میں وہ الفاظ نہیں — ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں رہا — بالکل کچھ نہیں ——"

"ہوا کیا آخر —؟"

"وہ کچھ ہو گیا عروج! جس کے متعلق ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا — جو کبھی بھولے سے بھی ہمارے ذہن میں نہ آیا تھا ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد نے سر اُٹھا کر عروج کی طرف دیکھا — ان کی سُرخ سُرخ آنکھیں دُھندلائی ہوئی تھیں ——

"ہماری امّی حضور نے یہ رشتہ کرنے سے انکار کر دیا ہے —"

"جی — جی —"

ایکدم جیسے عروج کے حلق میں کچھ اٹک کر رہ گیا —

"میں — میں —"

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سرمد کی بتائی ہوئی اس بات پر افسوس کا اظہار کرے یا خوشی کا — وہ بُری طرح بوکھلائی ہوئی تھی —

چند لمحے وہ ساکت سی بیٹھی رہی — پھر ذہن نے کچھ کام کرنا شروع کیا تو عجیب قسم کے احساسِ کمتری یا احساسِ شکست نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا —

"میرا قصور —؟"

بہت ہولے سے بڑبڑائی —

"یہی تو دُکھ ہے کہ تمہارا کوئی قصور نہیں — تم نے تو نہ صرف ہمارے ہی جی میں، بلکہ بجیا اور رُوحی اور امّی حضور کے دل میں بھی گھر کر لیا ہے —"

"پھر —؟"

"یہ رشتہ نہ ہونے کی وجہ تمہاری امّی ہیں —"

"کیا مطلب —؟"

عروج چونک اُٹھی — عروج گھبرا اُٹھی — عروج پریشان ہو اُٹھی ——

"وہ — وہ — اوہ! اب ہم کیا بتائیں —؟ ہم میں کچھ کہنے کی جرأت نہیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کاش! یہ سب کچھ غلط ہوتا — کاش — کاش —!!

عجیب سا دُکھ اور دل کو چیر دینے والی کراہ ان کی آواز میں تھی ——

"ہم یہ سب کچھ تمہیں بتا کر پریشان کرنا بھی نہیں چاہتے تھے — مگر — خاموش رہتے تو ہمارا دل پھٹ جائے گا — ہمارا دماغ بیکار ہو جائے گا — ہم کسی اپنے کو اپنا یہ دُکھ بتانا چاہتے ہیں — اور تمہارے سوا ہمیں کوئی اور اپنا دکھائی ہی نہیں دیتا — ہماری تو سب کچھ تمہیں تم ہو —"

آنکھوں میں آنسو آئے ہوئے تھے انہیں ضبط کرنے کے لیے، انہیں اندر ہی اندر پی جانے کی کوشش میں سرمد دانتوں تلے ہونٹوں کو دبا رہے تھے ——

عروج کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا —

نجانے وہ کیا سننے والی تھی — ؟ نجانے کون سا بم پھٹنے والا تھا ——

اس کے حواس پہلے ہی منتشر سے ہوئے جا رہے تھے —

"تم ہمارے ہاں سے ہو کر آئیں تو امی حضور اور بچیاں وغیرہ بہت خوش تھیں — رات کے بارہ بجے ایک بجے تک سب بہنیں اور امی حضور جانے کیا کیا پروگرام بناتی رہیں — ہمیں چھیڑ چھیڑ کر، ستا ستا کر پاگل اور صبحی نے بُرا حال کر ڈالا تھا — مگر ہم پھر بھی خوش تھے — بیحد خوش — کہ ہمارا انتخاب سب کا ہی انتخاب بن گیا تھا ہم نے کوئی غلط قدم نہیں اُٹھایا تھا ——"

سرمد عروج کی آغوش میں چہرہ چھپائے ہوئے ہولے بڑبڑا رہے تھے —

عروج چپ چاپ گم سُم سی بیٹھی تھی ——

"پانچویں دن جمعہ تھا — اور امی حضور شادی کی بات چیت کے لیے اسی مبارک

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان یہاں آنا چاہتی تھیں۔ ان دنوں میں ہمارا تمہیں ملنے کو کیسے کیسے جی تڑپا۔ ہم بتا نہیں سکتے۔ مگر خاندان کے رواج کے مطابق تمہارا ہم سے پردہ رہنا تھا۔ خود امی حضور نے ہمیں منع کر دیا تھا۔ اور سب کی خوشیوں اور خاندانی رسوم کا احترام کرتے ہوئے بڑی مشکل سے ہم نے خود کو ادھر آنے سے روکا۔ یہ ہماری تمہاری وقتی جدائی، دائمی وصل کی صورت لے لینے والی تھی۔ اس لیے ہم یوں بھی خوش تھے۔ بیحد خوش۔ کہ اچانک ——"

سرمد نے چہرہ اٹھا کر بڑے دکھ سے عروج کی طرف دیکھا ——

"نورین آپا آگئیں ——"

"نورین آپا ——؟"

"ہمارے ماموں کی بڑی بیٹی ہیں۔ وہ تمہاری امی کی عزیز ترین سہیلی منصر صابر کی دوست ہیں۔ کچھ ان کے سسرال کی طرف سے دور کی رشتہ داری بھی ان میں ہے۔ پچھلے ایک سال سے ولایت گئی ہوئی تھیں۔ کاش! وہ ابھی وہاں سے واپس نہ آتیں ——"

سرمد نے کسی اندرونی خلش سے بے چین ہوتے ہوئے نگاہیں جھکا لیں ——

"امی کے چہرے پر کھلنے والے خوشیوں کے کنول دیکھتے ہوئے وہ پوچھنے لگیں کہ ان کی بے پایاں خوشی کی وجہ کیا ہے۔ امی حضور نے بتا دیا۔ کوئی بری بات تو تھی نہیں! اور جب نورین آپا کو معلوم ہوا کہ ہم نے شادی کے لیے جو لڑکی منتخب کی ہے وہ کرنل توقیر کی بیٹی ہے تو تب —— تب ——"

سرمد چپ سے ہو گئے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تب کیا ——؟"

عروج چونک کر پوچھنے لگی ——

"تب انہوں نے مسز صابر سے سنی ہوئیں اس لڑکی کی ماں کے متعلق وہ وہ باتیں امی حضور کو بتائیں کہ۔ کہ ——"

سرمد نے خاموش ہو کر نگاہیں جھکا لیں ——

"ہم جانتے ہیں تمہاری امی بیحد ماڈرن ہیں۔ اس دنیا میں ہر قسم کے لوگ بستے ہیں ماڈرن بھی اور دقیانوسی بھی —— یہ تو اپنی اپنی ذاتی پسند ہے۔ کسی نے رہن سہن کا کوئی طریقہ اپنا لیا اور کسی نے کوئی ——"

انہوں نے عروج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں —— "یقین کرو ہم نے تمہاری امی کا کبھی کوئی ایسا عیب نہیں دیکھا۔ ہم نے انہیں کبھی بُرا نہیں سمجھا۔ ہم نے ہمیشہ ان کی عزت کی اور انہیں قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھا۔ اس لیے۔ کہ وہ تمہاری امی ہیں"

سرمد بڑی مظلومیت سے عروج کی جانب دیکھ رہے تھے ——

"مگر —— تمہاری امی ہی کی ایک عزیز ترین سہیلی مسز صابر نے نورین آپا کو نجانے کیا کیا بتایا ہوا تھا۔ کہ امی حضور پریشان ہو گئیں۔ ہمارے ہاں کسی چیز کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی اخلاق و کردار کو۔ جتنی انسانی نجابت و شرافت کو۔ عین مذہب کے مطابق۔ تم اگر کرنل کی بجائے کسی مفلس کی بھی بیٹی ہوتیں تو ہمارے ہاں پھر بھی کسی کو اس رشتے پر اعتراض نہ ہوتا۔ کہ ہم دولت و عہدے کے بھی قائل نہیں —— مگر —— اوہ ——!"

سرمد نے بے کل ہوتے ہوئے اپنے سر کو ہاتھوں میں تھام لیا۔ پھر ایک آہ بھرتے ہوئے بڑے دُکھ سے بڑبڑائے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

" اجی حضور فرماتی ہیں کہ اگر ان کا بیٹا کسی طوائف زادی کو بھی پسند کر لیتا تو وہ کبھی انکار نہ کرتیں ۔ کہ طوائف خود نہیں بنتی ۔ حالات کی مجبوریاں اسے بنا دیتی ہیں ۔ مگر بیگم تو قیر کی جو حیثیت ہے ۔ شریف خاندان سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان کا شوہر اعلیٰ عہدے پر فائز ہے دنیا کی ہر آسائش، ہر نعمت انہیں میسر ہے ۔ ایک نہیں تین بیٹیوں کی ماں ہیں ۔ تعلیمیافتہ ہیں ۔ ہر بات کی سمجھ بوجھ رکھتی ہیں ۔ اچھائی برائی میں تمیز کر سکتی ہیں ——"

عروج سر جھکائے چپ چاپ سنے جا رہی تھی —— اور یہ حقیقت ہے کہ رو رہی تھی ۔

" پھر وہ جو ایک طوائف جیسی زندگی گزار رہی ہیں یہ خوشامد کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ یہ مُردہ ضمیر کی علامت ہے یہ ننگِ انسانیت ہے ۔ اور ہم غریبی مفلسی ۔ غرض ایک انسان کی اور ہر کمزوری نظر انداز کر سکتے ہیں مگر ایک عورت کی اس قسم کی ذہنی پستی گوارا نہیں کر سکتے کہ آنیوالی نسلیں اسی کی گود میں پرورش پاتی ہیں ۔ ایسی بدنام زمانہ عورت کے ساتھ ہم کوئی بھی ناطہ جوڑنے کو تیار نہیں ۔ عروج ہمیں پسند ہے ۔ مگر ایسی سمدھن جو انسانیت اور شرافت کے نام پر دھبہ ہو وہ ہم گوارا نہیں کر سکیں گے ۔ وہ ہم قبول کرنے کو قطعی تیار نہیں ——"

سرمد نے رحم طلب نگاہوں سے عروج کی طرف دیکھا ۔

" بتاؤ عروج ! اب ہم کیا کریں ۔ ؟ لوگوں کے ان شکوک کو کس طرح دُور کریں ۔ تم ان کی بیٹی ہو ۔ تم کچھ بہتر رائے دے سکو گی ۔ ہم تمہارے بغیر نہیں جی سکتے ۔ ہم نے تمہیں بڑے ارمانوں سے چاہا ہے ۔ ہم نے تم سے خلوص دل سے محبت کی ہے —— تمہارے وجود نے ہمارے زندگی کے بے رنگ خاکے میں بڑے نرالے اور خوبصورت سے رنگ بھرے ہیں ۔ ہمیں انوکھی انوکھی لذتوں سے روشناس کیا ہے ۔ ہماری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تکمیل تمہیں نے کی ہے۔ بتاؤ۔ بتاؤ ہم کیا کریں۔؟"

سرمد نے عروج کے دونوں ہاتھ تھام کر ہتھیلیوں میں رگڑے ——

"کوئی طریقہ — کوئی راستہ — تمہاری امی پر لگے ان بہتانوں کو بہتان ثابت کیا جا سکے — کہ ماڈرن ہونا اور ہوتا ہے اور گناہ آلود زندگی اور ہوتی ہے — کس طرح سب کے ذہنوں میں یہ ڈالا جائے۔ ورنہ — ورنہ عروج! ہم کہیں کے نہ رہیں گے — ہم تمہیں چھوڑ نہیں سکتے — ہم تم سے علیحدہ ہو کر جی ہی نہیں سکیں گے — کسی صورت نہیں — کسی طور نہیں ——"

سرمد منت بھرے لہجے میں کہے جا رہے تھے ——

عروج خاموش تھی — بالکل خاموش — سرمد نے غور سے اس کے چہرے کی جانب دیکھا ——

ماں کی بات سن کر بھی وہ خاموش رہی تھی — اتنے بڑے بہتان اس پر لگے تھے — تب بھی خاموشی کے قفل نہیں ٹوٹے تھے ——

اس کی ذرا سی بات پر یکدم تیز ہو جانے والی طبیعت میں اب تیزی نہیں پیدا ہوئی تھی — اس نے مسز صابر کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا ——

البتہ — اس کے چہرے کا رنگ پیلا پڑتا جا رہا تھا — اس کے ہاتھ یخ تھے — کانپ رہے تھے — آنکھوں میں عجیب سی بے بسی تھی — مجبوری تھی — اور رخساروں پر موٹے موٹے قطرے آنسو بن ٹپ ٹپ گر رہے تھے ——

تو کیا — تو کیا — مسز صابر نے جو کچھ کہا تھا بہتان نہیں تھا — ؟ نورین آپا نے امی حضور کو جو کچھ بتایا وہ سب درست تھا — ؟؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد نے عروج کو شانوں سے تھاما اور جنونی انداز میں جھنجھوڑ ڈالا ——

" تم ہماری کسی بات کی تردید کیوں نہیں کرتیں —؟ تم تمہارے منہ پر تھپڑ کیوں نہیں دے مارتیں —تمہیں غصہ کیوں نہیں آرہا — ماں کے متعلق اتنی بڑی بات سن کر تم خاموش کیوں ہو —؟ بتاؤ —؟ کچھ کہو —؟ اوہ ——!"

عروج کی یہ خاموشی —! عروج کی یہ کیفیت ——!! عروج کا مجرمانہ انداز میں جھکا ہوا سر اور جھکی ہوئی نگاہیں ——!!!

سرمد نے اسے چھوڑتے ہوئے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا اور اک شکست خوردہ سی آواز میں بولے —

" آج ہم بساطِ زندگی کی ہر بازی ہار گئے — عروج! آج ہم اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ——"

ایک بار پھر سرمد نے عروج کی آغوش میں چہرہ چھپا لیا —

" امی حضور کے حکم کی خلاف ورزی ہم نہیں کر سکتے — اس لیے — کہ ان کا ہر حکم ہر فرمان، خاندان کی عزت و وقار کے لیے ہوتا ہے — انہوں نے کبھی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی — انہوں نے کبھی کسی کا حق غصب نہیں کیا — ان کے اصول ہمیشہ صاف ستھرے اور پاکیزہ رہے ہیں — اور ہم — ہم ان کا صرف ایک بیٹا ہیں — ان کے اصولوں کو قائم رکھنے والے ——"

سرمد اسی طرح بیٹھے انتہائی دکھی آواز میں بولے جا رہے تھے ——

" ہم کوئی ایسا کام نہیں کریں گے کہ کل کو ہماری طرف انگلی اٹھے کہ پشتوں سے جو خاندان نجابت و شرافت کا نمونہ چلا آرہا تھا آج اس کے نام پر بٹہ لگانے والے ہم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیں — نہیں — نہیں — ہم اپنی ذات پر نامرادیاں سہہ لیں گے — ہم اپنے ٹوٹے ہوئے
کے ٹکڑے سینے میں سمیٹے باقی عمر گزار لیں گے مگر والدین نے جو عزت و وقار اور نجابت و
شرافت اور اعلیٰ اقدار کے جو ستون کھڑے کیے ہیں — انہیں نہیں گرائیں گے —
انہیں ہمیشہ بلند و بالا رکھیں گے ——"

عروج کا سارا وجود کپکپا رہا تھا — سرمد نے گردن اٹھائی — بڑے غور سے دیکھا۔
اس کے دونوں یخ ہاتھوں کو تھام لیا اور اس کی یاس بھری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے
بہت ہولے سے بولے ——

"تم — تم اب بھی ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہو (ہمیں اب بھی تم سے محبت ہے
ایسی محبت، جو مرتے دم تک کسی بے بہا خزانے کی طرح ہمارے سینے کے اندر چھپی رہے
گی — ساری زندگی ہم تمہارا خیال لمحہ بھر کے لیے بھی خود سے جدا نہیں کر سکیں گے —
تم ہمیشہ ہماری آنکھوں میں اور ہمارے دل میں مقیم رہو گی — جیسے خانہ کعبہ میں حجرِ اسود — ا
کہ تم اسی طرح پاک ہو اور مقدس ہو) ——!"

سرمد نے اس کے لرزتے ہاتھوں کو چوما — آنکھوں سے لگایا — بڑی عقیدت
سے — انتہائی محبت سے — اور پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے ——

عروج بھی ان کی تقلید میں اٹھ کھڑی ہوئی — زبان سے ایک لفظ نہیں نکالا —
"خدا حافظ —!"

سرمد نے اس کے لرزتے وجود پر گویا آخری نگاہ ڈالی —
عروج اتنا بھی نہ کہہ سکی — چپ چاپ اس کے ساتھ ساتھ برآمدے تک چلی آئی
سرمد گاڑی میں بیٹھ گئے — وہ خاموشی سے کھڑی تکتی رہی — سرمد نے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھتے دیکھتے گاڑی سٹارٹ کر دی — جب عروج نگاہوں سے اوجھل ہونے لگی تو ان کا ہاتھ اٹھا اور بہت ہولے سے ہوا میں لہرا گیا ——

عروج اب تک ساکت کھڑی تھی — کسی مجسمے کی طرح بے جان سی — زبان سے خدا حافظ کہنا چاہا تو کہہ نہ سکی — ہاتھ ہلا کر ہی بہتر زندگی کی دعا کے ساتھ انہیں خیر باد کہنا چاہا — وہ نہ کر سکی ——

اور — وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ——

عروج کی آنکھوں کے آگے آنسوؤں کے پردے حائل ہوئے جا رہے تھے — پاؤں من من بھاری ہو رہے تھے — ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں ——

واپس ہونے لگی تو کسی عضو نے (مجھ سے) اس کا ساتھ نہ دیا — یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے روح پرواز کر گئی تھی ——

"سرمد! سرمد! کاش میں آپ کو بتا سکتی کہ — کہ ——"

اس نے گھبرا کر اپنے ننھے سے سر کو جھٹک دیا ——

"اوہ — نہیں نہیں — یہ غلط ہے — یہ جھوٹ ہے — ایسی ماں کی اولاد کو کسی سے محبت کرنے کا کوئی حق نہیں — اور کسی اچھے اور شریف خاندان میں زندگی گزارنے کے سپنے دیکھنے کا بھی کوئی حق نہیں ——"

اور وہ اپنے مردہ وجود کو بڑی مشکل سے گھسیٹتے ہوئے واپس ڈرائنگ روم میں لے آئی ——

صوفے پر یوں گری جیسے کوئی بیچ مچ کی لاش تھی وہ —!

اتنی دیر سے جن آنسوؤں کو ضبط کیے تھی وہ رخساروں پر ڈھلک گئے —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے تو اپنی بے بسی پر بھی آنسو بہانے کا کوئی حق نہ تھا۔ انہیں پونچھنے کے لیے دوپٹے کا پلو اٹھایا — وہ پہلے ہی نم تھا — سرمد کے آنسوؤں سے ——!

اس کی گود میں پڑا تھا اور وہیں سرمد چہرہ ٹکائے بیٹھے رہے تھے — بے اختیار ہو کر اس نے آنکھوں سے لگا لیا ——

پھر — اس کے بھی آنسو وہیں جذب ہونے لگے — ضبط کے سب بند ٹوٹ گئے جانے کب تک وہ یونہی نیم جان سی پڑی رہی ——

"بیٹے ——!"

ابو کی شفقت بھری آواز کان میں اتری اور ساتھ ہی ان کے بھاری ہاتھ کا لمس شانے پر محسوس ہوا — چونک کر سیدھی ہو بیٹھی ——

"آپ —؟ ابو آپ کب آئے ——؟"

جلدی سے آنسو خشک کرتے ہوئے گھبرا گھبرا کر پوچھنے لگی ——

"آج آپ دفتر سے دیر کر کے کیوں آئے ——؟"

ابو نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا — اس کی گلابی گلابی آنکھوں کو بغور دیکھتے ہوئے بہت ہولے سے پوچھنے لگے ——

"سرمد چلا گیا —؟"

"جی — جی ——"

وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی ——

تو کیا ابو کو سرمد کی آمد کا پتہ چل گیا تھا —؟

وہ کانپ سی گئی — بڑی بری بات تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور ابّو کو جانے کیا ہوا — اس کے لڑکھڑاتے وجود کو بازوؤں میں بھر کر سینے سے لگا لیا ——

"تمہارے یہ آنسو — مجھے معاف کر دو بیٹی — مجھے معاف کر دو — میں تم سے بہت شرمندہ ہوں — مجھے پوری طرح احساس ہے کہ دل کا روگ بُرا ہوتا ہے — بہت اذیتناک ہوتا ہے — میں تمہارے اس روگ کو دُور کرنے کی پوری کوشش کروں گا —"

"ابو! ابّو آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں —؟"

عروج سٹپٹائی جا رہی تھی ——

"میں سب کچھ جانتا ہوں بیٹی! میں سب کچھ جانتا ہوں — اور میں اسی لیے تم سے شرمندہ ہوں کہ مجھے پہلے کیوں ہوش نہ آیا — میں نے جس اولاد کو جنم دیا تھا اس کے لیے میں نے کبھی بھی کچھ نہ کیا — میں کیوں اتنا خود غرض ہو گیا کہ اپنے آپ ہی میں ڈوبا رہا — اپنے دل کے جذبوں میں ہی اُلجھا رہا — مجھے معاف کر دینا بیٹی — اب میں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا ——"

عجیب بے ربط سی باتیں ابّو کیے جا رہے تھے ——

"نہیں — نہیں ابّو — ایسی کوئی بھی تو بات نہیں ——"

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے اور کیا نہ کہے — اور ابّو اس کی سُن بھی تو نہیں رہے تھے — ایک بار پھر اسے سینے کے ساتھ بھینچ لیا ——

پھر اسے علیحدہ کرتے ہوئے اس کی پیشانی چُومی اور اس کی متورم آنکھوں کو بڑی شرمندگی اور ہمدردی کے ملے جلے جذبات سے دیکھتے ہوئے تیز تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل گئے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عروج حیران پریشان کھڑی تھی ——

یہ ابو کیسی باتیں کر رہے تھے — ؟ وہ اپنی بھول' ان کی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ سروری کمرے میں داخل ہوئی ——

"عروج بی بی! اب چائے لے آؤں — ؟"

"اب سے تمہاری کیا مراد ہے ——— ؟"

"تھوڑی دیر پہلے میں چائے لا رہی تھی تو کرنل صاحب نے مجھے واپس بھیجا دیا تھا کہ ابھی چائے کی ضرورت نہیں ——"

"ابو نے واپس کر دیا تھا ——— ؟"

عروج متعجب سی بولی ——

"ہاں — اسی کمرے سے تو شاید نکلے تھے — یہاں باہر ہی مجھے ملے تھے —"

اوہ! تو ابو نے سب کچھ سن لیا تھا — سب کچھ دیکھ لیا تھا ——

سرمد کی باتوں میں وہ ایسا کھوئی تھی کہ اسے اردگرد کا کوئی ہوش ہی نہ رہا تھا۔ پہلے پریشانی نے نڈھال تھی اب ساتھ شرم سے پانی پانی ہو گئی ———

"کون آیا تھا بی بی ——— ؟"

سروری عروج کی گلابی گلابی آنکھوں اور بھیگی بھیگی پلکوں کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یوں لگتا ہے جیسے آپ روتی رہی ہوں ———"

عروج سروری کی کسی بات کا جواب نہ دے سکی — چہرہ جھکا' چپ چاپ اپنے کمرے کی سمت چل دی — سروری حیران سی کھڑی اسے دیکھتی رہ گئی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

عجیب سی شام تھی — کچھ اُداس سی — کچھ دھندلی دھندلی — اور کچھ ویران ویران سی ——!!

ابّو اپنے کمرے میں تھے — گُل اور بُلبل اِدھر اُدھر کہیں کھیل رہی تھیں — سرور ی باورچی خانے میں تھی — اور وہ — جانے کب سے اپنے کمرے میں پلنگ پر اوندھی پڑی تھی — ؟ شاید صدیوں سے —!

امّی واپس آچکی تھیں — بیحد غصّے میں آئی تھیں — ان کا میک اَپ والا چمکتا دمکتا چہرہ غصّے کی زیادتی سے تاریک سا دکھائی دے رہا تھا۔

وعدے کے مطابق سرمد وہاں ہوٹل میں نہیں پہنچے تھے — دو تین گھنٹے وہ انتظار کرتی رہیں — تب مینجر نے اُنہیں بتایا کہ ابھی ابھی نواب زادہ سرمد کا فون آیا تھا انہیں کوئی بہت ہی ضروری کام پڑ گیا تھا — اس لیے وہ وعدے کے مطابق اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وقت وہاں پہنچنے سے قاصر تھے — اور بہت شرمندہ تھے اور معذرت کر رہے تھے۔
امی جھنجلاتی ہوئیں گھر واپس آگئیں — ان کا پارہ اتنا چڑھا ہوا تھا کہ ان کی مشکل دیکھ کر ہی اندازہ ہوا جا رہا تھا۔

بغیر کسی قصور کے ہی سروری کو ڈانٹ دیا — بلاوجہ گل اور بلبل کو جھڑکیاں پڑ گئیں بے گناہ ابو کو بہت کچھ سنا ڈالا۔

غرض خاصا ہنگامہ کھڑا کیا — دل کی جلن، کھولن اور تلملاہٹ — جو بھی سامنے آیا اس پر بڑی فراخدلی سے اُتار دی۔

عروج چپ چاپ اوندھی پڑی سب کچھ سنتی رہی — اس میں تو اتنی سکت نہیں تھی کہ ہل جل بھی سکتی۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا اس کے خفتہ حواس بیدار ہو رہے تھے — سرمد کے جانے سے اب تک وہ جیسے خواب کے عالم سے گزر رہی تھی۔

اور اب ہوش آ رہا تھا تو احساسات و جذبات بھی جاگ رہے تھے — یہ کیا ہو گیا — ؟ یہ کیا ہو گیا — ؟؟

سینے کے اندر سے ٹیسیں سی اُٹھ رہی تھیں — دل ڈوبا سا جا رہا تھا —

آج پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ اسے سرمد سے شدید محبت تھی — ان کے بغیر اسے اپنی زندگی نامکمل اور غیر ضروری سی لگ رہی تھی۔

کاش — ! کاش ان کی زندگیوں میں سرمد آئے ہی نہ ہوتے — یہ ان سب کو کیسا روگ لگ گیا تھا — ؟

وہ اسی طرح لٹی پٹی سی پڑی ہوئی تھی — صرف ایک ذہن تھا جو بیدار تھا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنا کام کیے جا رہا تھا۔ جنم جنم سے اُسے جو محرومیاں ملی تھیں۔ ان کی یاد دلا رہا تھا سرمد کے لیے اندر جو جذبے بیدار ہو رہے تھے۔ تڑپا رہے تھے۔ بے کل کیے دے رہے تھے۔ ان کا احساس دلا رہا تھا۔

اور پھر۔ ذہن کی روانی کی طرف بہتی چلی گئی۔ اس کی محرومیوں۔ اس کی پریشانیوں اور اس کے تمام دکھوں کی وجہ بھی تو وہی تھیں۔ گھن کی طرح کھا جانے والے ایک روگ ہی کی مانند وہ ذہن سے چمٹی رہتی تھیں۔

سرمد ان کی دنیا سے چلے گئے تھے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اور عروج اگر خاموش رہی کہ وہ کیوں گئے تھے تو۔

مہ لقا نے چند دن ان کا سوگ منانے کے بعد اپنی جوانی کی تسکین کے لیے کوئی نہ کوئی اور سہارا ڈھونڈ لینا تھا۔ یہ اسے یقین تھا۔

پہلے بھی تو یہی کچھ ہوتا رہا تھا۔ کیپٹن ظہیر آتے رہے۔ آتے رہے۔ امی کی ان کے ساتھ بے تکلفی اور دوستی زیادہ سے زیادہ ہوتی رہی۔ یوں لگتا تھا جیسے دونوں ایک جان دو قالب تھے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ کر سکتی تھی۔

مگر پھر اچانک ہی ان کی شادی ہو گئی۔ وہ اپنی نئی نویلی اور جوان دلہن میں ایسا کھوئے کہ پھر ادھر کا رُخ ہی نہ کیا۔

امی بہت دنوں تک اسی طرح ویران اور اجاڑ سی رہیں۔ یونہی ہر ایک سے اُلجھتی پھریں۔ اور پھر۔

اس کے بعد۔ چند ہی دن بعد۔ ڈاکٹر سلیم ان کے ساتھ تھے۔ کبھی فلم دیکھنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جارہے ہوتے تو کبھی کسی ہوٹل میں کھانا کھایا جاتا — وہی بے تکلفی اور دوستی ان کے ساتھ تھی ——

کیپٹن اظہر کو وہ حرف غلط کی طرح بھول چکی تھیں — اب ہر طرف ڈاکٹر سلیم ہی ڈاکٹر سلیم تھے — انہیں کی تعریفیں اور انہیں کی باتیں — اور کچھ ان کی زبان سے نکلیں خود اپنی تعریفیں ——

سال دو سال یوں بیت گئے — پھر اچانک ڈاکٹر سلیم کا اعلیٰ تعلیم کے لیے وظیفہ منظور ہوگیا — وہ امریکہ سدھار گئے ——

چند دن تک امی نے ان کا سوگ منایا — گھر میں بند پڑی رہیں — بہت سارے سگرٹ پھونک ڈالے — چائے کی کیتلیاں کی کیتلیاں خالی کردیں — خوب خوب خود کو بھی جلایا اور دوسروں کو بھی ——

اور پھر — پھر جاوید ان کی دنیا کو رنگین بنانے آگئے — یا انہوں نے خود ہی اپنی بے رنگ دنیا کو اوپنے لیے جاوید کی جوانی سے رنگین بنالیا۔

پھر وہی دن تھے — وہی راتیں — اور امی اور جاوید — وہی بے تکلفی — وہی دوستی — وہی اکٹھے آنا جانا اور گھر اور شوہر اور بچوں کی طرف سے بے پرواہی —!

پھر — پھر — جانے کون کون تھا — جانے کون کون تھا ——؟

اور اب سرمد کے بعد کوئی اور انہیں مل جائے گا — یہ چکر چلتا ہی رہے گا — چلتا ہی رہے گا۔

"اوہ ——!"

عروج نے اپنے چکراتے سر کو تھام لیا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

آج ان کی ایک بیٹی کا ان کی وجہ سے شریف اور اعلیٰ خاندان میں رشتہ نہیں ہو سکا تھا — کل — کل ان کی دوسری دو بیٹیاں جوان ہو جائیں گی —

پھر ان کے دلوں کو بھی ایسے ہی روگ لگیں گے — انہیں بھی ایسے ہی گھاؤ ملیں گے — ان کی نگاہیں بھی شرم سے جھک جھک جائیں گی — ان کی پیشانیاں بھی عرق آلود ہوں گی — بے گناہ ہوتے ہوئے گناہ گاروں کی طرح ان کے ہونٹوں پر بھی خاموشی کے قفل لگ جائیں گے — اور مجرموں کی طرح سر جھکے ہونگے۔

اور — ان کی زندگیاں بھی یونہی برباد ہوں گی —

عروج گھبرا اٹھی — نہیں نہیں — کل اور بعد کے لیے وہ یہ سب کچھ نہیں ہونے دے گی۔

(۱) انہیں یہ روک نہیں لگنے دے گی — دوسروں کے سامنے ان کی نگاہیں اور سر نہیں جھکنے دے گی۔

ان کے مستقبل کی وہ خود حفاظت کرے گی — اس نے انہیں ماں کی طرح پالا تھا — ان کے لیے — ان کی بہتر زندگی اور بہتر مستقبل کے لیے — وہ زمانے سے لڑ جائے گی —

اس کی اپنی زندگی تو خراب ہو گئی تھی — کانٹوں میں گھسٹ گھسٹ کر اس کا نہ تو صرف ذہن بلکہ روح تک زخمی ہو چکی تھی — لیکن اب —

کراہتے ہوئے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی —

یوں خاموشی بجا نہیں تھی — اسے امی کو سب کچھ بتانا ہی چاہیئے تھا — ان کی غلطیوں کا انہیں احساس دلانا ہی چاہیئے تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بیشک وہ اس کی ماں تھیں — ان کی عزت و احترام اپنی جگہ مگر آج اسے امی سے دو ٹوک بات کرنا ہی ہوگی —

اس عزم نے اسے بڑا حوصلہ دیا وہ اپنی پست ہوتی ہمتوں کو مجتمع کرنے لگی۔

امی کے چلن نے جو ان کی اولاد کی راہوں میں کانٹے بوئے تھے ان سے انہیں مطلع کرنا ہی ہوگا —

ایک بیٹی کی زندگی تباہ ہوگئی تھی وہ باقی دو کی بچا سکتی تھیں — یہ چلن چھوڑ کر — یہ شہر چھوڑ کر — شریفانہ زندگی اختیار کر کے — اپنے شوہر اور اپنے گھر میں دلچسپی لے کر —

آج وہ سب کچھ کہہ ڈالے گی — آج وہ سینے میں اُبلتے کھولتے آتش فشانوں کے دہانے کھول دے گی۔

جو دُکھ، جو درد اسے ملے تھے — ابو کو ملے تھے — اور جو مُردہ میاں گل اور بُلبل کا مقدر بنی تھیں وہ سب امی کے سینے میں اُتارنا ہی ہوں گے — امی کے بوئے جن کانٹوں نے ان سب کے پاؤں چھلنی کیے تھے۔ وہ امی کی رُوح میں چبھونا ہی ہونگے انہیں سب دُکھوں، پریشانیوں اور سینے میں اُٹھنے والی ٹیسوں سے آشنا کرنا ہی ہوگا —

کہ ایک ماں اولاد کا چھوٹے سے چھوٹا دُکھ، معمولی سے معمولی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتی — شاید ان کے دل کے کسی کونے میں ایسا جذبہ موجود ہو۔

پُرعزم انداز میں چلتے ہوئے عروج نے پورے گھر کا ایک چکر لگایا — ابو اپنے کمرے میں تھے — امی اپنے کمرے میں تھیں — گل اور بُلبل مہمان خانے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں کسی کھیل میں مگن تھیں ـــــ سروری کھانے والے کمرے میں تھی ـــــ
ایک مصمم عزم کے ساتھ وہ امّی کے پاس جانے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے سروری نے آواز دے ڈالی ـــــ

"عروج بی بی! کھانا لگ گیا ہے ـــــ"

عروج ٹھٹکی ـــ لمحہ بھر کے لیے سوچا ـــــ

"مجھے بھوک نہیں ـــــ"

پھر واپس اپنے کمرے میں چلی گئی ـــ اور ٹہل ٹہل کر اُلجھے اُلجھے خیالات میں کھو کھو کر سب کا کھانے سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی ـــــ

ٹہل ٹہل کر تھک گئی تو پھر پلنگ پر اوندھی لیٹ گئی ـــــ

جانے کیا ہوا جا رہا تھا ـــ؟ سرمد کا خیال اس طرح تو کبھی بھی اس کے ذہن اس کے دل و دماغ پر سوار نہیں ہوا تھا۔

مگر آج جبکہ وہ چلے گئے تھے تو اس کے تن من میں اس کے حواس پر چھائے جا رہے تھے ـــ اور اسے بے چین اور بے کل کیے دے رہے تھے ـــــ

ہائے ـــ! وہ کیسے اس عذاب سے نجات پائے گی ـــ؟ کیسے زندگی کی اس ویرانی سے سمجھوتہ کر سکے گی ـــ؟ کیسے سرمد بغیر سکون پا سکے گی ـــ؟

یہ کیا ہو گیا تھا ـــ؟ یہ کیا ہو گیا تھا ـــ؟؟

لمحہ بھر کے لیے بھی سرمد کا وہ غمزدہ چہرہ ـــ اُداس اور چھلکتی آنکھیں اور مسکراہٹوں سے عاری ہونٹ اسے بھول نہیں سکے تھے ـــــ

بار بار نگاہوں میں گھوم رہے تھے اور اسے پریشان اور دُکھی سے دُکھی تر کیے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

جا رہے تھے ——

گل اور بلبل کھانا کھا کر اندر آئیں — جانے کیا واقعہ پیش آگیا تھا — دونوں ہنس ہنس کر بے حال ہوئی جا رہی تھیں ——

ان کی یہی قل قل کرتی ہنسی ہمیشہ عروج کے وجود میں انوکھی سی خوشیاں اور لذتیں بھر دیا کرتی تھی — مگر آج تو وہ بھی اس کے اندر پھیلی ہوئی ویرانی کو سمیٹ نہیں سکی تھی —

اسی طرح چپ چاپ پڑی رہی — گل اور بلبل نے اسے سویا ہوا سمجھ لیا تھا — بہت ہولے ہولے باتیں کرتے ہوئے کتابیں لے کر بیٹھ گئیں ——

عروج ان کے سونے کے انتظار میں اسی طرح خیالوں میں کھوئی پڑی رہی — وہ سو جاتیں تو وہ امی کے پاس جاتی — کچھ بھی ہو جائے — آج اس نے امی سے بات کرنے کا دل میں پکا فیصلہ کیا ہوا تھا ——

باہر سے سردی کے چلنے پھرنے اور کام دھندہ کرنے کی آہٹ آ رہی تھی — تھوڑی دیر بعد ٹرالی چلنے کی آواز سنائی دی ——

امی نے شاید چائے یا کافی مانگی تھی — جس طرح عروج کو قرار نہیں تھا — اسی طرح اسے یقین تھا کہ آج امی بھی نارمل نہیں ہوں گی ——

سرمد ابھی نہیں بہت غصہ تھا — اور عروج ان کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھی. ساری رات جاگیں گی — سگریٹ پئیں گی — چائے کی پوری کی پوری کیتلی خالی کریں گی. اور پھر — صبح ہونے کے قریب سو جائیں گی ——

گل اور بلبل سکول کا کام ختم کر کے اسی طرح دھیرے دھیرے سرگوشیوں میں باتیں کرتے ہوئے پلنگ پر دراز ہو گئیں — پھر بڑی دیر ہوئے ہوئے ایک دوسری کے کانوں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

منگھیر گھیر کر کہانیاں سناتی رہیں ——

عروج کہنیوں کے نیچے سے سب کچھ دیکھ رہی تھی — کہیں جلد سو بھی تو نہیں چکتیں ——

عروج میں اب مزید برداشت کی قوت نہیں تھی ——

جھنجھلا جھنجھلا کر سوچنے لگی ——

آج تو انہیں بھی نیند نہیں آ رہی تھی — شاید اس لیے — کہ دوپہر بڑی دیر تک سوتی رہی تھیں — روز تو عروج ایک آدھ گھنٹہ آرام کر لینے کے بعد انہیں جگا دیا کرتی تھی — مگر آج وہ ادھر سرمد کے پاس رہی تو یہ دونوں خوب حوصلے نکال کر سوئیں — اسی وجہ سے اب وہ جاگ رہی تھیں اور ایک دوسری کو کہانیاں سنا رہی تھیں اور ہنس رہی تھیں ——

جوں جوں وقت گزر رہا تھا — عروج کے دل کی تڑپ بڑھتی جا رہی تھی — سرمد کی یاد شدت اختیار کرتی جا رہی تھی — ان کی ویران آنکھیں اس کی آنکھوں میں بس کر رہ گئی تھیں اور اس کے اندر زیادہ سے زیادہ ویرانی پھیلائے جا رہی تھیں — اور —

امی سے بات کرنے کے لیے اس کا صبر بے قرار ہوا جا رہا تھا ——

اب باہر سے سروری کی بھی کوئی آہٹ سنائی نہیں دے رہی تھی — وہ شاید سب کاموں سے فارغ ہو کر اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی — باہر بالکل خاموشی تھی — مگر — گل اور بلبل ابھی تک جاگ رہی تھیں۔

ان کے جاگتے میں اٹھ کر چلی جاتی لیکن جانتی تھی کہ آج اس کے اور امی کے درمیان جس قسم کی گفتگو ہونے والی تھی اس نے امی کو غصہ چڑھا دینا تھا ——

پھر امی نے عادت کے مطابق چیخنا چلانا تھا — اسے برا بھلا کہنا تھا — اپنے گریبان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے اندر جھانکے بنا سرمد کی امی حضور کی شان میں گالیاں بکتا تھیں ۔ ساتھ ساتھ نورین اور مسز صابر کو بھی بے نقط سنا تا تھیں ——

اس سارے ہنگامے کا اسے پیشتر سے ہی علم تھا ۔ بعد میں بیشک ٹھنڈے دل سے کچھ سوچیں سمجھیں اور اپنی حرکات سے باز آجائیں ۔ مگر پہلے تو یہ سب ہونا تھا ——

ضرور بالضرور ——!

اور عروج نہیں چاہتی تھی کہ گل اور بلبل کچھ سنیں ۔ ان کے ننھے ننھے بے فکر دماغ سوچوں میں الجھیں اور پریشان ہوں ——

اب تو وہ صرف اور صرف انہیں کی خاطر سب کچھ کرنے والی تھی ——

گل اور بلبل یکدم خاموش ہوگئی تھیں ۔ عروج نے ایک بار پھر ذرا سی کہنی ہٹا کر چپکے سے انہیں دیکھا ——

دونوں فکر اور معصوم چہروں پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹیں رقصاں تھیں ۔ گلاب کی پتیوں جیسے سرخ سرخ اور نازک نازک ہونٹ آدھے آدھے کھلے تھے اور منہ سے بلے بلے سانس نکل رہے تھے ——

عروج اٹھ کر بیٹھ گئی ۔ ان کے سروں کے نیچے تکیے درست کیے ۔ انہیں ٹھیک طرح سے لٹایا ۔ وہ گہری نیند میں ڈوب چکی تھیں ۔ اطمینان کا سانس لیتے ہوئے عروج اٹھ کر کھڑی ہوگئی ——

بہت ہولے ہولے قدم اٹھاتے ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ایک چیخ بلند ہوئی ۔ عروج وہیں ٹھٹک کر رہ گئی ۔

یہ آواز کہاں سے آئی تھی ——؟ اتنی واضح اور اتنی بلند ۔! دوسری کوٹھیاں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو کافی فاصلے فاصلے پر تھیں — پھر کیا — ؟ ان کے اپنے ہی گھر سے ——

"اوہ — ! امی — ابو ——"

ٹوٹے ٹوٹے سے الفاظ اس کے ہونٹوں سے نکلے — اور وہ ہراساں ہو کر لڑکھڑاتی کانپتی ابو کے کمرے کی طرف بھاگی ——

"اللہ میاں ! میری امی اور ابو دونوں ہی کی خیر — ! دونوں ہی کو ان کی نیکیوں کی خاطر زندگی بخشیو — !! یہ گولی کی آواز — یہ چیخ کی آواز — میرا واہمہ ہی ثابت ہو — اللہ میاں — ! اللہ میاں ——!!"

ابو کا کمرہ خالی پڑا تھا — سامنے والی الماری کے پٹ چوپٹ کھلے تھے — ابو کا پستول — گولی چلنے کی آواز — امی کی چیخ — !!!

اس کے سینے سے سسکی سی نکلی — وہ امی کے کمرے کی طرف بھاگ اٹھی — ان کے کمرے کا دروازہ بند تھا — وحشیانہ انداز میں عروج ایک دھکے سے کھول کر اندر گھس گئی ——

اور پھر — کلیجہ تھامتے ہوئے وہیں دروازے کے ساتھ پشت ٹیک کر کھڑی ہو گئی ——

کاش ! یہ سب کچھ دیکھنے کے لیے اس کی بینائی باقی نہ رہتی — مگر — وہ اپنے ہوش و حواس کے ساتھ سارا نظارہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی ——

امی اپنے پلنگ پر چت پڑی تھیں — شانوں سے پاؤں تک جس سفید چادر سے ان کا جسم ڈھکا تھا — عین دل کی جگہ اس پر بہت سارے سرخ سرخ خون کے دھبے تھے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

امی کی آنکھیں بند تھیں — چہرہ بالکل پیلا پڑا ہوا تھا — جیسے وہ اک لاش تھیں اور ابو ——

اسی پلنگ کی پٹی پر بیٹھے امی کے ایک ہاتھ کو ہاتھوں میں لیے مسل رہے تھے اور جھک کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کے زرد چہرے کو دیکھ رہے تھے ——

ایک ٹک دیکھے جا رہے تھے — ہولے ہولے سے کچھ بڑبڑا رہے تھے — جانے کیا — ؟ عروج کی سمجھ میں کچھ نہ آیا ——

پھر ابو جھکے — اور انہوں نے امی کی پیشانی پر ہونٹ رکھ دیئے — امی اسی طرح ساکت پڑی تھیں ——

تو کیا — کیا امی سچ مچ ایک لاش بن چکی تھیں — ؟

"نہیں نہیں —"

عروج کے تمام حواس چیخ اٹھے — وہ پکی — شاید صرف بیہوش ہوں — کوئی طبی امداد انہیں زندگی بخش دے — خدایا — ! خدایا — !!

اس کا اندر ماں کی زندگی کے لیے چیخ چیخ کر دعائیں کر رہا تھا ——

عروج کے قدموں کی آہٹ پر ابو چونکے — مڑ کر دیکھا — پھر جلدی سے کھڑے ہو گئے ——

ابو کی طرف دھیان دیئے بغیر عروج آگے بڑھ گئی — بڑی عجلت سے جھک کر ایک ہاتھ امی کے سینے پر رکھ دیا — دوسرا ان کی پیشانی پر — دوسرے ہی لمحے اسے محسوس ہوا ——

وہاں کوئی سانس نہ تھا اور پیشانی میں گرمی نہ تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو کیا امّی ——؟ تو کیا امّی ——؟؟

ایک دلدوز سی چیخ اس کے حلق سے نکلی پھر وہ باپ کی طرف مڑی ——

"ابّو! یہ آپ نے کیا کر ڈالا ——؟ یہ آپ نے کیا کر دیا ——؟؟"

وہ ان کے بازو پکڑ کر جھنجھوڑنے لگی — ان کے سینے پر پیہم زور زور سے پٹخنے لگی ——

"ابّو! یہ آپ نے کیا کیا ——؟ یہ آپ نے کیسا ظلم کر ڈالا ——؟"

ابّو عجیب وحشیانہ انداز اور پھیلی پھیلی آنکھوں سے اسے گھورے جا رہے تھے۔ پھر —— نجانے کیا ہوا ——؟

یکدم انہوں نے عروج کے دونوں ہاتھ بڑی سختی سے اپنی گرفت میں لے لیے ——

"کون ہو تم ——؟ سرفراز ہو ——؟ کیپٹن اظہر ہو ——؟ کون ہو تم ——؟ پھر ڈاکٹر سلیم یا جاوید ہو گے — بتاؤ ——؟ کون ہو تم ——؟ مجھے معلوم ہے — تم میری ماہی کو مجھ سے چھیننے آؤ ہو ——"

ابّو نے بڑے زور سے اسے پرے دھکیل دیا — عروج بڑی مشکل سے سنبھل پائی یہ ابّو کیسی باتیں کر رہے تھے —؟ وہ متعجب سی انہیں دیکھنے لگی۔

"آجاؤ — سب آجاؤ — بیک سب مل کر آجاؤ — سب اکٹھے ہو کر جاؤ — تو ہیں اور بندوقیں لے کر آجاؤ ——"

پھر وہ بڑے زور سے ہنسے — اور اس ہنسی میں وحشت تھی —— جنون تھا ——!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مگر اب مجھ سے میری ماہی کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ کوئی نہیں ـــــ وہ اب میری ہے ـــ صرف میری ـــ ہاہاہا ـــ!!"

ابّو وحشیانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے ـــ

تو کیا ابّو اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے ـــ؟ کہیں ان کا دماغی توازن تو نہیں بگڑ گیا تھا ـــ؟

عروج پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے ان کے پیچھے بھاگی ـ وہ اسی بھیانک انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے اپنے کمرے میں جا گھسے تھے ـــ

کہیں خود کو کوئی گزند نہ پہنچالیں ـ عروج بھی پیچھے پیچھے لپکی ـ وہ ایک تکیہ کو سینے کے ساتھ بھینچے پلنگ پر دراز تھے ـ عروج کو دیکھا تو پھر ہنسنے لگے ـــ

"آؤ ـ آجاؤ ـ چھینو ـ بندوقیں چلاؤ ـ ملک کا سارا اسلحہ لے آؤ ـ مجھے شکست دینے کی کوشش کرو ـــ"

پھر قہقہہ ـ! وہی جنون و دہشت بھرا قہقہہ !!

"مگر یہ اب تمہارے قابو کبھی نہیں آئے گی ـ اب مجھے کبھی شکست نہیں ہو سکتی میری فتح ہو چکی ہے ـ ماہی میری ہو چکی ہے ـ صرف میری ـ آؤ ـــ آگے بڑھو ـــ"

عروج نے آنکھیں میچ کر ایک دکھ بھرا طویل سا سانس لیا ـــــ

"اوہ خدا ـــ!"

پھر ابّو کو ان کے حال پر چھوڑا ـــ اور خود چپ چاپ کمرے سے باہر نکل گئی ایک کمرے میں ماں کی لاش پڑی سسکیاں بھر رہی تھی ـ دوسرے کمرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں دیوانے باپ کے قہقہے گونج رہے تھے — یوں دونوں اپنے اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے ——

مگر — مگر تیسرے کمرے میں — وہ دو معصوم ہستیاں نیند میں مدہوش پڑی تھیں جن کی زندگی کی داستان کا ابھی آغاز ہی ہوا تھا — اور اس داستان نے انجام تک پہنچنے کے لیے ابھی بہت سارے مراحل سے گزرنا تھا ——

عروج راہداری کی ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں میچے کھڑی تھی ——

انہیں لباس کی ضرورت تھی — خوراک بغیر ان کا گزارہ نہیں ہو سکتا تھا — انہیں رہائش کے لیے اپنا گھر چاہیئے تھا — انہیں تعلیم حاصل کرنا تھی — ان کا مستقبل سنورنا تھا پھر جوانی کی منزل پر پہنچ کر ان کی زندگیوں کے ساتھی منتخب ہونا تھے — ان کی شادیاں ہونا تھیں ——

اتنی بڑی پریشانی کے باوجود اس وقت اس کا دماغ بڑی تیزی سے چل رہا تھا ——

اور یہ سب کچھ — یہ سب کچھ — کیا عروج اکیلی کر سکتی تھی ؟ کیا وہ ان کی ذمہ داری اٹھا سکتی تھی — ؟ کیا وہ ان کے لیے یہ سب مہیا کر سکتی تھی — ؟

خود اس کی اپنی تعلیم نامکمل تھی — اور اپنی نامکمل تعلیم کے ساتھ وہ ان کے لیے کتنی کارآمد ہو سکتی تھی — ؟

وہ بڑے انصاف سے اپنا محاسبہ کر رہی تھی — ان کی پوری زندگی کا معاملہ تھا — سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانا چاہیئے تھا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان کے گھر میں الّو کی اتنی آمدن آتی رہی تھی۔ دادا کی طرف سے بھی وراثت میں بہت کچھ ملا تھا۔ مگر امّی نے کچھ نہ بچایا۔ سب کچھ ہی خرچ کر ڈالا۔ ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہ سوچا کہ وہ بیٹیوں کی ماں تھیں۔

اور اب۔ نہ ان کا کوئی بنک بیلنس تھا۔ نہ کوئی جائیداد۔ حد تو یہ تھی کہ اس سرکاری بنگلے کے علاوہ ان کے پاس تو سر چھپانے کی بھی جگہ نہ تھی۔

وہ تو بالکل خالی ہاتھ تھیں۔ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر؟ کیا وہ یہ سارے بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر اُٹھا سکتی تھی؟

وہ بڑے حوصلے، بڑی برداشت سے کھڑی سوچ رہی تھی۔ نہیں۔ کسی صورت نہیں۔ کسی طور نہیں۔ ان کے لیے جس قسم کی بہتر اور خوبصورت زندگی کی وہ خواہاں تھی۔ وہ انہیں مہیا نہیں کر سکتی تھی۔

البتہ۔ الّو کا صرف دماغی توازن بگڑ گیا تھا۔ وہ زندگی سے نہیں ہار گئے تھے۔ ان کا اگر بہتر طریقے سے علاج ہو جاتا اور وہ صحت یاب ہو جاتے تو گل اور بلبل کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتے تھے۔ ان سے بہتر طریقے پر اور کوئی اس داستان کو پایۂ تکمیل تک پہنچا ہی نہیں سکتا تھا۔

رات کی تنہائی اور خاموشی میں اتنا بڑا ڈرامہ کھیلا گیا تھا۔ اور اس کی چشم دید گواہ صرف وہ اور وہ تھی۔ لہٰذا وہ جس طرح چاہتی، جس رنگ میں چاہتی اس ڈرامے کو دوسروں کے سامنے پیش کر سکتی تھی۔

اور اس نے سوچ لیا کہ اس بساط میں اگر کوئی غیر ضروری مہرہ تھا تو وہ خود ہی تھی۔ اس کی حیات کی داستان تو تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔ اب اسے مزید جی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر کرنا بھی کیا تھا ——؟

اپنی ماں کی دی ہوئی بدنامیوں کے ساتھ وہ سرمد کی زندگی میں داخل ہو ہی نہیں سکتی تھی —— اور سرمد کے بغیر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے زندگی گزارنا محال تھا۔

لہٰذا اس کی بیکار اور نامراد زندگی یوں اگر کسی کے کام آجاتی تو کیا بہتر نہ تھا ——؟

اس سے اچھا مصرف اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو دے کر گل اور بلبل کے لیے خوشگوار مستقبل خرید لیتی ——

ہوئے ہوئے ڈرتے ڈرتے قدم اٹھاتے وہ امی کے کمرے میں داخل ہو گئی خوف سے اس کا سارا وجود شمع کی لو کی طرح کانپ رہا تھا —— امی کا بے جان جسم دیکھ دیکھ کر اس کا دل تڑپا جا رہا تھا —— اس کے سینے کے اندر ہلچل سی مچی ہوئی تھی —— بڑی مشکل سے ضبط و حوصلے کو اس نے تھاما ——

امی کے بستر کے قریب ہی پستول گرا ہوا تھا —— اسے اٹھا کر اس پر سے ابو کی انگلیوں کے نشان مٹائے —— امی کے سرہانے ابو کے بیٹھنے سے بستر پر سلوٹیں پڑ گئی تھیں —— انہیں ہاتھوں سے درست کیا ——

غرض بڑی اچھی طرح دیکھ بھال کر وہاں سے ابو کی موجودگی کا ہر نشان مٹا ڈالا ——

پھر کتنی ہی دیر کھڑی امی کا بے جان چہرہ دیکھتی رہی ——

غم سے سینہ پھٹا جا رہا تھا —— آنکھیں چھلکی پڑ رہی تھیں ——

"امی! یہ تو میں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا —— کبھی بھی نہیں چاہا تھا —— کاش! آپ زندہ رہتیں —— آپ کے بغیر —— امی! میں زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی —— میری امی! سب مخالفتوں کے باوجود مجھے آپ سے پیار ہے —— مجھے آپ سے پیار ہے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کاش! میری آنکھیں آپ کو اس رُوپ میں نہ دیکھتیں — کاش! کاش — !!!

اور وہ اپنی چھلک چھلک آنے والی آنکھوں کو ہاتھوں سے ڈھکے سینے سے اُٹھتی ٹیسوں کو ضبط کیے کمرے سے باہر نکل آئی —

ہولے ہولے، لٹے لٹے قدم اٹھاکر پھر وہ ڈرائینگ رُوم میں جا پہنچی — فون پر نگاہ پڑی — پھر امّی کا بے جان وجُود نگاہوں میں پھر گیا —

لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو سنبھال سنبھال کر بڑی مشکل سے فون کی میز تک پہنچی۔ لرزتے ہاتھوں سے ریسور اُٹھایا اور نمبر ڈائیل کرنے لگی —

وہی نمبر آج وہ ڈائیل کر رہی تھی جو پچھلے دنوں امّی دن میں کئی کئی بار ڈائیل کیا کرتی تھیں اور — وہ سوچ کر بھی جرأت نہیں کر سکی تھی —

"ہیلو —!" کسی لڑکی کی آواز تھی —

"نوابزادہ سرمد موجود ہیں —؟"

کپکپاتی آواز کو بڑی مشکل سے اس نے نارمل بنانے کی کوشش کی —

"جی ہاں —"

"انہیں بلوا دیجئے —"

"آپ کون بول رہی ہیں —؟"

"میں — میں — "اوہ گاڈ گڑبڑا گئی —

"آپ مجھے نہیں جانتیں — اس لیے بتانے سے کوئی فائدہ بھی نہیں —"

"مگر بیگم حضور کی ہدایت ہے کہ انہیں سوتے سے بے آرام نہ کیا جائے — وہ آج کل بڑے پریشان ہیں —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں خود بڑی پریشان ہوں — پلیز! انہیں بلوا دیجئے — ورنہ —"

بیساختہ سی عروج کے منہ سے یہ نکل گیا — مگر پھر وہ جلدی سنبھل گئی —

"دیکھئے — بیحد ضروری بات ہے — اگر انہیں مطلع نہ کیا گیا تو ان کا نقصان ہو جائیگا اور پھر وہ مزید پریشان ہوں گے —"

فون ریسیو کرنے والی ایک منٹ خاموش رہنے کے بعد کچھ سوچتے اور کچھ جھجکتے جھجکتے ہوئے بولی —

"اچھا — تو — تو پھر آپ ہولڈ کریں —"

انتظار کے یہ چند لمحے — عروج کو بیحد طویل لگے — بار بار چونک چونک کر ارد گرد دیکھے جا رہی تھی — اتنی دیر سے تنے ہوئے اعصاب جیسے اب ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے — وہ بڑی مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے تھی —

"ہیلو —؟"

سرمد کی آواز عروج جھٹ پہچان گئی —

"آپ سرمد ہی ہیں نا —؟"

"جی ہاں — مگر آپ کون ہیں —؟"

سرمد کی آواز نے اس کے رہے سہے حواس بھی چھین لیے —

"میں عروج ہوں — سرمد! جلدی سے آجائیے —"

"کیا ہوا —؟"

"یہاں آئیں گے تو آپ ہی معلوم ہو جائے گا — بس! جلدی سے آجائیے —"

"کیا سب لوگ گھر میں نہیں ہیں —؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ میں کچھ نہیں جانتی — بس! آپ آجایئے — جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ اگر آپ کو دیر لگی تو — تو پھر — میں کچھ نہیں جانتی کیا ہو جائے گا —"

"بس! ہم آ ہی رہے ہیں — تم اطمینان رکھو —"

عروج کی آواز میں سسکیاں تھیں، چیخیں تھیں — اور — اور نجانے کیا کیا تھا۔؟ کئی قسم کے اندیشوں نے — انجانے سے خطرات نے سرمد کو پریشان کر ڈالا —

"حوصلہ کرو عروج! ہم پہنچ ہی رہے ہیں —"

انہوں نے جلدی سے ریسیور کریڈل پر پھینک دیا — ساری ہمتیں، سارے حوصلے اب یکدم ہی دم توڑنے لگے تھے — جانے عروج کا ہاتھ کریڈل تک کیسے پہنچا اور کیسے اس نے چونگا وہاں رکھا —؟

یہ اسے خود کو بھی معلوم نہ ہو سکا — پھر جیسے اسے کوئی ہوش نہ رہا —

سر صوفے کی پشت پر ٹکا تھا اور وہ نیم بیہوش سی وہاں نیم دراز تھی —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

گاڑی کو بریک لگنے کی آواز بڑی تیز تھی — عروج کی نیم بیہوشی کو ہوش آ گیا — صوفے پر آڑی ترچھی پڑی تھی — جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی ——

یہ اس وقت — اتنی رات گئے ان کے ہاں کون آیا تھا — ؟ لمحہ بھر کے لیے یہ سوچ اس کے ذہن میں آئی ——

اور پھر — اسے سب کچھ ہی یاد آ گیا — ذہن کے دریچے جیسے پورے کے پورے کھل گئے — یہ پچھلے چند گھنٹوں میں جو جو دکھ، غم اور پریشانیاں اس پر بیت گئی تھیں — سب یاد آ گیا — اور ایکدم سے اسے جھنجھوڑ گیا ——

گاڑی کا دروازہ کھلنے اور پھر کھٹاک سے بند ہونے کی آواز آئی ——

شاید سرمد تھے — اُٹھ کر دیوانوں کی طرح بھاگی — برآمدے میں کھلنے والا راہداری کا دروازہ بند تھا — پلک جھپکتے میں چٹخنی گرا کر برآمدے میں نکل آئی ——

پورچ میں گاڑی کھڑی کرنے کے بعد سرمد بڑے تیز تیز قدموں سے زینہ طے کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے اِدھر ہی آرہے تھے ——

اتنی دیر سے دو ایسے بڑے بڑے صدمے اکیلی جان پر برداشت کیے ہوئے تھی ——

ماں کی موت — اور باپ کی دیوانگی — دونوں ہی حادثے ایک سے ایک زیادہ جان لیوا تھے ——

کیسے ہی یکدم بالکل بے سہارا ہوگئی تھی — دو اتنی بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ ناتواں کندھوں پر تھا — اور منزل بڑی دُور —!!

ایک ہمدرد اور محبوب ہستی کو سامنے پایا تو یکدم ہی سارے صبر اور حوصلے جواب دے گئے — لپک کر آگے بڑھی اور سرمد کے ساتھ لپٹ گئی ——

اتنی دیر سے آنسوؤں پر جو ضبط کے بند باندھے ہوئے تھے وہ ٹوٹ گئے — جو اس کو بڑی مشکل سے قابو میں رکھا ہوا تھا — سب بے قابو ہوگئے — کسی پر اختیار ہی نہ رہا ——

اور اب — اس کا سارا وجود لرز رہا تھا اور وہ سرمد کے ساتھ لپٹی سسکیاں بھر رہی تھی ——

عروج اپنے اختیار میں نہ تھی — کوئی بہت ہی بڑی بات ہوگئی تھی جو اس کا یہ عالم تھا — جو اس کی ایسی کیفیت تھی اور اس قدر ابتر حالت ہو رہی تھی۔

ان کی عروج — ! ان کی اپنی عروج —!!

جسے انہوں نے من میں کچھ اس طرح بسا لیا تھا کہ بلیک میل حضور نے اس رشتے سے انکار کر دیا تھا مگر وہ اس کے خیال کو اپنے سے جدا نہیں کر سکے تھے وہ اسی آن بان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اتنی تمکنت کے ساتھ ان میں موجود تھی ——

کہ مَن کے یہ جذبے نہ کسی کے کہنے سے پیدا ہوتے ہیں اور نہ کسی کے روکنے سے ختم ہو جاتے ہیں ——

وہ تو اسی طرح ان کے دل و دماغ اور ہوش و حواس پر چھائی ہوئی تھی — بلکہ — بلکہ اس سے دائمی جدائی کے تصور نے تو اسے ان کے کچھ اور بھی قریب کر دیا تھا۔

اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو کر کیا گئے تھے وہ تو اور بھی اس کے ہو کر رخصت ہوئے تھے — اپنا آپ بالکل ہی ختم کر گئے تھے ——

اگر اس کے مزاج کی تیزی اور کھری کھری باتیں کرنے کے انداز نے ان کا دل موہ لیا ہوا تھا تو اس کی آغوش کی گرمی — اس کے لرزتے ہاتھوں کا ہمدردی بھرا لمس اور ہونٹوں سے یہ پوچھنے کا انداز ——

"میرا قصور ——؟"

وہ تو بالکل ہی لوٹ لینے والا تھا — اور تب وہ سر سے پاؤں تک اس میں ڈوب گئے تھے — یوں — کہ اپنا آپ اب کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا — محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا ——

اب ہر طرف، اِدھر اُدھر، اندر باہر، دل میں، نگاہوں میں، خیالوں میں غرض ہر طرف، ہر جگہ عروج ہی عروج تھی — ان کی اپنی ہستی کہیں تھی ہی نہیں ——

جانے کیسے وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے — وہ دل، وہ جذبہ کہاں سے لائے تھے ——؟

گھر جا کر یوں مسہری پر گرے تھے جیسے ہوا چلنے سے درخت کا کوئی ہلکا پھلکا ناتواں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سا پتہ لہرا جائے ——

رات وہ کھانا بھی نہ کھا سکے - چائے - کافی - شربت - دودھ - پھل - اور بھی نجانے کیا کیا کچھ ان کے سرہانے پڑی میز پر اکٹھا کر دیا گیا تھا ——

مگر انہوں نے کسی ایک چیز کو بھی نہیں چھوا - بس چپ چاپ تکیے پر کہنیاں ٹکائے اور ان میں چہرہ دیئے اوندھے پڑے رہے ——

دس گیارہ - پھر بارہ بج گئے - نیند ہی نہیں آ رہی تھی - اندر ایسی بے سکونی اور بے قراری تھی ——

جدائی کے تصور نے ہی ان کا یہ حال کر دیا تھا تو اتنی طویل عمر کس طرح گزر سکتی تھی ——؟

"کاش! بیگم تو قیر ہماری ملاقات آپ سے کبھی ہوئی ہی نہ ہوتی - یہ آپ نے ہمیں کیسا دکھ دے دیا ——

ہم تو آپ کو بہت اچھا اور بہت بلند سمجھتے تھے - آپ نے جو ہمیں محبت دی تھی - اپنی توجہ کا مرکز بنایا تھا تو ہم تو آپ کے بہت مشکور تھے - بہت احسان مند تھے - ہم تو آپ کو بہت عظیم سمجھتے تھے کہ ہماری کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی آپ اولاد یا چھوٹے بھائی کی طرح ہمیں محبت دیتی تھیں -

مگر - مگر یہ کیا ہوا - ؟ یہ کیا ہو گیا ——؟؟

یہ آپ کا کیسا روپ ہے ——؟ اس نے تو ہم سے ہماری زندگی چھین لی —— ہماری تمنائیں ہماری آرزوئیں لوٹ لیں - ہم تو پاگل ہوئے جا رہے ہیں —— اوہ خدا ——!"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کیسا انجانا سا روگ ان کے جی کو لگ گیا تھا۔ وہ جو ایک نواب کے گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ زندگی کی ہر آسائش انہیں حاصل رہی تھی ——

ان کے ہونٹوں نے صرف مسکرانا سیکھا تھا — ان کی آنکھوں میں ہمیشہ شوخی بھرے ستارے ٹمٹمائے تھے ——

مگر آج — وہی لب بار بار حلق سے ابھرنے والی سسکیوں کو روکنے کی کوشش میں خون آلود ہوئے جا رہے تھے — شوخیوں بھری حسین چمک بکھیرنے والی آنکھیں آج آنسو بہا رہی تھیں ——

(اے عورت! تو قربانی، وفا اور محبت کی دیوی ہے — مگر بیگم تو قیر! آپ کے اندر کی عورت کہاں گئی — وہ وفا اور قربانی کی دیوی کہاں جا چھپی — ؟؟

ہم اپنے فریب خوردہ دل کو کس طرح تسلی دیں — ہم اپنی ناسمجھی پر کس طرح پچھتائیں اور اب — ہمارا دل تڑپ رہا ہے — ہماری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور ہمارا سینہ جل رہا ہے ——

اس کا علاج کون کرے — ؟ ہمارے آنسو کون پونچھے — ؟ ہماری تڑپ کون محسوس کرے — ؟؟

کاش بیگم تو قیر! آپ ایک عورت نہ ہوتیں یا پھر کاش! آپ عروج کی ماں نہ ہوتیں آپ کسی بیٹی کی ماں نہ ہوتیں — کاش! کاش —!!

کسی پہلو قرار نہیں آ رہا تھا — سوچیں پریشان سے پریشان تر کیے دے رہی تھیں — وہ نڈھال ہوئے جا رہے تھے — بے حال ہو رہے تھے — کہ آج انہیں کی محبت ان کے سامنے بے بسی سے سر جھکائے کھڑی تھی ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ پروردگار! ہم نے تو کبھی کسی کو کوئی دُکھ، کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تھی۔ پھر یوں تو نے ہمارا من کیوں جلایا ——؟ یوں ہم سے ہمارا سب کچھ کیوں چھین لیا ——؟ کیوں ——؟ کیوں ——؟؟"

اچانک ہی قدموں کی آہٹ نے اُنہیں چونکا دیا۔ بازوؤں میں سے چہرہ نکالتے ہوئے سُرخ سُرخ آنکھیں اُٹھائیں —— سنبل قریب کھڑی تھی ——

"آپ کا فون آیا ہے ——"

"ہم اس وقت کسی سے بات کرنے کے قابل نہیں —— جاؤ کہدو کہ ہم سو چکے ہیں ——"

سرمد نے سرد مہری سے جواب دیا ——

"کوئی لڑکی ہے نوابزادہ حضور ——! اور اس کی آواز سے گھبراہٹ اور پریشانی عیاں ہے ——"

سنبل رازدرانہ انداز میں ہولے سے بتانے لگی ——

"سنجانے کیا معاملہ ہے ——؟"

"تو پھر ہم کیا کریں —— رات کا ایک بج رہا ہے —— یہ بھی کوئی وقت ہے کسی کے فون کرنے کا ——؟"

وہ جو ساری زندگی میں کبھی کسی پر خفا نہیں ہوئے تھے —— کبھی ان کا مزاج یوں نہیں بگڑا تھا —— اس وقت بے طرح اُلجھ کر بول رہے تھے۔

"وہ لڑکی کہتی تھی کہ بہت ضروری کام ہے —— اگر اسی وقت آپ کو مطلع نہ کیا گیا تو نقصان ہو جائے گا ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نقصان ۔؟ کیسا نقصان ۔؟ اب ہمارے پاس رہ ہی کیا گیا ہے جس کا نقصان ہو جائے گا ۔ ہو جانے دو ۔ سب کچھ ختم ہو جانے دو ۔۔۔"

وہ دیوانوں کی طرح چلا پڑے ۔۔۔

"جیسا آپ کا حکم ۔۔۔؟"

سنبل چپ چاپ سر جھکائے مڑ گئی ۔ پھر جانے کیا ہوا ۔؟ شاید اس لرزتی کانپتی آواز کے لیے وہ اپنے دل میں ہمدردی کا جذبہ کچھ زیادہ ہی محسوس کر رہی تھی ۔

گردن موڑتے ہوئے یوں آہستگی سے بولی جیسے اپنے آپ سے بات کر رہی تھی ۔۔۔

"جانے بیچاری کون ہے ۔؟ اسے جواب دیتے ہوئے مجھے افسوس سا ہو رہا ہے ۔ بیحد پریشان تھی ۔۔۔"

پھر دو قدم واپس آتے ہوئے سرمد کے قریب کھڑی ہو گئی ۔۔۔ "بیگم حضور نے خاص طور پر ہم سب کو ہدایت کی تھی کہ آپ کو بے آرام نہ کیا جائے مگر خدا جانے اس کی آواز میں کیا تھا ۔ میں آپ کے پاس چلی آئی ۔ بیگم حضور کی حکم عدولی کر ڈالی ۔۔۔ نوابزادہ حضور! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کی بجائے اس بیچاری کا کوئی نقصان ہو جائے ۔۔۔"

"تم تو سنبل پیچھے ہی پڑ گئی ہو ۔۔۔"

بڑے تلخ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے اور جلی کٹی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے آخر سرمد اٹھ ہی پڑے ۔۔۔

ریسیور کان سے لگاتے ہی "ہیلو" انہوں نے بڑے تلخ لہجے میں کہا ۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور۔اور۔پھر ان کی تمام حسیات سمٹ کر کانوں میں آ گئیں ——

عروج۔ان کی محبت۔انہیں بلا رہی تھی۔اس کا انداز۔اس کی لرزتی آواز! جیسے بڑی مشکل میں تھی وہ ——

ریسیور کو کریڈل پر رکھنے کی بجائے بے اختیار ہو کر انہوں نے پٹخ دیا —

دل ہی دل میں سبنل کے شکر گزار بھی تھے کہ وہ بند ہو گئی تھی ——

پھر جانے انہوں نے کیسے گاڑی نکالی۔کس طرح سٹارٹ کی۔کس طرح ڈرائیو کرتے رہے۔انہیں کچھ ہوش نہ تھا۔کچھ معلوم نہ تھا ——

بس نگاہوں میں عروج کا دلکش سراپا گھومے جا رہا تھا اور کانوں میں اس کی کپکپاتی آواز گونج رہی تھی ——

"سرمد! جلدی سے آ جائیے۔ورنہ نجانے کیا ہو جائے گا —"

وہ معصوم اور پاکیزہ سی لڑکی۔دل میں اتنا کچھ چھپائے — من میں ایسی ایسی پریشانیاں لیے زندگی گزارتی رہی تھی — اور اب۔اب جانے کیا ہو گیا تھا —!

کہیں بیگم توقیر نے اسے کچھ کہہ نہ ڈالا ہو۔کوئی فضول سی بات — یا پھر۔یا پھر۔کرنل توقیر اور بیگم توقیر میں کوئی جھگڑا وغیرہ نہ ہو گیا ہو —

نورین آپا کی زبانی ان کے گھریلو حالات اور ازدواجی تعلقات کے متعلق بھی تو سب کچھ سن رکھے تھے۔اکثر جھگڑا ہی رہتا تھا۔

ذرا کرنل توقیر کسی بات سے منع کرتے تو مہ لقا جھٹ طلاق پر اتر آتیں — ان کی کوئی بات ذرا سا بھی رعب مانتی ہی نہ تھیں ——

اور اب تک جو وہ دونوں ایک ہی گھر میں رہ رہے تھے تو شاید صرف لڑکیوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی وجہ سے — ورنہ کب کے ان کے تو گھر بھی جدا ہو چکے ہوتے ——
اور تینوں لڑکیاں بیچاری — ! کیسی عجیب قسمت لے کر آئی تھیں ——
سرمد کی جب سے بیگم تویرے ملاقات ہوئی تھی — تب سے اب تک جو کچھ ان کی آنکھیں دیکھتی رہی تھیں — صحیح حالات معلوم ہونے پر اب ہر بات، ہر معاملہ ان پر واضح ہو گیا تھا ——

عروج کی وہ گھر میں ہر آنے والے کے ساتھ بیزاری — بدمزاجی اور گستاخی —— پھر خالہ امی سے اکھڑ اور جھگڑالو — اور اپنی ماں اور اس کے ملنے والوں سے خود بھی دور دور رہنا اور حتی الوسع گل اور بلبل کو بھی علیحدہ رکھنا ——!!

ان سب کا مطلب اب اچھی طرح ان پر آشکار ہو گیا تھا — کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ بھی ماں کے رنگ میں رنگی جا سکتی تھی — مگر عروج کی عظمت تو اب ان پر عیاں ہوئی تھی ——

کہ ایسے ماحول میں رہ کر بھی، اور جوانی کی ایسی خطرناک عمر کے دور سے گزرتے ہوئے بھی وہ ہر گناہ اور ہر عیب سے بچی رہی تھی —

وہ عظیم تھی — وہ مقدس تھی — اور وہ قابلِ تقلید تھی ——!!!

اور — اور اب وہ کسی مشکل میں پھنسی تھی —— خدایا ! اسے اپنے حفظ و امان میں رکھنا — پروردگار ! جس طرح تو نے پہلے اسے ہر گناہ سے بچایا اسی طرح اب بھی ہر آفت سے بچائیو — ہمارے مولیٰ ! تو اس کا حامی اور ناصر ہو —!!

جانے اور کیا کیا سوچتے اور دعائیں مانگتے ہوئے وہ ڈرائیونگ کرتے رہے — آدھی رات کا وقت تھا — ٹریفک کم تھی — کچھ دل کا جذبہ جلد از جلد عروج تک پہنچنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا تر غیب دے رہا تھا ——

رفتار کی سوئی آگے ہی آگے بڑھتی گئی ——

اللہ کی کوئی خاص رحمت اور فضل و کرم ہی تھا جو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔

وہ بہت کم وقت میں عروج تک پہنچ گئے ——

اور اب — وہ ان کا اندر پہنچنے کا انتظار بھی نہیں کر سکی تھی — باہر ہی پکی آئی تھی ——

اس کا عالم — یہ لرزتا کانپتا وجود — یہ اس کی سسکیاں — کوئی بہت ہی بڑا حادثہ پیش آگیا تھا — کوئی ناقابلِ برداشت قسم کا ہی صدمہ پہنچا تھا — جو اس کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہوئی جا رہی تھی ——

ابھی انہیں کچھ بھی معلوم نہیں ہوا تھا — مگر اس کی کیفیت ہی دیکھ کر اس کا دکھ سرمد کے سینے میں اُتر گیا — سر سے پاؤں تک ایک انوکھے سے درد کی لہر اُٹھی ——

بے اختیار ہو کر انہوں نے دونوں بازو پھیلائے اور عروج کو اپنے ساتھ لپٹا لیا — بازوؤں کے حصار میں مضبوطی سے جکڑ لیا — جیسے وہ یوں اس کا ہر دکھ اپنے اندر جذب کر کے اس کے وجود کو سب آفات سے محفوظ کر لینا چاہتے تھے ——

"حوصلہ رکھو عروج! ہم آگئے ہیں — صبر کرو ——"

وہ اسے اسی طرح لپٹائے لپٹائے ڈرائنگ روم میں لے آئے — باہر برآمدے میں کھڑا رہنے سے اس کے ہاتھ پاؤں اور بھی سرد ہوئے جا رہے تھے ——

"سرمد — ! سرمد — !!"

ہچکیاں عروج کو کچھ کہنے کی اجازت ہی نہیں دے رہی تھیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چپ" اسے صوفے پر بٹھاتے ہوئے سرمد بھی پاس ہی بیٹھ گئے ——

"بس! ابھی کچھ نہیں بولنا۔ چپ چاپ یونہی بیٹھی رہو۔"

اپنے سینے کے ساتھ عروج کا سر لگا لیا اور روتے ہوئے اس کے بالوں کو سہلانے لگے۔ تسلی دینے کے انداز میں اس کی پشت کو تھپکنے لگے ——

"کچھ بھی ہو گیا ہو۔ تم ذرا فکر نہ کرو۔ تمہاری ہر پریشانی ہم اپنے ذہن میں لیں گے تمہارا ہر دکھ، ہر صدمہ ہم اپنے دل میں محسوس کریں گے۔ جب تک ہم زندہ ہیں۔ ہمارے بسنے میں ایک بھی سانس ہے کوئی ذرا سا بھی غم ہم تم تک نہیں پہنچنے دیں گے بس! اطمینان رکھو۔"

آہستہ آہستہ۔ دھیرے دھیرے۔ جیسے غبار چھٹ رہا تھا۔ اس کی سسکیاں مدھم پڑتی جا رہی تھیں ——

سرمد کے تسلی بھرے بول۔ سرمد کا یہ ہمدردانہ انداز۔!!

وہ تو جنم جنم سے اس کی بھوکی رہی تھی۔ اس توجہ کا تو ہمیشہ اس کا من متلاشی رہا تھا ——

اور کیسا سکون۔ کیسا اطمینان تھا ان کے لمس میں۔ ان کے الفاظ میں اور ان کی تسلیوں میں۔ کتنی ہی دیر وہ یونہی سر ٹکائے چپ چاپ بیٹھی رہی ——

اور پھر۔ اچانک ہی اسے پھر سب کچھ یاد آ گیا۔ دوسرے کمروں میں جنم لینے والی کہانی ذہن میں گھوم گئی ——

ماں کی لاش۔ باپ کی دیوانگی۔ اور چھوٹی دو بہنوں کی آنے والی زندگی۔ ان کا مستقبل ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نئے دُکھ — اِنہی سوچیں — !!

عروج نے یکدم جھرجھری لی اور پھر جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی — چند لمحے سرمد کی آنکھوں میں بڑے غور سے جھانکتی رہی ——————

جو کچھ کہنا چاہ رہی تھی شاید اس کے لیے الفاظ منتخب کر رہی تھی — پھر ہولے سے بڑی مشکل سے صرف اتنا کہہ پائی ——

"سرمد! ہیں — ہیں —"

ہکلا کر پھر خاموش ہو گئی — جانے کیا ہو گیا تھا — ؟ صبر حوصلہ پھر ٹوٹنے لگا —

"ہاں ہاں — کہو — ہم سُن رہے ہیں — فکر کی ذرا بھی کوئی بات نہیں"

سرمد نے تسلی دینے کے لیے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور ہولے ہولے دبانے تھپتھپانے لگے ——

"وہ امّی — !"

ماں کے ذکر اور خیال کے ساتھ عروج کی حالت پھر دگرگوں سی ہونے لگی —

"ہاں — کیا امّی سے لڑائی ہو گئی ہے — ؟"

وہ جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھ رہے تھے ——

"نہیں —"

اس کے صرف نفی میں ہلتے سر کو دیکھ سرمد جواب سمجھ پائے — ورنہ زبان سے جو آواز نکلی تھی وہ تو خود وہ بھی سُن نہیں سکتی تھی ——————

"پھر — ؟ ابّو امّی کے درمیان کوئی جھگڑا ہو گیا ہے — ؟"

"نہیں ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایک بار پھر زبان بہت آہستہ سے ہلی ——

"پھر ——؟"

اِدھر آیئے ——"

اور اب وہ ہمت کر کے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ زبان میں کچھ بھی کہنے کا یارا نہ تھا سرمد کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے چل پڑی ——

"کہاں ——؟"

سرمد بھی اُٹھ کھڑے ہوئے ——

"امی کے کمرے میں ——"

سسکی کے سے انداز میں اس کی آواز نکلی ۔ ساتھ ہی قدم ڈگمگا گئے ۔ سرمد نے بڑھ کر جلدی سے بازو کا سہارا دیا ——

وہ تو ابھی تک نارمل نہیں ہوئی تھی ۔ سرمد اسے سہارا دیئے ہی دیئے اس کے ساتھ ساتھ رعنا کے کمرے میں پہنچ گئے ——

"یہ دیکھیئے ——"

ماں کی مسہری کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عروج کی تیز سی سسکی نکل گئی ۔ امی کا یوں پڑا بے جان وجود اور ساکت چہرے کی زردی وہ ایک سے دوسری نظر دیکھ نہ سکی ——

لڑکھڑاتے جسم کو سنبھالنے کے لیے جلدی سے سرمد کے کندھے کا سہارا لیا اور رُخ پرلی سمت پھیرتے ہوئے ان کے شانے کے ساتھ ہی سر ٹیک دیا ——

"میری امی بڑی خراب تھیں نا ۔ اس لیے ۔ اس لیے ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کی زبان لڑکھڑائی ——

سرمد کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی اتنی بڑی بات ہوگئی ہوگی ——

چند لمحے تو وہ جیسے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئے کھڑے رہے — ان کی سمجھ میں کچھ آیا ہی نہیں ——

" سرمد! میں نے بڑی کوشش کی تھی کہ امّی کو ان حرکات سے منع کر سکوں انہیں ان غلط راستوں سے ہٹا سکوں — مگر — نہ میں انہیں باز رکھ سکی اور نہ یہ سب کچھ برداشت کر سکتی تھی — ابو کی پریشانیاں — سارے خاندان کی بدنامی اور رسوائی اور اپنی خرچ گل اور ربیکل کا اذیت ناک مستقبل میرے سامنے تھا — تب میں نے بے بس ہو کر امّی پر گولی چلا دی ——"

عروج سرمد کی پشت کے ساتھ سر ٹیکے گویا اعترافِ جرم کر رہی تھی — اور سامنے پڑی مہ لقا کی لاش اس کی ہر بات کی تصدیق کر رہی تھی ——

عروج کی آواز کان میں اُتری تو سرمد کو جیسے ہوش آگیا ——

" کیا —؟"

وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھے اور جھک کر بڑے غور سے مہ لقا کے مُردہ وجود کو سر سے پاؤں تک گھورنے لگے — سفید چادر پر خون کے کئی دھبے — ان کا بے جان زرد چہرہ — ادھ کھلے ہونٹ اور — اور ——

سرمد نے گھبرا کر مہ لقا کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا — ان کی پیشانی کی ٹھنڈک جیسے ہاتھ سے ہوتی ہوئی سرمد کی ریڑھ کی ہڈی تک اُتر گئی ——

ایک جھٹکے سے پیچھے مڑے اور عروج کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ——؟؟"

"میں سچ کہہ رہی ہوں سرمد ——! میں نے اپنی ماں کو مار ڈالا —— بہت بُری ہوں میں —— مگر —— مجھ سے یہ بدنامیاں بھی تو برداشت نہیں ہو رہی تھیں ——"

"نہیں عروج! نہیں —— تم ایسا نہیں کر سکتیں —— تم کسی کا خون نہیں کر سکتیں"

وہ دیوانوں کی طرح عروج کو جھنجھوڑ رہے تھے ——

"ہم جانتے ہیں —— تم غلط کہہ رہی ہو ——"

"آپ سے ہی جھوٹ بولوں گی سرمد ——؟"

عجب سے شاکی انداز میں اس نے ان کی طرف دیکھا ——

وہ سٹپٹا گئے —— اس کی بات کا یقین بھی نہیں آ رہا تھا ——

"کرنل صاحب کہاں ہیں ——؟"

"اپنے کمرے میں ——"

تو کیا انہیں معلوم ہے ——؟"

"جی ہاں —— وہ امّی کو دیکھ گئے ہیں اور —— اور ——"

عروج کی حالت پھر دگرگوں ہونے لگی —— کپکپاتے لہجے میں رُک رُک کر بولی ——

"انہیں امّی سے بہت محبت تھی —— دیوانگی کی حد تک —— اس لیے امّی کا خون دیکھتے ہی وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ——" عروج نے سسکی لی۔

"کیا ——؟"

سرمد چیخ پڑے ——

"یہ —— یہ ہم کیا سُن رہے ہیں ——؟ یہ آج ہو کیا گیا ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد مرد ہو کر لرز اُٹھے — سارا وجود یوں کپکپایا جیسے ابھی گر پڑیں گے — جلدی سے سہارا لینے کے لیے دروازے کا پٹ تھام لیا —

"عروج یہ کیا کہہ رہی ہو —؟"

"چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے —"

عروج کے پیچھے پیچھے ہی وہ ابو کے کمرے تک چلے آئے — اندر سے کچھ ایسے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے کہ دونوں ہی راہداری کی دیواروں کا سہارا لے کر چل رہے تھے —

ابو کی ہنسی اور بڑبڑاہٹ کی آواز انہیں باہر ہی سنائی دے گئی — وہ اس وقت سے اب تک مسلسل بولے جا رہے تھے — وہ، جو بہت سنجیدہ رہتے تھے اور بہت کم گو تھے —

سرمد لپک کر آگے بڑھ گئے —

"اب تم آئے ہو —؟"

ہنسی قہقہے میں بدل گئی اور تکیہ انہوں نے اور بھی سینے کے ساتھ بھینچ لیا۔

"آؤ — آگے بڑھو — تلوار لائے ہو یا بندوق —؟"

اُنہوں نے پھر قہقہہ لگایا —

"بھول رہے ہو سرفراز — ! سارے ملک کا اسلحہ اکٹھا کر لاؤ — میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو — پرخچے اُڑا دو — مگر ماہی کو پھر بھی تم فتح نہیں کر سکو گے — وہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی — وہ میری ہو چکی ہے — بالکل میری — آجاؤ — باقی سب کو بھی بلا لو —"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ میرے خدا ۔!"

سرمد اُلٹے پاؤں کمرے سے نکل آئے ۔ اور دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر راہداری میں ہی کھڑے ہو گئے ——

عروج پہلے ہی وہیں چُپ چاپ آنکھیں میچے دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی ۔

"یہ سب کچھ کیا ہو گیا ۔ ؟ یہ کیا ہو گیا ۔ ؟؟"

سرمد بڑبڑا رہے تھے ۔ ان کا دماغ زیر و زبر ہوا جا رہا تھا ۔ اور اُنہیں جیسے ابھی تک ان حادثوں پر یقین نہیں آیا تھا ۔ یا شاید یقین کرنے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا ——

"یہ جھوٹ ہے ۔ یہ غلط ہے ۔ ایسے نہیں ہو سکتا ۔ یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا" وہ بڑبڑائے جا رہے تھے ——

عروج نے ان کی بڑبڑاہٹ سن کر آنکھیں کھولیں ۔ اتنا بڑا حادثہ تھا کہ سرمد بھی اپنی مردانہ دلیری بھلا بیٹھے تھے ۔ بالکل بدحواس ہوئے جا رہے تھے —— آخر عروج نے ہی نجانے کس طرح اپنے حواس مجتمع کیے اور کس طرح ہمتیں اکٹھی کیں ۔ زبان سے کچھ نہیں کہا ——

سرمد کا ایک بازو تھام کر انہیں اپنے کمرے کی طرف لے گئی ۔ گل اور بلبل دونوں سوئی ہوئی تھیں ان کے پلنگ کے پاس لے جا کر کھڑا کرتے ہوئے بولی ۔

"میں نے آپ کو اس لیے بُلایا تھا کہ گل اور بلبل کو آپ اپنے ساتھ لیجائیں میں نہیں چاہتی کہ ان کی معصوم نگاہیں یہ سب کچھ دیکھیں اور پھر ان کے ننھے ننھے دماغ کسی سوچوں میں اُلجھیں اور پھر میری ہی طرح ان کی زندگی، ان کا مستقبل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی برباد ہو۔ آپ ابھی انہیں اپنے ہاں لے جائیں ——"

آنسو تھے کہ پھر اسے رلانے تڑپانے چلے آرہے تھے اور سسکیاں بے قابو سی ہوئی جارہی تھیں ——

"آپ پر اور امی حضور پر مجھے بہت بھروسہ ہے۔ یہ آپ کے ساتھ بہت مانوس ہیں اور امی حضور سراپا محبت۔! بیشک یہ امی جیسی ماں کی بیٹیاں ہیں مگر پھر بھی مجھے امی حضور پر مکمل اعتماد ہے کہ یہ وہاں بہت خوش رہیں گی ——"

عروج رُک رُک کر ہولے ہولے کہے جارہی تھی۔ سرمد چپ چاپ کھڑے سُن رہے تھے ——

"امی اور ابو سے یہ اتنی وابستہ نہیں رہی ہیں البتہ اگر میری یاد بہت آئی تو مجھے اُمید ہے بجیا اور رُوحی آپو میں مجھے پالیں گی ——"

پھر ذرا سانس لے کر قدرے توقف بعد کہنے لگی ——

"کچھ بھی تھا —— امی کی زندگی کیسی بھی گزری تھی۔ مگر وہ میری ماں تھیں —— ان کے قدموں تلے میرے لیے جنت تھی۔ تمام تر مخالفتوں کے باوجود مجھے ان سے محبت بھی تھی ——"

بڑی مشکل سے عروج نے حلق سے برآمد ہونے والی سسکیاں ضبط کیں،

"اگر ہو سکے تو آپ میرے ہی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی نگرانی میں پورے عزت و احترام سے ان کی تجہیز و تکفین کرا دیجئے گا۔ ابو فوجی ملازمت میں ہیں یوں تو ان کا علاج خود بخود فوجی ہسپتال میں ہوتا رہے گا ویسے آپ بھی کسی اچھے ماہر نفسیات سے مشورہ کرلیں تاکہ ان کا علاج پوری توجہ سے ہو سکے۔ مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

یقین ہے ۔ ابّو جلد صحت یاب ہو جائیں گے ۔ پھر گُل اور بُلبُل کو ان کے حوالے کر دیجئے گا ۔ زندگی بھر آپ کی احسان مند رہوں گی ۔۔۔۔۔"

"اور تم ۔۔۔۔؟"

بے اختیار سرمد کی زبان سے نکلا ۔۔۔۔۔

"ایک قاتلہ کا جو مقام ہے اور جو انجام ہوتا ہے ۔ وہیں میں ہوں گی اور وہی میرا حال ۔۔۔۔۔"

"نہیں ۔ عروج نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ تم کسی کا خون نہیں کر سکتیں ۔"

ایک بار پھر دیوانگی کے سے عالم میں انہوں نے عروج کو جھنجھوڑ ڈالا ۔

"اب یہ فیصلہ تو قانون ہی کرے گا ۔۔۔۔۔"

عجب سی تلخی اس کے ہونٹوں پر تھی ۔۔۔۔۔

"پھر ۔۔۔؟ کیا آپ میرے لیے یہ سب کچھ کریں گے ۔۔۔؟"

سرمد جانے کن سوچوں میں کھوئے ہوئے تھے ۔ عروج کو اپنی التجا کا کوئی جواب نہ ملا ۔۔۔۔۔

"پلیز ۔۔۔!"

عروج نے جھک کر سرمد کے پاؤں چھو لیے ۔۔۔۔۔

"بس ! مجھ پر یہ کرم کر دیجئے ۔۔۔۔۔"

"عروج ! یہ کیا کر رہی ہو ۔۔۔؟"

سرمد کو جیسے ہوش آ گیا ۔ جلدی سے عروج کو کندھوں سے تھاما اور کھڑا کرتے ہوئے اپنے ساتھ لگا لیا ۔ سینے کے ساتھ بھینچ لیا ۔۔۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم تمہارے لیے سب کچھ کریں گے — تمہاری ہر بات مانیں گے — ہم تمہاری ہر خواہش پوری کریں گے — یہ تم اس طرح التجائیں کیوں کر رہی ہو — ؟ ہمارے پاؤں کیوں پڑ رہی ہو — ؟ تم ہمیں حکم دو — ہمیں حکم دو عروج! ہم تمہارے لیے جان بھی دیدیں —"

"تو پھر آپ ابھی، اسی وقت، ذرا تاخیر کیے بغیر گل اور بلبل کو یہاں سے لے جائیں —"

عروج ان کے پلنگ کی طرف بڑھی — بڑی عجلت سے ان پر سے کمبل ہٹایا اور بڑی آہستگی سے بلبل کو گود میں اٹھالیا ——

خود وجاہی ساری جان سے لرز رہی تھی — کپکپا رہی تھی — بات کرنے کی اس میں طاقت نہ تھی — دو قدم چلنے کی سکت نہ تھی ——

جانے اتنی قوت کہاں سے آگئی تھی اس میں — بلبل کو یوں بازوؤں میں اٹھالیا تھا جیسے صرف چھٹانک بھر وزن کی کوئی ہلکی پھلکی چیز تھی وہ — اور تیز تیز قدموں سے باہر چل دی ——

اس کی تقلید میں سرمد نے گل کو اٹھالیا — اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر جا پہنچے ——

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دونوں کو تکیے وغیرہ لگا کر آرام سے نیم دراز سا کر دیا ——

بچپن کی گہری نیند — ایسا ڈوبی ہوئی تھیں کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا — ابھی کہاں تھیں اور اب کہاں پہنچ گئیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اُنہیں ٹھیک ٹھاک کر کے سرمد مُڑے - جانے کیا سوچ رہے تھے - بالکل خاموش تھے - عروج چپ چاپ کھڑی تھی - شاید ان کی روانگی کے انتظار میں تھی ——

کتنی ہی دیر خاموشی سے سر جھکائے کھڑا رہنے کے بعد سرمد ہولے ہولے قدم اُٹھاتے اس کے قریب آ گئے ——

"عروج! خود ہی بتاؤ ہم تمہیں یوں اور ان حالات میں اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں - کچھ انصاف کرو - ہمارے قدم کیسے اُٹھ سکتے ہیں - ؟"

"آپ کو اپنے پروردگار کی قسم - آپ کو اس کے پاک نبی کی قسم - !!"

"اوہ عروج - !"

وہ جیسے سسک پڑے ——

"ہاں - میری یہی خواہش ہے - اور میں نے آپ کو خدا اور اس کے رسولؐ کی قسم دی ہے - اب تو آپ کو میری بات ماننا ہی پڑے گی - بس! مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے - مجھے کچھ نہیں ہوتا - میں بڑی سخت جان ہوں - اتنی کہ اتنے بڑے بڑے صدمے سہہ کر بھی زندہ سلامت آپ کے سامنے کھڑی ہوں مجھے کچھ نہیں ہوگا - میری ذرا فکر نہ کریں ——"

جانے اس کے الفاظ میں اس کے انداز میں کیا تھا - سرمد بے قابو ہو گئے وہ مرد تھے - اور آنسو بہانا ایک مرد کی شان کے خلاف ہوتا ہے - مگر اس وقت انہیں خود پر اختیار ہی نہ رہا ——

لپک کر عروج کو بازوؤں میں بھر لیا اور اس کے بالوں میں چہرہ چھپا کر بڑبڑ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

خاموشی سے آنسو بہانے لگے ——

جانے کتنی دیر وہ یونہی کھڑے رہے۔ وقت بہت قیمتی تھا اور ایسے ہی گزرا جا رہا تھا۔ کہیں گل اور بلبل یہیں نہ جاگ پڑیں —— عروج کو خیال آیا ——

بڑی آہستہ سے سرمد کے بازوؤں سے نکل کر پرے کھڑی ہو گئی ——

"دیر ہو رہی ہے سرمد —! اب آپ جائیے — خدا حافظ —!"

اور عروج نے جلدی سے رُخ پھیر لیا ——

تاریکی میں سرمد اسی کے ہیولے کو دیکھتے ہوئے گاڑی میں جا بیٹھے ——

"خدا حافظ —! خدا حافظ —!!"

گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے ان کے حلق سے بھاری بھاری اور بھرائی ہوئی سی آواز نکلی ——

عروج چہرہ ہاتھوں میں چھپائے تیز تیز قدموں سے زینہ طے کر کے اندر چلی گئی — ایسا نہ ہو سرمد اور گل و بلبل کی روانگی اسے ڈانواں ڈول کر دے اس سے کسی کمزوری کا اظہار ہو جائے ——

سرمد نے گاڑی چلا دی ——

گل اور بلبل محفوظ ہو گئی تھیں — عروج نے اطمینان کا سانس لیا —

سرمد چلے گئے تھے — اب وہ اس گھر میں ہوش و حواس رکھنے والا تنہا فرد تھی ——

اس سوچ کے ساتھ ہی اس کی سب ہمتیں پھر جواب دینے لگیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنے ہی گھر کے در و دیوار سے بڑا عجیب قسم کا خوف محسوس ہونے لگا۔ عجب دہشت انگیز سی بے آواز آوازیں کانوں کو سنائی دینے لگیں ——

پھٹی پھٹی خوفزدہ آنکھوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے اور بڑی مشکل سے اپنی بے جان ٹانگوں کو گھسیٹتے ہوئے فون تک پہنچی ——

اس سے تو کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔ فون کے قریب جو صوفہ تھا اس پر گر پڑی ——

اور اب اس کی لرزتی انگلیاں پولیس سٹیشن کے نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دس - بیس - چوبیس گھنٹے - یا پھر شاید ہفتے - مہینے - سال اور صدیاں بیت گئی تھیں - وہ یونہی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی —

اُسے کھانا دیا گیا - اس نے وہ نہیں کھایا - پانی نہیں پیا - سوئی نہیں — بیدار نہیں ہوئی ——

جانے کس کس نے اس سے کیا کیا پوچھا - اور اس نے کیا کیا جواب دیا — یہ اسے کچھ بھی معلوم نہ تھا ——

معلوم تھا تو بس اتنا کہ اس نے اپنی ماں کا خون کر ڈالا تھا - وہ قاتل تھی - اپنی ماں کی قاتل —!

اور انہیں سوئے جاگے حواس میں وہ اسی طرح گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی کہ کس نے اس کا کندھا ہلا کر اسے مخاطب کیا ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ سر اٹھا کر غیر حاضر ذہن سے اس مخاطب کرنیوالی کو دیکھنے لگی۔ جانے کون تھی کوئی زنانہ پولیس میں سے ——؟ یا یہیں کی کوئی ملازمہ ——؟ یا پھر کوئی اور —— جانے کون —— ؟ بس وہ مجذوبوں کی طرح اسے دیکھے ہی جا رہی تھی ——

"اٹھو —— تم سے کوئی ملاقات کرنے آیا ہے ——"

وہ کسی معمول کی طرح چپ چاپ اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔ اسی عالم میں —— اسی لٹی پٹی حالت میں ——

نہ کسی کے آنے کی خوشی تھی نہ غم —— جیسے کوئی احساس، کوئی جذبہ اس کے پاس باقی رہ ہی نہیں گیا تھا —— ہوش و حواس پر کچھ ایسی بے حسی طاری تھی —— کہ آنسوؤں اور مسکراہٹ میں بھی جیسے تمیز نہ رہی تھی ——

یونہی ہر قسم کے جذبات سے عاری نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہاں جا پہنچی —— جہاں بڑی بڑی آہنی سلاخوں سے اس پار اس کا کوئی ملاقاتی موجود تھا جانے کون تھا —— ؟ اس نے نہ سوچا نہ پرواہ کی —— قریب جا کر نگاہیں اٹھائیں

"اوہ ——!" سامنے کھڑے ملاقاتی کو دیکھ کر اسے یوں جھٹکا لگا جیسے اچانک بجلی کا تیز کرنٹ چھو گیا تھا۔ یکدم تمام حواس بیدار ہو اٹھے ——

"آپ ——؟ آپ ——؟ وہ ہکلائی ——"

"امی حضور! آپ یہاں کیوں تشریف لے آئیں —— یہ جگہ آپ کے شایان شان نہیں ——"

امی حضور چپ چاپ کھڑیں اسے دیکھے جا رہی تھیں —— نگاہوں میں اسی شفقت کے ساتھ، جو ان کا خاصہ تھی، بہت ساری پشیمانیوں کے سائے بھی تھے۔

"آپ یہاں سے چلی جائیے —— پلیز! امی حضور!! میں تو پہلے ہی اپنی نگاہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں آپ ہی بہت ذلیل ہو چکی ہوں ——"

"عروج ——!" امی حضور کی آنکھیں آب گوں تھیں ——

"ہماری بیٹی! کیا تم ہمیں معاف نہیں کر سکتیں — ہمیں اپنی غلطی کا اعتراف ہے ہم ہیرے کی قدر پہچان ہی نہ سکے — ہم نادم ہیں ——"

وہ آہنی سلاخوں کو مضبوطی سے تھامے کھڑی تھی — شاید زلزلے کے جھٹکوں کی زد میں آئے اپنے ڈولتے وجود کو سنبھالنے کی خاطر ——

امی حضور نے بڑی نرمی، بڑے پیار سے اس کا دہی ہاتھ تھام لیا —

"کچھ بھی ہو — یہ آپ کے آنے کی جگہ نہ تھی ——"

"ہم اپنے مقام کو خود پہچانتے ہیں — جہاں ہماری بیٹی آ سکتی ہے — وہاں ہمیں قدم رکھتے ہوئے کوئی

"مگر — مگر امی حضور! میں ایک قاتلہ ہوں — میں ایک بہت بری ماں کی بہت بری بیٹی ہوں ——"

"تمہاری ماں جیسی تھی — خدا اسے مغفرت کرے — اور تم جو بہت بری ہو — جو ایک قاتلہ ہو — تو ہمیں اب ہم خوب پہچان گئے ہیں ——"

ان کی آنکھوں میں نرالی سی چمک تھی ——

"پہلے ہم صرف تمہاری معصوم صورت اور سادگی پر فریفتہ ہوئے تھے اور آج ہم نے تمہارے اندر چھپے جوہر بھی دیکھ لیے ہیں — کہ تم بدی کے درمیان رہ کر بھی نیک اور پاک رہیں — اس عمر میں خود کو سنبھالنا ہی دشوار ہوتا ہے مگر تم نے ساتھ اپنی بہنوں کو بھی نیک ہدایت کی — اپنے سے زیادہ ان کی بھلائی سوچی — ان کے مستقبل کی — ان کی خوشگوار زندگی کی فکر کی ——"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اب امی حضور کے مشفق چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی ——

"ہمارے ہاں خصوصاً جب ریاست کے والی کی دلہن کا انتخاب کیا جاتا ہے تو اس میں ایسی خوبیاں دیکھی جاتی ہیں — کہ اس کی گود آنے والی نسل کے لیے بہتر تربیت گاہ ثابت ہو — وہ قربانیاں دینا جانتی ہو — وہ اچھائی برائی میں تمیز کرنا جانتی ہو — جو نیکی بدی کے معنی پہچانتی ہو — جو گناہ و ثواب کا علم رکھتی ہو — تاکہ بڑی شرافت اور عین مذہب کی رو سے آئندہ نسل کی تربیت کر سکے — اور تم میں یہ سب خوبیاں موجود ہیں ——"

امی حضور آنکھوں میں پُرخلوص صداقت لیے کہہ رہی تھیں ——

"ہم ہیرے کو اچھی طرح پرکھ چکے ہیں"

پھر انہوں نے بہت سارے ہیرے جڑی ایک انتہائی خوبصورت انگوٹھی اپنی انگلی سے اتاری ——

"یہ انگوٹھی ہمارے خاندان میں کئی نسلوں سے چلی آ رہی ہے — ولیعہد کی ہونیوالی دلہن کو پہنائی جاتی ہے — اور — آج ...."

"نہیں نہیں —"

ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی عروج نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا —

"میں اس قابل نہیں — میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی —"

کچھ شرم، کچھ جھجک، کچھ اپنی حیثیت کو پہچاننے والا جذبہ بے اختیار ہو کر بول اٹھا

"میرے مقدر میں جانے کیا ہے — ؟ شاید تختۂ دار — یا پھر عمر قید — ؟"

عروج کی آنکھیں بھیگ گئیں ——

"نہیں نہیں — ایسا مت کہو —" امی حضور نے اختیار ہو اٹھیں ——

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم تمہیں بچانے کی پوری کوشش کریں گے۔ یوں تو ابھی — چند منٹوں میں ہم تمہیں یہاں سے باہر لے جا سکتے ہیں۔ کہ دولت سے سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہمیں خدا نے بہت دی ہوئی ہے۔ مگر نہیں — ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم قانون کو نہیں خریدیں گے۔ یہ ہمارے اصول نہیں۔ ہم نے ہمیشہ ہر چیز کی بنیاد حق پر رکھی ہے اور اب بھی جائز طور پر تمہارے لیے سب کچھ کریں گے — انشاء اللہ — تم دیکھ لینا نہ تمہارے لیے تختۂ دار ہوگا — اور نہ عمر قید —"

امی حضور کے دل میں نے کیا تھا — ؟ مگر یہ مضبوط ایمان کی قوت — بڑے وثوق سے کہہ رہی تھیں ——

"ہمیں یقین ہے تم نے یہ جرم نہیں کیا —"

"نہیں نہیں ——"

عروج تڑپ اٹھی — اس کی نگاہوں میں بے بس باپ کا دیوانگی میں قہقہے لگاتا چہرہ گھوم گیا —

یہ میں نے ہی کیا ہے —

"چلو مانے لیتے ہیں ——"

امی حضور نے بڑی عقیدت اور محبت سے اس کے اُجڑے اُجڑے چہرے کو دیکھتے ہوئے پھر اس کا ہاتھ تھام لیا — بہت پیار سے ہولے ہولے تھپتھپایا اور پھر جیب سے وہ انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنا دی ——

"اور ہم پھر بھی بڑے فخر سے تمہیں اپنے بیٹے کے لیے منتخب کرتے ہیں — کہ یہ اتنا بڑا جرم کرنے کے باوجود تم عظیم ہو ——"

پھر جانے کیا خیال آیا — گل اور بلبل کا ذکر چھیڑ دیا — "گل اور بلبل تمہیں یاد کر رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھتیں — بڑی پیاری بچیاں ہیں — بہت پیاری —"

ان کا ذکر چھڑا تو صحیح معنوں میں وہ ان کے خیال میں ڈوب سی گئیں — آنکھوں سے ممتا کا مقدس جذبہ جھلک رہا تھا ——

" بڑی تمیز دار — بڑی اچھی عادات والی — نورین سے ہم سُن چکے ہیں کہ بہنیں نے ان کی پرورش کی ہے ——"

وہ جو مسکرانا بھول چکی تھی — بہنوں کی تعریف سن کر ان کے متعلق امی حضور کی رائے جان کر خیال ہی خیال میں ان کے معصوم اور پیارے چہروں کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی — خوش ہو رہی تھی — جیسے کوئی فن کار اپنی تخلیق کی تعریف پر پھولے نہ سمائے ——

" اتنی چھوٹی عمر میں تم نے اتنی اچھی ان کی تربیت کی — بخدا ! تم میں وہ سب کچھ ہے جو ہم اپنی آنے والی نسل کی ماں میں دیکھنا چاہتے ہیں — تم ہماری ہو — ہم تمہارا انتظار کریں گے — اس محل کے در و دیوار اپنی مالکہ کی راہ دیکھیں گے — وہاں کے باسی تمہیں خوش آمدید کہیں گے — قانون کچھ بھی سزا دے — خواہ عمر قید کا حکم سنا دے — مگر انشاء اللہ ہمارا فیصلہ نہیں بدلے گا — وہ اٹل ہے — اٹل ہی رہیگا ——"

امی حضور بڑے جذبے اور عزم کے ساتھ بولے جا رہی تھیں —— "ہم زندگی کے آخری لمحے تک تمہارا انتظار کریں گے — سرمد کی دلہن ! ہماری آنے والی نسل کی ماں تم اور صرف تم ہو گی —— انشاء اللہ —— ! انشاء اللہ ——!!"

پھر وہ کسی اندرونی جذبے کے تحت بڑے پُر یقین لہجے میں کہنے لگیں ——

" اور ہمارا دل کہتا ہے تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی — تم ہر آفت سے محفوظ رہو گی — اور بہت جلد — چند دن بعد ہی تم ہمارے پاس موجود ہو گی — ہمیں پورا یقین ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پورا — خدا حافظ میری بیٹی! خدا حافظ —!"

اور امی حضور یہ کہتے کہتے اک پیار، محبت اور عقیدت بھری نگاہ عروج کے سراپا پر ڈالتے ہوئے لوٹ گئیں —

عروج چپ چاپ کھڑی، کھوئے کھوئے عالم میں انہیں دیکھتی رہی — دور جاتے ہوئے — نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہوئے — اور پھر اس کی نظریں ان کے نقش پا پر جم گئیں —

جانے کتنی دیر کھڑی جھکی جھکی نگاہوں سے دیکھتی رہی اور سوچتی رہی — بہت کچھ — بہت ساری باتیں —

دماغ بیکار سا ہو رہا تھا — ان پچھلے دو تین دنوں میں اس کی زندگی میں کئی انقلاب آ گئے تھے، ایسے عجیب عجیب [illegible] سے اب تک کسی بے [illegible] تھا —

خیالات کی رفتار بڑی تیز تھی — وقت کا اندازہ ہی نہ ہو سکا — سلاخوں کو پکڑے سر جھکائے ابھی تک اسی جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں امی حضور کھڑی تھیں —

کہ اچانک — اس نے دیکھا — وہیں — اسی جگہ — مردانہ بھاری بھاری چمکتے ہوئے بوٹوں والے قدم آن ٹکے — بالکل بے خبر میں ان کے ساتھ ساتھ نگاہیں اوپر اٹھتی گئیں — اس سے بالکل قریب کھڑے تھے — گو آہنی سلاخیں ان کے درمیان تھیں مگر اسے تو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ، کوئی دیوار، کوئی سلاخ حائل نہ تھی — "آپ —؟"

اور پھر انجانے طور پر اس کی نگاہیں اپنی انگلی میں پہنی چمکتی دمکتی اس انگوٹھی کی طرف اٹھ گئیں —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرمد کے چہرے پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹیں تھیں — اور آنکھوں میں خوشیوں اور آرزوؤں کے نئے جہان آباد —!

"امی حضور سے چوری چوری ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔" ان کی مسکراتی آنکھیں عروج کے ویران چہرے کی بلائیں لے رہی تھیں —

"کیوں۔؟ چوری چوری کیوں —؟"

بے خیالی میں ہی پوچھ بیٹھی —

"اپنی اس انگلی کی طرف دیکھو — تم اب ہماری مسنگیتر ہو — اور آج سے تمہارا ہم سے پردہ شروع ہو چکا ہے —"

عروج نے جھینپتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا —

"امی حضور کے حکم کی خلاف ورزی ہمیں اس لیے کرنا پڑی —"

سرمد کی آواز اس کے کانوں میں اتری —

"کہ ہمیں تم سے ایک ضروری مشورہ کرنا تھا —"

"کیا —؟"

عروج نے چونک کر چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے —

"وہ جو تمہاری سروری ہے نا —"

سرمد آواز دبا کر سرگوشی کے سے انداز میں بولے —

"تمہاری امی کی خوابگاہ سے پرلی طرف جو سٹور ہے نا وہ وہاں بیہوش پڑی تھی — اس نے ابھی کسی سے کچھ نہیں کہا — ایسی ابتر حالت ہے اس کی کہ وہ بات کرنے کے قابل ہی نہیں —"

وہ بڑے معنی خیز تبسم سے عروج کو دیکھ رہے تھے —

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"البتہ صرف ہم سے وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ایک دو باتیں کر پائی ہے"

سرمد کی آنکھوں میں بڑی شوخ سی چمک لہرائی ——

"اب تم بتاؤ اس کے لیے کیا حکم ہے ——؟ جب پولیس اس کے بیان لے تو وہ کیا کہے ——؟"

"اوہ —! میرے ابّو —!" ایک بار پھر بہت سارے کانٹے جیسے سینے کر اتر گئے۔ عروج نے وہیں سلاخوں کے ساتھ پیشانی ٹیک دی —— اور اس کی آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے ——

"تم فکر نہ کرو —— ہم تمہارے ابّو پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے ——"

سرمد نے اس کا انگوٹھی والا ہاتھ تھامتے ہوئے ہولے سے دبایا ——

"تمہارے سبھی جذبے عظیم ہیں عروج! اور ہم ان کی قدر کرتے ہیں ——"

عروج نے بھیگی بھیگی پلکیں اٹھائیں —— اس کی آنکھوں میں نئے اُفق روشن ہو رہے تھے ——

WWW.PAKSOCIETY.COM